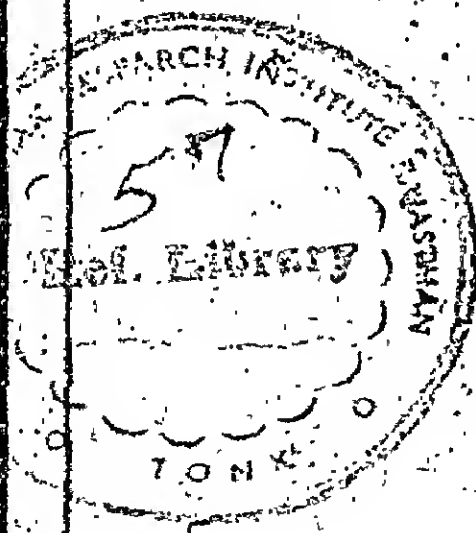


موسسین علیہ السلام



1920

مجموعہ شرح وقایہ نایاب
در چاند سال

5-146

مطبع نظام واقع کابل

کتابنا الطہارۃ

۳۶	فصل منہ کے بیانی میں	۳۵	فصل منہ کے بیانی میں	۳۴	فصل منہ کے بیانی میں
۵۰	فصل پانی سے غسل کے بیانی میں	۵۱	فصل پانی سے غسل کے بیانی میں	۵۲	فصل کھانسی کے بیانی میں
۵۸	فصل عجم کے بیانی میں	۶۶	فصل مسح موزوں کے بیانی میں	۶۹	فصل ہتھیلی پر مسح کرنے کے بیانی میں
۷۵	فصل استسقاء کے بیانی میں	۷۷	فصل نفاس کے بیانی میں	۷۸	فصل نجس چیزوں کے بیانی میں
۸۰	فصل استنجہ کے بیانی میں	۸۰	فصل استنجہ کے بیانی میں	۸۰	فصل استنجہ کے بیانی میں

کتابنا الصلوٰۃ

۸۹	فصل اذان اور اقامت کے بیانی میں	۹۳	فصل نماز کی شرطوں کے بیانی میں	۹۵	فصل نماز کی مسافت کے بیانی میں
۱۱۵	فصل نماز جماعت کے بیانی میں	۱۱۹	فصل حدیث میں بیچ نماز کے	۱۲۱	فصل مسافرت نماز کے بیانی میں
۱۲۷	فصل نوافل اور نوافل کے بیانی میں	۱۳۶	فصل نوافل کے بیانی میں	۱۴۰	فصل تراویح کے بیانی میں
۱۴۳	فصل حرم پڑنے کے بیانی میں	۱۴۷	فصل وقت نمازوں کے پڑھنے کے بیانی میں	۱۵۴	فصل سجدہ سہو کے بیانی میں
۱۵۰	فصل سجدہ تلاوت کے بیانی میں	۱۵۲	فصل مسافر کی نماز کے بیانی میں	۱۵۴	فصل نماز جمعہ کے بیانی میں
۱۵۸	فصل خوف کی نماز کے بیانی میں	۱۶۲	فصل جنازہ کے احکام میں	۱۶۲	فصل شہید کے بیانی میں

کتابنا الزکوٰۃ

۱۸۲	فصل عاشر کے بیانی میں	۱۸۴	فصل عاشر کے بیانی میں	۱۸۵	فصل زکوٰۃ خارج کے بیانی میں
۱۹۰	فصل عاشر کے بیانی میں	۱۹۰	فصل عاشر کے بیانی میں	۱۹۰	فصل عاشر کے بیانی میں

کتابنا الصوم

۲۰۱	فصل روزے کے مکروہات کے بیانی میں	۲۰۷	فصل اعتکاف کے بیانی میں	۲۰۷	فصل اعتکاف کے بیانی میں
۲۱۰	فصل جنایات کے بیانی میں	۲۲۵	فصل عقیقہ کے بیانی میں	۲۳۶	فصل استسقاء کے بیانی میں
۲۳۸	فصل عقیقہ کے بیانی میں	۲۳۸	فصل عقیقہ کے بیانی میں	۲۳۸	فصل عقیقہ کے بیانی میں
۲۳۹	فصل عقیقہ کے بیانی میں	۲۳۹	فصل عقیقہ کے بیانی میں	۲۳۹	فصل عقیقہ کے بیانی میں

فصل و خصوص کے بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز سے
موندہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دیر مس کر دو اپنے سر کا اور دھو پاؤں کو ٹخنوں تک قرقر و وضو میں
پہلے موندنا موندنا کا پیشانی سے ٹخوری کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی تو تک
اور مس الائمہ کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسار سے کے ترکرے اور پانی نہ بہا دے گا
ابو یوسفؒ کہ وہ فرماتے ہیں قال لا اگر ترکرے سب اس وقت وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہی مگر علمائے معتزلہ نے کہا ہے
ہیں کہ ہر عضو سے دوہین قطرے جاری ہوں اگر پہلی درپڑ نہ بین دوسرے دھونا دونوں ہاتھوں کا کہنیوں
سمیت تیسرے دھونا دونوں بیرون کاٹخنوں سمیت اور امام قسریؒ کے نزدیک کہنیاں اور شقیں
روایت میں شام کی امام محمد سے وہ بڑی ہر چیز پر قدم نہیں ہرگز ایک گھر سے جوئی کے لیکن
ہی صبر پنڈلی کی بھی ختم ہوئی ہو چوتھے مس کرنا چوتھا سر کا ف کیونکہ روایت کیا
ابوداؤد اور بقوی نے منقولہ بیٹے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
اپنی کے اور اوپر غامے اور وزون کے اور پیشانی آگے سے چوتھا سر کے برابر ہوتی ہو اور
انس سے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور انکے سر پر غما
آویس کیا مقدم سر کو اور مقدم سر کے سے چوتھا سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی
نے اس کے سے چوتھا سر کا مسح کرنا حضرت عثمان سے مروی ہو روایت کیا اسکو سعد بن
مسح ہوا ہی کہ اتنا کیا اونھوں نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن النعمان نے اور کسی صحابی نے اتنا کیا

موسم بہار میں

الحمد لله الذي هدانا لهذا
 ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا
 الله

اور آپ ایک ہر کتاب دیکھتے تھے اور ایک تنگ لوگوں نے اس جان۔

حدیث کے ہر نسخہ کو اس کے گناہ دیکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہوتی اور یوں ہی ہمارے ہاں۔

واسطے حدیث کے پیدا ہونے اور آخرت میں اسے جس کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔
 انھوں نے اس کو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابوداؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا اور کل حدیثیں اس کتاب میں چار
 لاکھ سو حدیثیں ہیں اور اس میں کیا ہے اس بات کا کہ حدیث صحیح ہو یا حسن اور اس میں اسطے یہ کتاب بعد میں سب کتابوں سے زیادہ
 اور وفات ابوداؤد کی سو لکھویں سال سے سال ۲۵۵ اور پندرہ ہجری میں ہوئی اور پندرہ ہجری میں وفات ہوئی اور آپ کی وفات سال ۲۵۵

احوال ترمذی کا

کنیت اہل ابو عینی ہوا و نامہ نسبت محمد بن یحییٰ بن سوری بن اسحاق سلمیٰ اور ترمذ نام ایک شہر کا ہے اور ترمذی
 شاگرد ہیں بخاری کے اور مسلم اور ابوداؤد سے بھی روایت کرتے ہیں برہن طلب علم حدیث میں مہر تھے اور یہ کتاب ان کی
 عمدہ تصانیف سے ہے کئی فائدہ دین پر نسبت اور کتابوں کے زیادہ شمل ہے اول ترتیب اس کی خوب ہے دوسرے تکرار کم ہے تیسرے ہر مقام
 مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال ہر ایک کی ذکر ہیں چوتھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہے تاخیر ضعف اور قوت
 راویوں سے بھی غرض ہے اور ان کو غلیف بخاری کا کہتے ہیں اور قوت اور زہد اور خوف اور کما حقہ تصانوف آہی سے برسوں بعد
 آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب اور کی تھی کہ کئی راہ میں ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اس شخص سے دو چیز حدیث
 لکھے تھے اور فرصت قرارت کی نہیں پائی تھی ترمذی نے اس وقت اس سے قرارت طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ چیز لکھ
 یکا یک ترمذی نے جو ان کو تلاش کیا تو وہ شے اور گم ہو گئے تھے دو چیز نو سفید کاغذ سادہ کے کمال کے حدیث اس سے سنے گئے شیخ کی گاہ
 جو اس کاغذ جاڑی غصے ہو کر دے کر کیا تمہارے کسی کہے ہو ترمذی نے کہا کہ نہیں میں نے اون بزدلوں کو گم کیا لیکن احادیث سب
 مجھے ان چیزوں کی یاد ہیں شیخ نے تعجب سے کہا کہ تیرے ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھ دیا اور میں نے سمجھا اور سب حدیثیں سنا دیں
 شیخ نے کہا کیا اسکا مجھ کو تعین نہیں آتا سابق سے تم نے یاد کر لی ہوگی ترمذی نے کہا آخاں فرمائیے شیخ نے چالیس حدیثیں غریب کما
 ان کو ایک ہر سنادین ترمذی نے ان حدیثوں کو پھر عینہ ایکجا بھی نہ جھوٹا اور ایسا ایسے متجان اوکے حافظے کے اکثر ہوا کہ اور کہتے ہیں کہ میں
 اس جلسہ کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلا اس کتاب کو ملکا شہاز کے سامنے پیش کیا بیٹے پسند کیا بعد اس کے ملای عراق کے سامنے وہ بھی
 خوش ہوئے بعد اس کے مینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات ان کی ترمذ میں و شنبہ کی رات کے ستائیسویں جب میں سال دوسو سترا و نو ہجری میں ہوئی

احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن مینار نسائی ہے اور یہ نسبت ہر طرف نسائی کے کہ نام ایک شہر کا ہے
 خراسان میں پیدا ہوئے سال دوسو اور چودہ ہجری میں اور پڑھے بڑے شیخوں کو اور عالموں کو حدیث کے پابا شافعی مذہب تھے اور
 ہمیشہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کر کے نہایت قوی اور زبردست تھے چار سو بیان تھیں ہر رات کو ایک سے کیا اس کا
 تھے اور لوٹ دیا یہ بھی بہت تھیں اور پہلا ایک کتاب حدیث کی کہی اور نام اس کا سن کبریٰ کا تھا جس کی تصنیف سے فارغ ہوئے
 ایک ہر نے اس سے پوچھا کہ کتنی حدیثیں اس کتاب میں ہیں صحیح ہیں انھوں نے کہا کہ صحیح بھی ہیں حسن بھی ہیں سب قسم کی

حدیثیں ہیں اور میرے غرض کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجئے جس میں سب حدیثیں جمع ہو ورنہ تب انھوں نے اس کو خلاصہ کر کے صحیح حدیثیں منتخب کیں اور نام اس کا مجتبیٰ رکھا اور اس کو سنن صغریٰ بھی کہتے ہیں اور وہ جو سنن بسائی اس میں سے مشہور ہی ہیں صغریٰ ہی اور سبب اس کی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مناقب میں ایک کتاب انھوں نے تصنیف کی بعد فراغت کے انھوں نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع و شوق میں بیان کریں کہ وہ ان کے لوگ بسبب سلطنت ہی اس کے خراج کی طرف میل رکھتے ہیں کچھ تھوڑا سا بیان اس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ امیر المؤمنین معاویہ کے مناقب میں بھی کچھ لکھا ہے فرمایا کہ معاویہ کو یہی کافی ہے کہ نجات پا جاوین اور ان کے مناقب کہاں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک ان کے مناقب میں کچھ صحیح نہیں ہے بطرح کچھ کہا کہ عام لوگوں نے ان کو تشبیہ کی ہے منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کیں کچھ چوڑے ان کے فوطون میں پونجی کہ اس کے سبب آپ نیم جان ہوئے خداوندی ان کو اور چاہئے کہ میں ان کے مناقب میں لکھوں کہ ان کے حکم سے جو وقت کہ منظمہ میں کہ یاد مان جا کے مروں پیرا میں جاقون غرض کے میں پونجی اور صفا اور ضرورہ کچھ میں فون ہوئے وفات ان کی وہ شنبہ تاریخ ۱۳ صفر سن ۴۰ تین تین میں ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ راہ میں ان کا انتقال ہوا اور وہاں سے لاش ان کی کے میں لے گئے

احوال ابن ماجہ کا

نام اس کا ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربیعہ اور ربیعہ نسبت ہر طرف ربیع کے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے اور قزوین نام ایک شہر کا ہے عراقی عجم میں اور یہ کتاب ان کی عمدہ تصانیف میں ہے اور صحاح ستہ میں بقول اجماع داخل ہے اور جب اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے ابو زرہ رازی کے پاس گئے اور انھوں نے اس میں کو دیکھ کے کہا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگی اکثر کتابیں فن حدیث کی بیکار ہو جائیں گی اور واقعی یہ کتاب مختصر اور عمدہ فکر اور میں نے نظیر ہی اور ابو زرہ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی اور کہا کہ غالب ہر ایک میں کچھ حدیث نہایت ضعیف موضوع نہ ہوگی اور اس میں میں تین کتابیں ہیں ان میں ایک ہزار اسوایہ ہیں اور سب حدیثیں اس کی چار ہزار ہیں صحیح یہ ہے کہ ماجہ ان کی ما کا نام تھا اور عبد اللہ داؤد اس کے شاگرد تھے دو سو اور نو ہجری میں پیدا ہوئے اور بہت شاخ حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات ان کی شنبہ کے روز ۲۰ صفر ۲۵۰ ہجری میں واقع ہوئی

بیان تقلید کا

جانا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب میں کو مذہب یا ربیع میں سے واجب کیا ہے اور بعض نے مستحسن تو ہوا فقہان و اولیٰ تو ہیں اسی طور پر یہ کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہو و چاروں مذہب کے مآخذ اور اصول میں واقف ہو کلام اللہ کی آیات مفسوئہ اور غیر مفسوئہ اور معانی ان کی میں بخوبی مطلع ہو و اور معرفت ضعف حدیث اور صحت میں بہرہ نام ہو کیفیت روایت سے اس کا وہ بہت احادیث اس کو مستحسنوں اکثر کتابیں حدیث کی اس کے مطالعے سے گذرین ہوں تو ان سب صورتوں کا جو شخص جامع ہو و اس کو تقلید مذہب معین کرنا مستحسن ہے اور جو شخص میں پیرا یا مستحق نہیں تقلید کا وجہ اس کے حق میں ہے اور اس میں میں ایسا شخص جو اولیٰ مذکورہ کا جامع ہو و اکثر مقاموں میں مستحق نہیں اگرچہ ممکن الوجود با مکان عقلی ہے اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ میں در حقیقت اطاعت خدا اور رسول میں داخل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور اس کے واسطے مفسرین اولیٰ الہام و مذکور سے امر اور سلماطین سلیمین ہر ایک میں نہ مجتہدین نہ شریعت چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ اس کی تائید کرتا ہے قول اللہ تعالیٰ

وہی ہے جو حدیثیں جمع کر کے صحیح حدیثیں منتخب کیں اور نام اس کا مجتبیٰ رکھا اور اس کو سنن صغریٰ بھی کہتے ہیں اور وہ جو سنن بسائی اس میں سے مشہور ہی ہیں صغریٰ ہی اور سبب اس کی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مناقب میں ایک کتاب انھوں نے تصنیف کی بعد فراغت کے انھوں نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع و شوق میں بیان کریں کہ وہ ان کے لوگ بسبب سلطنت ہی اس کے خراج کی طرف میل رکھتے ہیں کچھ تھوڑا سا بیان اس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ امیر المؤمنین معاویہ کے مناقب میں بھی کچھ لکھا ہے فرمایا کہ معاویہ کو یہی کافی ہے کہ نجات پا جاوین اور ان کے مناقب کہاں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک ان کے مناقب میں کچھ صحیح نہیں ہے بطرح کچھ کہا کہ عام لوگوں نے ان کو تشبیہ کی ہے منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کیں کچھ چوڑے ان کے فوطون میں پونجی کہ اس کے سبب آپ نیم جان ہوئے خداوندی ان کو اور چاہئے کہ میں ان کے مناقب میں لکھوں کہ ان کے حکم سے جو وقت کہ منظمہ میں کہ یاد مان جا کے مروں پیرا میں جاقون غرض کے میں پونجی اور صفا اور ضرورہ کچھ میں فون ہوئے وفات ان کی وہ شنبہ تاریخ ۱۳ صفر سن ۴۰ تین تین میں ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ راہ میں ان کا انتقال ہوا اور وہاں سے لاش ان کی کے میں لے گئے

[illegible]

لیتے تھے ایک کف پانی اور لاتے تھے اوسکو نیچے ٹھوڑی اپنی کے اور خلال کرتے تھے وادھی اپنی کا اور فرماتے تھے کہ ایسا
 ہی حکم کیا مجاہد نے اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے بھی جیسا کہ آگے آویگا اور ابن حزم نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اسناد میں
 اسکی ولید بیاضی زوران کا مہجول ہے اور ایسا ہی کہا ابن القطان اور تعلیل ضعیف ہے کیونکہ روایت کی اس ولیہ جعفر بن برفان
 اور حجاج بن منہال اور بہت لوگوں نے اسکی طرح کی حرج اوسمیں معلوم نہیں ہوئی اور روایت کیا اس حدیث کو محمد بن یحییٰ بن علی
 نے کتاب علی حدیث زہری میں کہا انھوں نے حدیث ثناء محمد بن عبد اللہ بن خالد بن الصنابریہ من اصحابہ کو کان صدوقا
 ثناء محمد بن حباب انا اللہ بن بیدعی عن النضر بن عمار عن اکس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تو صافا فاذ خل اصابعہ تحت یحییٰ فخللہا باصابعہ ثم قال لکذا اکس بنی ربی عنہ وجعل کہا ابن
 القیم نے شرح سنن ابودود میں لہذا اسناد صحیحہ یعنی یہ صحیح ہے اور روایت کیا طبرانی نے معجم کبیر میں انس سے اس
 حدیث کو روایت کیا ابی حفص عبدی انھوں نے ثابت سے انھوں نے انس اور ابو حفص ثقہ کہا اوسکو احمد نے اور توثیق کی اوسکی
 یحییٰ بن یحییٰ اور کہا عبد الصمد بن عبد الوارث کہ ثقہ ہے اور زیادہ ہے ثقہ سے اور یہ تین طریقے اس حدیث کے اچھے ہیں اور تین طریقے
 اس حدیث کے ضعیف ہیں پہلا طریقہ جو روایت ہے سنن ابن ماجہ میں حضرت انس سے کہ تھے حضرت حب وضو کرتے تو خلال کرتے اپنی
 وادھی کا اور کھولتے تھے اونگیوں اپنی کو دوبار تو اسناد میں اس حدیث کی وادھنی نے کہا کہ ابوالنضر ترک کردی گئی ہے حدیث اوسکی اور کہا نسائی
 نے کہ زیر قاشی متروک ہے دوسرا طریقہ جو روایت کی ابن عدی ہاشم بن سعید انھوں نے محمد بن زیاد انھوں نے انس سے کہ تھے حضرت صلی
 علیہ وسلم آخر حدیث تک پھر کہا ابن عدی کہ ہاشم اتنا کہ روایت کرتا ہے اوسکو نہیں متابعت کیا جاوے گا اوسپر تیسرا طریقہ جو
 روایت کی یحییٰ نے اپنے سنن میں ابراہیم صالح سے انھوں نے ابی حازم سے انس سے جیسا کہ گذرا اور اس میں ابوحازم مہجول ہے اور
 روایت کی گئی حدیث ابن عباس کی روایت نافع سے کہ عقیلی نے کہا نہیں روایت کی جاوے گی اوسکے اوپر اور کہا ابوحاتم نے کہ
 حدیث اوسکی سنکر ہے اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور روایت ہے ابن عمر سے ایسا ہی روایت کیا اوسکو
 واقطنی نے اور کہا سیوطی نے جامع صغیر میں کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے بھی اوسط میں لیکن کہا واقطنی نے کہ صحیح یہ ہے کہ
 یہ حدیث موقوف ہے عبداللہ بن عثیم پر اور روایت ہے ابوالیوباء قتادہ کہ انھوں نے دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا
 اور خلال کیا اپنی وادھی کا روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اسناد میں اوسکی ابوسورہ راوی ضعیف ہے کہ ترمذی نے کتاب العلل میں
 کہ پوچھا میں نے بخاری اس حدیث کو پس کہا کہ پچھ نہیں لاشیٰ ہی سو میں نے کہا کہ ابوسورہ کا نام کیا ہے بخاری نے کہا کہ میں نہیں جانتا وہ کیا
 کرتا ہے اوسکے پاس حدیث نہیں سنکر ہیں اور کہا ترمذی نے اپنی جامع میں و ابی سوارۃ الن اوئی یضعف فی الحدیث یعنی
 ابوسورہ راوی ضعیف کیا جاتا ہے حدیث میں اور بھی سماع ابوسورہ کو ابوالیوباء سے ثابت نہیں کہا ابن الہمام نے قالہ ضعیف اور
 بھی روایت ہے ابی امامہ سے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حدیث ابی غالب سے انھوں نے ابی امامہ سے اور ابوغالب
 ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور توثیق کی اوسکی واقطنی نے اور کہا یحییٰ بن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہے اور صحیح کیا واسطے اوسکے ترمذی
 نے اور کہا سیوطی نے کہ روایت کیا اوسکو ابی امامہ سے اور روایت کی ابن عدی نے جابر سے کہ وضو کیا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے کئی بار سو دیکھا میں نے انکو کہ خلال کرتے تھے وادھی اپنی کا ساتھ اونگیوں کے مانند دندانوں کی گھڑی کے اور

بہر حال

ابن زوران

اس حدیث کا مختصر ہے

اس حدیث کا مختصر ہے

روایت کے ایک ہیں

ابو حفص

ابو یحییٰ

ابو یحییٰ

ابو یحییٰ

ابو یحییٰ

ابو یحییٰ

ابو یحییٰ

ابو یحییٰ

خون پر اور اگر نانو تو دلیل لاتے ہیں ہم ساتھ اس کے جو روایت کی امام مالک نے مؤطا میں ساتھ سند صحیح کے عبد اللہ بن عمر سے کہ اونکی نکسیر پھوٹی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اوس نماز پر جو پڑھی تھی اور ایسی ہی روایت ہر علی اور ابی بکر اور سلمان اور ابن عباس اور ایسی ہی روایت کی مالک نے سعید بن المسیب سے اور حشیش جتنی اس باب میں آئی ہیں سب ضعیف ہیں اور وہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو ہر خون بننے والے سے ہر سورۃ ایت کیا ہی اسکو واقفنی اور ابن عدی نے اور دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسری حدیث جو ہاتھ میں لکھی ہو کہ فرمایا حضرت نے جو شخص وضو کرے یا نکسیر کھوٹے نماز میں اوسکی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نہ کرے اوسکو ابن ماجہ نے لیشہ سے روایت کیا ہے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور واقفنی نے روایت کیا اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو اور عبد الرزاق نے مصنف میں بات اس کے روایت کی حضرت علی سے اور وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اوسکی عارت ہو کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہے صلیح امام شافعی کے نزدیک جو ان راہوں کے سوا اور جگہ سے نکلے اوس سے وضو نہیں ٹھٹھا اور یہی مذہب امام مالک کا ہے اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر کھوڑا ہو تو نہیں ٹھٹھاتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاوے گا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہیں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کیا اور یہی حدیث ہدیہ میں لکھی ہے جو اب یہ ہے کہ اس حدیث کا پتا نہیں کہ کس کتاب میں ہے اور کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو واقفنی اور بیہقی نے انس سے روایت کیا ہے اور اوسکی اسناد میں صالح بیٹا مقاتل کا ضعیف ہے کہا واقفنی نے کہ قوی نہیں اور کہا ایئمہ حدیث نے کہ ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہے ایک قطرے یا دو قطرے خون میں وضو کرے کہ ہو بہا ہو اتو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہیں جواب یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو واقفنی نے ابی ہریرہ اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اوسکی محمد بیٹا فضل بیٹا علیہ کا کہا ہے اور یہ بھی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہے اور یہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہو اکتلس حدیث یعنی تو حدیث ہے تو روایت کیا اوسکو واقفنی نے دو طریقوں سے اور دونوں طریقے ضعیف ہیں تو اب جانا چاہیے کہ اس باب میں حدیث عبد اللہ بن عمر کی جو اوپر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہے اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہیں کہ روایت ہے سعید بن المسیب سے جو بڑے تابعین میں سے ہیں کہ نکسیر پھوٹی تھی اونکی بیان تک کہ نگین ہو جاتی تھیں اونکیاں اونکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ اسکو روایت کیا مالک نے مؤطا میں اور امام مالک نے ایک روایت میں اس کے خلاف سند بن المسیب سے نقل کی ہے اور جب دونوں متعارض ہوں تو احتیاط جمیع ہو اوس پر عمل کرنا چاہیے اور احتیاط اس میں ہے کہ وضو کرے تو اگر نہ ہو بلکہ اپنے مقام پر جم جاوے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا ہمارے نزدیک اس واسطے وضو نہیں ٹوٹے گا کہ نہ نکلے میں یہ بھی شرط ہے کہ بہتا ہو اور نہ نجس ہو اور یہ خون نجس نہیں ہے اور اگر نہ ختم نہ دیا ہو اوس سے خون نکلا اور تھوڑا کر گیا اور اگر نہ پھوڑا تو تھوڑا کرنا وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر کسی چیز کو دانت سے کاٹا اور از خون کا دیکھا یا خلال کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناگ میں اونگی کی اور اونگی پر خون دیکھا یا ناگ جھاڑی اور اوس میں سے خون جما ہوا غسل دینے سے سور کے نکلا ان سب صورتوں میں وضو نہ ٹوٹے گا اس واسطے کہ بہتا ہو نہیں ہے اور نجس ہی خون ہے

عادت الاور

عادت الاور

عادت الاور

یہ کہ جاننے والے کا کہنا ہے کہ وہ وضو نہ کرے اور نہ غسل دے اور نہ تھوڑا کرے اور نہ پھوڑا کرے اور نہ دانت سے کاٹے اور نہ لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناگ میں اونگی کی اور اونگی پر خون دیکھا یا ناگ جھاڑی اور اوس میں سے خون جما ہوا غسل دینے سے سور کے نکلا ان سب صورتوں میں وضو نہ ٹوٹے گا اس واسطے کہ بہتا ہو نہیں ہے اور نجس ہی خون ہے

گر ٹہرے اول کو اچھا سمجھتے ہیں اور دوسرے کو اچھا سمجھتے ہیں اور تیسرے کو استناد کی روایت کی عبد اللہ بن احمد نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیین پر جو سو یا سب سے بڑا نبی ہے وہ وہی ہے کہ اس نے جمع کیے کیونکہ جب ایسا ہو
مضامین سے ہوتا ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اس میں ہے کہ نہیں وضو ہو سو جاو
بیٹھا ہو اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور اس میں ہے کہ نہیں واجب ہے وضو اور سو جاو بیٹھے یا کھڑے یا سجدے میں
اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی سو جاوے تو ٹوٹ جاوے گا اور امام مالک کے نزدیک اگر کسی سے یا کوع میں سو جاوے تو
کبھی ٹوٹ جاوے گا اور امام احمد کے نزدیک جس ہیئت پر سو جاوے وہی ٹوٹ جاوے گا اور ہماری دلیل حدیث ہے اور بعض
شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اس کی زید پٹھان ابی خالد والانی کا ہے ابن حبان نے کہا کہ بہت خطا کرنا
اور اسی طرح اور لوگوں نے جواب اسکا یہ ہے کہ صحیح جو وہی ہے کہ اس حدیث اس کی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ نہیں مرجع ہے ساتھ حدیث
اور اس کی اور نہیں کلام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے
کہ فرمایا حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وضو اویس شخص پر جو سو جائے کھڑا بیٹھا یا ہان تک کہ سووے پہلو پر اور روایت ہے خذیفہ سے کہ
میں سجدے میں بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ کچھ ایک شخص نے مجھ کو پیچھے سے پکارتے ہوئے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس کہا میں نے
یا رسول اللہ کیا وضو واجب ہو امیر سے اور فرمایا نہیں بیان تک کہ کہے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے
اور یہ حدیث ضعیف ہے کہ اسناد میں اس کی بھی بیٹا کثیر کا سقا ضعیف ہے اور اگر پہلو پر بیٹھا یا تکیہ لگا کے سب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاوے
کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹتا ہے کھڑے ہونے اور پیٹھ پر اور سووے سے روایت کیا اسکو ابن خزمیہ نے اور صحیح کیا اسکو
ترمذی نے عثمان بن عیث سے اور روایت کی ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھوں نے کہ تھے اصحاب سوال
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا
ترمذی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا اصل اور ان میں طرح کے سوال اگر
وضو نہیں جاتا مثلاً کھڑے یا بیٹھے یا کھڑے یا ساجد نہ ہو کیونکہ اصحاب سوال صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے سوتے تھے اور وضو
نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے وضو اور سو جاو
کھڑا بیٹھا یا ہان تک کہ سووے پہلو پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کی ہزار نے صحیح کے کہ
تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس نہ کہتے تھے پہلو اپنے زمین پر سو بعض ان میں سے سو جاوے تھے اور
وضو نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سونے سے اونگھ ہے اور نہیں تو مخالفت ہوگی اور حدیثوں کی جواب
کہ زمین اور تسکات انما ربہ کے مطابق نہیں اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے کہ میں سو یا
نزدیک تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر حدیث تک کہ پھر سوئے اور بیٹھے اور پھر کھڑے بال بال سو خردی
اور نماز کی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو کیا اس سے معاوم ہوتا ہے اگر لٹ کے سوئے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب یہ ہے
کہ حضرت کی خصوصیات میں تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے تَنَامُ عَيْنَايَا وَكَلَامُ قَلْبِي سَوِيٌّ بَيْنَ سِيرِي وَدُنُونِي
اور میں سو ہوا ہی دل میرا اور سیر کے واسطے نہیں ہو سکتا غرض کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے اس میں

جس کا گئی اور یہ حدیث مستخرج ہو گئی بالاتفاق تو یہی حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور اب نہیں رہا اور جو حدیث لوگوں نے کہا کہ اگر کھڑا
کی وارفتگی اور بقیہ سنتان عباسیہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوستی ہو جو نکلتے اور نہیں ہوا اس سے جو داخل ہو سکے
تو یہ حدیث نہایت صحیح ہے جیسا کہ اوپر پہلے بیان کیا ہے اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہیں ٹھنڈا اگر کھڑا
زخم سے نکلتے تو وضو کو نہیں ٹھنڈا اس سے کہ وہ پاک ہو اور جو اوپر پہنچا مست ہو وہ تھوڑی سی اور اسی طرح اگر مرد کے ذکر سے
کیر نکلتے تو وضو نہ ٹھنڈا اور اگر دوسرے سے نکلتے تو ٹھنڈا جاویگا اس سے کہ دوسرے سے نکلتا تھوڑے سے کا بھی ناقض ہو اور اگر قبل سے
عورت کی نکلتے تو آمین اختلاصت ہو جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گیسٹ زخم سے جدا ہو کر گیسٹ وضو نہ ٹھنڈے گا اور وضو کو نہیں ٹھنڈا
ہو چھو ماعورت کا ہاتھ یعنی مثلاً ابوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اوستا چھو اتوا امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو
نہیں ٹھنڈا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹھنڈا جاویگا اگر بیابانی سے چھو ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھو ہو تو وضو
نزدیک بھی نہ ٹھنڈا اور امام مالک کے نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اور لیٹ اوستی کے نزدیک اگر چھو یا شہوت ہو
عورت کو بھی اوستی شہوت ہو تو وضو نہ ٹھنڈا جاویگا اور اگر ایسا نہیں تو نہ ٹھنڈے گا امام شافعی تحت پاڑے میں اس میں کہ عورت
کا چھو یا شہوت وضو کو ٹھنڈا ہی اوستی کہ روایت کی این اجوزی نے معاذ بن جبل سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھے تھے کہ ایک شخص آ یا اپنے پاس و پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپ میں شخص میں جو ہو پوچھا کسی سے سب چھو اس کے
جماع کے یعنی ثبیا اور مانتہ اور پیار سب کیا سولے جماع کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے کہ وضو کر اچھا وضو کر کھڑا
ہو پھر نماز پڑھ سراج میں سے متاوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہے جو اب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کے
لیے وضو کا حکم فرمایا تھا اس سے استغفار کے تھا اور دلیل اس پر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوستی کے نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کوئی نماز پڑھنا
تو وہ نہیں ہوتا اور فیض تسلیم کے جواز ہے کہ جائز ہو کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرکب ہو ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے
قدیم میں بھی وضو لازم آتا ہے اور جاری دلیل یہ ہے کہ روایت کی بخاری و مسلم نے عائشہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نماز پڑھتے تھے اور میں حضرت کے مناسبت لیٹی تھی پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے وہاں بیٹے تھے مجھ کو سوچتا ہے پھر بیٹا لیتی اور
ایک ایت میں ہے کہ طہون میں اس دن چراغ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے ابوحنیفہ سے کہ میں نے ایک رات کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو تو میں نے چھو لیا اذکار و ساتھ ساتھ لیٹنے کے لیے کیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سید بن تھے اور فرماتے تھے پناہ
مانگتا ہوں میں رضائیری سے غصے سے آخر حدیث تاک اور روایت کی بخاری نے عائشہ سے کہ وہ انگلی کرتی تھیں حضرت کے
اور حضرت اعتکاف میں بھی اور اعتکاف میں بھی میں ظاہر ہے کہ حضرت وضو نہ تھے اور روایت ہے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم تھے میری گود میں اور میں حالتی تھی پس ٹھٹھے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہ کی گود میں اور طفل اس بات کو جاننا
نہیں کہ کتنی کہ حضرت نے وفات سے وضو کی ہو یہ حدیثیں کہ صحیح ہیں جبت اون لوگوں میں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو
ٹھنڈا ہی اور حدیثیں ایسی بہت ہیں لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر شہوت ہو تو وضو ٹھنڈا جاتا ہو وہ دلیل بھی لاتے ہیں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے میں داخل ہے تو اوستی وضو کر و روایت کیا اس کا وارفتگی سے اور روایت ہی این عمر سے
کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوستی ہے جو بوسہ لے عورت اپنی کا یا چھوئے اس کو اپنے ہاتھ سے

تو اوسے وضو پڑا اور روایت ہے ابن شہاب سے کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو پڑا دیتا کیا ان دونوں کو
 مالک نے مؤیدین اور روایت کی ابن ابی شیبہ سے حضرت ابن ابی عبیدہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ بوسہ لینے سے
 مرد کے عورت اپنی کو وضو پڑا اور ابی عبیدہ سے عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور روایت کیا اوسکو امام مالک نے مؤیدین
 ابی ہریرہ سے کہ جواب اسکا یہ ہے کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں اپنی کا پھر
 نیلے طواف نماز کے اور وضو کیا روایت کیا اوسکو یزید نے اور کما یہ حدیث حسن ہے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ سے
 اور ابی داؤد سے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ زکریٰ نے وضو کیا اسکو اور یحییٰ بن سعید قطان کہ کما کہ یہ کچھ نہیں اور کما کہ یہ
 اسکی سند میں ہر دو نہیں سنا جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سب ثقہ ہیں اور نہ سننے کی گواہی دیا
 نفی کیا ہی ہو اور دوسرا جواب یہ ہے بصورت قیاس کہ روایت کیا اوسکو امام ابن ماجہ نے نیز سمیعہ بن مخنف سے عائشہ سے
 اگر کوئی کہے کہ زبیب یہ مجہول ہے اور قریب میں لکھا ہے کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہے کہ جمل قرن ثانی یعنی تا بعین میں مقبول ہے
 اگر کوئی کہے کہ کعب بن ضیف ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اوائی جوڑے امام ابن ماجہ نے اس کے ساتھ میں دارقطنی کی روایت میں اور وہ بوسہ
 ثقہ ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری انھوں نے ابی روق انھوں نے ابی ہریرہ سے انھوں نے
 عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابی ہریرہ نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کما ترمذی اور ابی داؤد نے اس باب میں حضرت کعب بن ضیف
 ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ابی ہریرہ ثقہ ہیں اگر بالفرض نہ سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے
 دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے عمل میں کما کہ روایت کیا اسکو ابی ہریرہ نے ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابی ہریرہ سے
 انھوں نے اپنے آپ کو ابی ہریرہ سے حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جہاں میں کسی کے نزدیک کوئی حدیث
 صحیح نہیں ہوئی جائز ہے کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہ ہو کچھ جو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابی ہریرہ سے ابو حنیفہ
 اور ثوری نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو ابی حنیفہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف ہمیں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ثوری و ابی حنیفہ
 دونوں سے اماموں سے ہیں اور ممکن ہے یہ بات کہ ابی ہریرہ کی حدیث غلط ہے پھر بھی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری نے
 عائشہ کی نقل کی اور ابی حنیفہ نے بنفسہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی نقلوں میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کی
 کہ حضرت بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار تھے تھے اوسو عثمان کے اور لوگوں نے کما کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا
 یہ ہے کہ ابی ہریرہ ثقہ ہے راویوں کے کچھ بزرگ نہیں اور جائز ہے کہ وہ حدیث میں ہوں اور روایت کی دارقطنی نے عائشہ سے کہ پہنچا ابو
 قتادہ بن عکاکہ سے بوسہ کے وضو نہ کیا اور انھوں نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار تھے اور وضو نہیں کرتے
 تھے اور اس حدیث کو بھی کیا بعض لوگوں نے اور کما شافعی نے کہ روایت کی سعید بن جبہ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے انھوں نے
 عائشہ سے انھوں نے حضرت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کما شافعی نے کہ سعید کا حال میں
 نہیں جانتا پس اگر ثقہ ہو تو حجت ہے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کما حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو بھی نے اختلافات
 میں دس طریق روایت کی ہیں اور ضعیف کیا اس میں کہ جواب یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی جب س بارہ و چونتہ روایت کیا ہے تو جوں
 ہو جاتی ہے اور بعض ضعیف حدیث پر بھی روایت ہے کہ انھوں نے کما شافعی نے کہ ابو ہریرہ سے کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے

ابی ہریرہ
 ثقہ ہیں

ابی ہریرہ
 ثقہ ہیں

پھر بوسہ لے اہل اپنے کا اور کھیلادیں کیا ٹوٹ جاتا ہوا وضو اس پر فرمایا نہیں تو یہ حجت ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو
 دارقطنی نے اور اسناد میں اس کی رکن بیضا عبد اللہ کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اس کی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے سند اپنی
 میں ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہے بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا
 تو یہ باتنی حدیثیں اس باب میں ضعیف اور صحیح آئیں تو یہ بات اس کے نزدیک جو منصف ہے ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہیں کرتے
 تھے بوسہ وغیرہ سے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھوٹا عورت کا بشہوت
 بکھی ناقض وضو ہوتا البتہ حضرت کی ازواج سے ضرور منقول ہوتا ہوا جو اس بات کے کہ انکو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے میں
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت ان کے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسے کہ روایت کی حاکم نے عایشہ سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دن
 لیکن حضرت اسدن ہمارے پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوٹے تھے ہمارے جگہ اگر کوئی اعتراض کرنے کہ جب
 عورت کے چھوٹے سے وضو نہیں جاتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے قول میں لیس کیا مراد ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَوَلَمْ نَكُنْ لَكُمُ الْبَنَاتِ
 یعنی تمہیں کروا کر نیا دیا جانی جب کہ چھوٹے عورتوں کو جواب دے سکا یہ ہے کہ لیس مراد اس جمہ جماع ہے جیسا کہ امام عبد اللہ بن مسعود نے اعلیٰ
 ص اور چھوٹا ذکر کیا بھی وضو کو نہیں تو یہ بات کیونکہ روایت کی نسائی اور ترمذی اور ابو داؤد سے طلق بن علی سے
 کہ حضرت پوچھے گئے اس شخص سے جو چھوٹے ذکر اپنا پھر وضو نہ کرے سو فرمایا حضرت نے کیا ہے وہ مگر ٹکڑا تم میں سے اور روایت
 کیا اسکو ابن حبان اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح تر ہے حدیثوں کی
 اس باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکی مستقیم ہے نہ مضطرب اور روایت کی طحاوی ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا
 کہ آگے آویگا ص اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں سے ٹوٹ جاتا ہے دلیل دلی یہ ہے کہ روایت ہے بوسہ نہت
 وضو اس پر فرمایا حضرت نے جو کہ چھوٹے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی
 ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو احمد اور دارقطنی اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو اسناد میں بخاری
 کے کہا انھوں نے کہ طلق کی حدیث اچھی ہے ہمارے نزدیک بوسہ کی حدیث نقل کیا اسکو طحاوی اور کما عروبی علی فلاس نے
 کہ حدیث طلق کی ہمارے نزدیک ثابت تر ہے حدیث بوسہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہے کہ نوہی
 جو شافعی مذہب ہیں لکھتے ہیں کہ مطابقت حدیثوں میں جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہے تو اس جگہ دونوں حدیثیں طرفین کی صحیح ہیں
 مطابقت اس طور پر ہو سکتی ہے کہ حدیث بوسہ میں وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہے تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا تعجب ہے اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت
 جب واجب ہے کہ دونوں حدیثیں جانیں کی قوی ہوں اور اس جگہ حدیث طلق کی ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ حدیث طلق کے راوی حنفی ہیں
 سب ثقہ ہیں تو حسب وقت علی بن المدینی اور عمر و فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن خرم و امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح کوفہ پھر
 احتیال ضعف کا کمالا صرف وہم ہو گا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثیں ہیں جواب
 اسکا یہ ہے کہ اسوا ان دونوں حدیثوں کے دونوں طرف حدیثیں ہیں لیکن ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی ہیں
 روایت ابو یوسف کہ فرمایا حضرت نے جو شخص چھوٹے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اسکی سہم بن عبد اللہ متروک ہے
 اور ایسا ہی سفیان بیضاوی کا اور روایت ہے امام حنیفہ سے کہا کہ سنائیے حضرت سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوٹے فرج اپنی کو لیجئے چاہیے کہ

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو نجس جانتا ہو تو کاٹ ڈال اور سکو کھا عطار کہ یہی قول ہے عبداللہ بن عباس کا اور امام شافعی کے مذہب کی طرف ابن عمر اور عمر بن الخطاب اور ابوبکر اور زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عائشہ و غیرہ کہتے ہیں

باب غسل کے بیان میں

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں پہلے پانی موندہ میں ڈالنا دوسرے ناک میں پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ دونوں چیزیں غسل میں سنت ہیں و دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا** یعنی اگر ہو تم جنب پس چاہیے کہ پاک کرو تو لفظ مبالغہ کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ کلی وغیرہ بھی فرض ہے اور اس واسطے کہ فرمایا حضرت شیخہ ہر بال کے جنب است ہے سو کر و اور صاف کر و بدن کو وضوایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور یہ جو حدیث بیٹھے میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض میں غسل میں تو یہ حدیث بیٹھے نہیں پانی اور شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اس حدیث کو بیان نہیں کیا لیکن روایت کی ابن عدی ابی ہریرہ کہ فرمایا حضرت نے کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا تین فرض ہیں غسل میں اور یہ حدیث قابل اعتبار ہے کہ تین کیونکہ کہا ابن حبان اور داقطنی نے کہ اس حدیث کو برکہ بیٹھے محمد علی نے بنایا اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض میں غسل میں نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک دونوں وضو اور غسل میں واجب ہیں دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہے کہ روایت کی مسلم نے ابویہ ہریرہ کہ انھوں نے وضو کیا بغیر مضمضہ کے اور استنشق کے اور کہا کہ مضمضہ ایسا ہی دیکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول میں ہر روایت ابی داؤد ایک روایت میں ہے کہ اس میں مضمضہ اور استنشق کا نہیں ہے اور دلیل امام احمد کی یہ ہے کہ روایت کی ابوداؤد نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرتے تو پس کلی کر اور روایت کی داقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضمضہ اور استنشق کے **وَاللَّهُ أَفْخُو بِالصَّوَابِ وَالْيَدِ الْمَرْجُوعِ وَالْمَاءِ ص** تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اس کے دانتوں میں کھانا رہا غسل درست ہو جاوے **ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہنچ جاتا ہے **ص** تیسرے پہنچنا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہیں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَاطَّهَّرُوا** یعنی پاک کرو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحت کلی **تَسْعَىٰ جَنَابَهُ** یعنی نیچے ہر بال کے جنابت ہو رہا **أَبُو ذَرٍّ** اور **أَبُو ذَرٍّ** کہ ملنا کچھ ہونے میں داخل نہیں تو جب شارع نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا اس کے لازم نہ آویگا جیسا کہ ظاہر ہے ہر عاقل پر **ص** اگر امام مالک کے نزدیک واجب ہے تو اگر آٹا ناخن میں باقی غسل درست نہ ہو گا بلکہ اس کے نیچے کا دھونا واجب ہو گا اور اگر سبیل ہے یا مٹی یا رنگ حنا وغیرہ درست ہو جاوے گا اس واسطے کہ پانی او میں سما جاتا ہے اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اسکے غسل کیا جائے تو اگر روغن پانی کو قبول نہیں کرتا اور اگر وہ جاتا ہے کہ بالی کے حبیہ میں بغیر بالی ہلانے پانی نہ پہنچے گا ہلاوے اور اگر بالی سوراخ میں نہیں ہے اور وہ جاتا ہے کہ نے تکلف پانی سوراخ میں پہنچے گا تکلف نہ کرے اور اگر جاتا ہے کہ بغیر تکلف کے نہیں پہنچے گا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سوراخ بند ہو گیا ہے اور جاتا ہے کہ اگر پانی گذرے گا داخل ہو جائے گا اور اگر غافل ہو گا نہ گذرے گا پانی اور نہ داخل ہو گا پانی کو اس پر سے گذرے اور لکڑی وغیرہ کے داخل نہ سے تکلف کرے اور اگر اس کی اوٹنگلی میں تنگ انگوٹھی ہو جب ہے کہ وضو اور غسل میں اسکو ہلا دے تاکہ پانی وہاں پہنچ جاوے

حاصل

غسل میں تین چیزیں

بزرگ محمد علی

اور جس سے کھانسی نہ ہو اور ہونے اور اسکو غسل میں قافے کے اندر پانی پونچا نا بعضوں کے نزدیک واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک نہیں باوجود اسکے کہ اگر شباب قافے کا آٹھ ہے اور باہر نکلے وضو یا نہاتا ہو غسل میں سنت پانچ چیزیں ہیں پہلے دھونا دونوں ہاتھ کا دوسرے دھونا فرج کا تیسرے دھونا نچاست کا بدن سے بعد فرج کے دھونے کے چوتھے وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہ میں پانی استعمال جمع ہوتا ہو پائون کے دھونے میں تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہ دھو تو اگر غسل کرنا ہو کسی طرح یا تھیر کر پانی اور سر سے ہٹا جائے تو وہیں سے پیر دھو دھو سے پانچویں تین بار تمام بدن پر پانی روان کرنا ف کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے یہ روایت ہے کہ رکھا مینے واسطے حضرت کے پانی سوڈھا مینا مینے اوکو ساتھ ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونوں ہاتھوں پر دھوا اوکو پھر ڈالا دونوں ہاتھوں پر پھر دھوا اوکو پھر ڈالا دھونے ہاتھ سے بائیں پر سو دھوئی فرج اپنی پھر ڈالا ہاتھ اپنا زین پر اور پھر اوسکو زین پر پھر دھوا اوکو سو گئی کی اور تاک میں پانی ڈالا اور دھوا موندہ کو اوکو مینوں تک ہاتھوں اپنے کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے اور سارے بدن پر بہا پھر ایک کونے میں ہٹ گئے سو دھوئے پیر اپنے تو دیا مینے اوکو ایک کپڑا پیش کیا اوکو اچھلے اور وہ چلائے تھے دونوں ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور یہ لفظ بخاری کے ہیں اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اسکو اور روایت کی ابو داؤد بخاری اور مسلم وغیرہم نے عایشہ سے اور بیان الفاظ ابو داؤد کے مذکور ہیں ساتھ صحیح کے کہ تھے حضرت جب غسل کرتے تھے جنابت سے دھوتے تھے دونوں ہاتھ اپنے اوڑھتے تھے برتن کو دھونے ہاتھ پر پھر دونوں ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر وضو کرتے جیسا کہ وضو ہر واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ اپنا برتن میں پھر گھمی کرتے تھے بالون اپنے کو یہاں تک کہ جب نہکتے کہ پانی پہنچ گیا بدن کو اور صاف ہو گیا ڈالتے پانی سر پر تین بار تو اگر کچھ پانی بچ رہا ڈال لیتے تھے اسکو اپنے اوہ ص عورتوں پر واجب نہیں کہ اپنی چوٹی کھولیں بلکہ بالون کی جڑ کو ترک کر لیں کیونکہ حضرت نے نام سلیہ سے فرمایا کہ کافی ہے تنکوب بانی تیرے بالون کی جڑ میں پہنچ جائے اور اسی طرح ترک کرنا بھی سب بالون کا واجب نہیں اور بعض مشایخ نے کہا ہے کہ ترک کرے گیسوں کو اور پھر ڈالے ف یہ حدیث ان لغفلون صحیح میں نہیں روایت کی مسلم نے اسم سلیہ سے کہا انھوں نے کہا مینے یا رسول اللہ میں عورت ہوں کہ باندھتی ہوں چوٹی کیا میں کھولا کروں اسکو واسطے غسل جنابت کے فرمایا حضرت نے نہیں کافی ہے تنکوب یہ کڈالے تو سر پر اپنے تین بار تین سب پانی سے پھر لے تو پشاور پانی تو پاک ہے جاوگی تو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی اور اسی طرح روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص حکم کرتے تھے عورتوں کو اس بات کا کہ تیب غسل کریں تو کھولیں چوٹیاں اپنی سو حضرت عایشہ نے کہا تعجب ہے عبداللہ بن عمرو حکم کرتے ہیں عورتوں کو چوٹی کھولنے کا کیا نہیں حکم کرتے اوکو کہ نہ ڈالیں وہ سر اپنا تحقیق میں اور حضرت غسل کرتے تھے ایک برتن سے اور میں نہیں زیادہ کرتی تھی تین لبون پر یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور ایسا ہی فوسل حشر ہے کیونکہ ایک روایت میں مسلم کی ہے کہ کیا میں کھولوں چوٹی کو واسطے حیض جنابت کے فرمایا حضرت نے نہیں اور اسی طرح بہت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں اصل اور یہ سب عورتیں جب ہیں کہ بال ہونے لگے دھوئے ہوں لیکن جب ہوں تو سیکو دھو کیونکہ حرج میں جیسا کہ مرسد ابھی کو دھو کیونکہ کچھ حرج نہیں اور مرد اگر اپنی چوٹی باہر ہے تو کھولنا واجب ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب نہیں لیکن احتیاط اس میں ہے کہ کھولے فہم متا رہیں سیکو کھاہے کہ کھولنا مرد کو واجب ہے

فصل بیان میں اون چیزوں کے جن سے غسل لازم آتا ہے

اور اوکو بوجہ غسل کہتے ہیں اور وہ پانچ چیزیں ہیں صلیٰ علیٰ منیٰ کا کوہ کے شہوت وقت عید جو منیٰ کے اپنے مقام تو اگر غیر شہوت

نکاح

تین سال پہلے

تین سال پہلے

وہاں غسل پڑا ہے

انزال ہو غسل ہمارے نزدیک ہے چنانچہ اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہو یعنی منی کے نکلنے سے ہر روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے
 اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہے جو عورت سے نکلے کیونکہ الف لام لفظ المساء
 میں دلالت کرتا ہے اس بات پر اور کجی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یحییٰ
 نے کہا اوٹھو نہ حدیث بیان کی ہم سے ابو حنیفہ نے کہا اوٹھو نہ حدیث بیان کی ہم سے عکرمہ نے انھوں نے عبد اللہ بن
 مولیٰ سے اوٹھو نہ اپنی مان سے کہ پوچھا اوٹھو نہ کی مان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کو لیں کہا کہ ہر مذی کرتا ہے
 اور تحقیق کہ ایک مذی ہو اور ایک دوی اور ایک منی لیکن مذی تو وہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سو طاهر ہو جاوے اور کھیلے اور کھیلے یعنی
 کچھ پانی تو وہ ہو گا ذکر اخصیون اپنے کو پھر وضو کرے اور غسل کرے اور لیکن دوی وہ ہے کہ بعد پیشاب کے دھو کر اپنے کو اور وضو کرے
 اور غسل کرے اور لیکن منی تو وہ پانی ہے اور اخصیون غسل ہے اور عبد الرزاق نے معتف میں قتادہ اور عکرمہ سے
 بھی ایسی ہی روایت کی ہے واللہ اعلم بالصواب اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط عرصہ سے لبتہوت نکلا اگر چہ وقت جد ہونے کے
 شہوت نہ ہو تو اگر منی اپنی جگہ یعنی پشت سے لبتہوت جدا ہوئی اور اس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سے وضو کا تھا یا یہاں تک کہ شہوت جاتی
 رہی بعد اسکے منی بغیر شہوت کے نکلی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہو گا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہو گا
 اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل بھر واجب ہو گا اور امام ابی یوسف کے نزدیک سری متر غسل واجب ہو گا
 اور ایسا ہی اگر خواب میں ہو غسل واجب ہو گا اور مرد عورت سب برابر ہیں اور ایک روایت میں امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو حرام
 اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تر ہی نہ دیکھے غسل واجب ہو شمس الایمہ نے کہا کہ اس روایت پر عمل کیا جاوے گا اگر سونے میں ایسا نہ ہو یعنی
 جاگ کے فقط پانی دیکھا تو اسکا بیان آگے آتا ہے اور اگر سونے میں یہ باتیں سب بچیں تو اسکو حرام کہتے ہیں تو یہ عورت میں اگر تری
 دیکھے گا غسل واجب ہو گا برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ امام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
 کہ ای رسول اللہ ﷺ میں حیا رکھتا ہے حق سے سو کیا عورت پر ہے جب کہ دیکھے غسل فرمایا کہ ہاں جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث کا یہ روایت ہے
 انس رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت سے کہ دیکھے خواب میں حیا کہ دیکھتا ہے مرد خواب میں فرمایا
 آپ نے کہ جب اوستا جو ہوتا ہے مرد سے سوچا ہے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے تو وی نے شرح معجم مسلمین لکھا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں
 کہ اوستا منی نکلے جیسا کہ مرد جب اس سے منی نکلتی ہے غسل کرتا ہے اور اجماع مسلمانوں کا اس بات پر ہے کہ جب احتلام ہو اور تری دیکھے غسل
 لازم آوے گا اور روایت کی ابن ماجہ و بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم میں کا خواب
 میں سے اور تری دیکھے اور احتلام ہو یا وضو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اس پر غسل لازم نہیں اور بیہقی
 جمع الجوامع میں لائے ہیں کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پاؤں سے عورت بیچ خواب کے
 جو پاتا ہے مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ایک روایت میں ہے خولہ بیٹی حکیم رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے نہیں ہے عورت پر غسل یہاں تک کہ انزال نہ ہو جیسا کہ نہیں مرد پر غسل جب تک کہ انزال نہ ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور
 روایت کی احمد و ابن ماجہ و نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتوں میں

یعنی بعد پیشاب
 سونے کے بعد پیشاب
 ذکر اور بدون
 شہوت و طہرہ
 بنفیدی حاج
 ہو سکے

اور نزال کرے تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو چہنہ روایت نقل کی ہو کہ جب عورت لذت وغیرہ دیکھے خواب میں اور بڑی نیچے تو
 غسل واجب ہو اور اسکا شمس اللہ پر سے نکالے گا اس پر عمل کیا جاوے گا تو دلیل دیکھی کہ روایت ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھوں نے
 یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت دیکھے جب خواب میں جو مرد دیکھتا ہو تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھے تو غسل کرے
 تو خواب اسکا یہ کہ مراد اسکا خود دیکھتا ہو یعنی نہی بھی دیکھے جیسا کہ دوسری روایت میں تصحیح سے آیا اور بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو یا اللہ اشکوٰی علیہ السلام انظر صر دیکھے غائب ہو جائے اسکا
 قبل یا دیر میں اس صورت میں غسل دونوں پر یعنی فاعل و مفعول پر واجب ہوگا کیونکہ روایت ہر سنن بن مایہ میں عایشہ
 رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جاوے دونوں ختنے غسل واجب ہوتا ہے اور روایت کی طحاوی نے
 عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلتے تھے دونوں ختنے ختنے تھے اویحییٰ میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ بیٹھے ایک تم من کا درمیان چاروں کونوں کے یعنی اپنی عورت کے پھر جماع کرے اس سے
 تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اگرچہ نزال نہ ہو اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے نازل اسکا اور روایت کی ابی
 ہی ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کی شیرازی نے القاب میں
 اسکا اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول روایا اور روایت کی دقطنی نے فروین ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تجاوز کرے دو ختنے سے نزال ہو یا تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور عبید بن مسعود نے اپنے
 مستدرین مانتہ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت کی ہے اور یہ جو حدیث ہشتمین لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
 لمجاوے ختنے ختنے سے اور غائب ہو جائے سرور کو تحقیق غسل میں واجب ہوا نزال ہو یا نہ تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوٹ
 میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور عبید بن ربیع نے سند اپنی میں اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبید بن عمرو بن مسعود رضی اللہ عنہ
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لمجاوے ختنے سے اور غائب ہو جائے سرور کو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور روایت کیا ہاکون ابی ہریرہ
 نے اپنی مشنف میں اگر اس جگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اصل حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی یعنی غسل پانی
 سے یعنی منی نکلنے سے ہر روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تو جواب اسکا یہ ہے کہ
 یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اب حدیث منسوخ ہو گئی اس سے جو روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
 ابی ہشتمین لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ حکم پانی پانی سے ہے تو تحقیق اول اسلام میں پھر منع کیا گیا اس سے یعنی وضو واجب
 رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خریز اور ابن حبان نے اور کما استعالیٰ نے کہ صحیح ہے ابو ہریرہ بخاری کے اس جگہ اگر کوئی کہے کہ ابن ہارون اور
 دقطنی نے یقین کیا اور کما کہ زہری نے یقین سنا اس حدیث کو سہل سے اور کما حافظ ابن حجر نے کتاب ابو داؤد میں ایسا واقع ہوا کہ معلوم
 ہوا ہے اس سے حدیث منقطع ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہے اس سے لفظ جب کہ کہ خبری مجاہد لکھتے ہیں یا اس سے جس میں لکھی
 ہوں حدیث صحیح ہو گئی اور یہ بات کہ مستدرین میں کہ سنابن ماجہ و احمد کی منقطع ہو کیونکہ ممکن ہے کہ یہ نسخہ سنا ہوا اسکا کتب کے واسطے سے
 اس کے بعد روایات کی سہل کی حدیث کی اور نہ تو اب متراویس دفع ہو گیا و اللہ التوفیق و یوفی فی حق صریح دیکھنا چاہئے و اگر کوئی کہے
 کہ امام احمد و کتب کے حدیث نزل کر کے ایک تم من کا دیکھے تری اور اختلاف مراد نہ تو وہ شریعت کی روایت کی مانتہ اسکا ابن ماجہ اور ابو داؤد

اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور مرد عورت اس میں سب برابر ہیں اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطابق تری ارشاد فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ نہ ہی ہو یا منی کیونکہ دونوں میں تری ہوتی ہے اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے قوی ہو گئی ہو اور نہ ہی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اس کی خوب اوپر گزری فقط **صل** چوتھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا کافی بیان میں نفاس کا اگر آویگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ عفت حیض و نفاس سے پاک ہوئے تو غسل کرنا اور سپر فرمن ہوتا ہے اور یہ حکم اس واسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقْرُبُوا مَا كَانَ حَتَّىٰ يَكْظَاهُنَّ ۚ سَاتِحًا تشریف طاکے اور پاک یعنی نہ قریب ہو تم ان سے یہاں تک کہ وہ خوب پاک ہو لیں یعنی غسل کریں اور یہ قنوت عاصم اور کسائی کی ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قنوت میں بھی اور جب یہیت تخفیف پڑھی جاتی ہے یعنی یہی ہو لیں یہاں تک کہ غسل کریں اور یہیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس تو بسبب اس بات کے کہ اسپر جماع ہے اور جماع حجت قاطع ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا يَجْمَعُ الْمُتَمَتِّعُ عَلَى الْضَلَاكَةِ یعنی نہیں جمع ہوگی امت میری گمراہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ کتب اصول سے اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ابی عاصم اور حافظ ضیاء اور ابن جریر اور حاکم اور ابونعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی خنیسم ابی مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بصیر غفاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا ہے کہ جب کو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جب کو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور یہ بات کیا اسکو نذر اور ابوداؤد و طلیالی اور ابونعیم اور بیہقی نے اور روایت کیا احمد نے دوسرے جملے کو فقط وَاللّٰهُ اَحْكَمُ وَعَلَيْكُمْ اَلَتْوُ **صل** اور اگر عورت کافرہ بعد القطار یعنی بند ہونے خون کے مسلمان ہوئی غسل اسکے اوپر واجب ہوگا اور بعد جنابت کے اگر مسلمان ہوئی تو غسل واجب ہوگا **کاف** دلیل اس کی شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے **صل** اور چار پانے کے وطی کرنے سے غسل واجب ہوگا اور غسل مستحب ہے واسطے جمعے کے یعنی نماز جمعے کے نہ واسطے دن جمعے کے اور یہی صحیح ہے **کاف** امام شافعی و امام ابو حنیفہ صاحب کے نزدیک غسل دن جمعے کے سنت ہے اور یہی روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک واجب ہے امام مالک کہتے ہیں کہ روایت ہے یعنی صحیحین اور جامع ترمذی اور موطا اور سنن نسائی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ اسے تم میں دن جمعے کے تو چاہیے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غسل جمعے کا واجب ہے ہر بالغ پر اور سنن ابن جریر میں ہے کہ فرمایا حضرت نے بیچ ایک جمعے کے جمعوں کا اگر وہ مسلمانوں میں وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے کہ غسل دن جمعے کے واجب ہے اوپر ہر بالغ کے باندہ غسل جنابت کے اور یہ حدیث صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم میں کئی طریقوں سے اور کہا محی الدین فیروز آبادی نے کہ حدیث واجب ہونے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے اور انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس حدیث کو کہا بخاری رحمہ اللہ صحیح الاسانید ہے اور ترقیہ دلیلین اور انکی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جمعے کے واجب ہے اور جو کہتے ہیں کہ واجب نہیں حجت پڑنے اس سے کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے استدراک میں سمروہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے وضو کیا دن جمعے کے تو خوب کیا اور جس نے غسل کیا نیک کیا

اول

مستحب ہے کہ غسل کرے

مستحب ہے کہ غسل کرے

مستحب ہے کہ غسل کرے

اور غسل افضل ہے کیا ترمذی نے کہا اس باب میں روایت ہے ابی ہریرہ اور عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہا کہ حدیث
 سمروہ رضی اللہ عنہ کی سن ہے اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابو داؤد ورجہم اللہ کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 خطبہ پڑھتے تھے دن جمعہ کے کہ اگلا ایک شخص آیا تو اجازت کے اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے سوچا اگر عمر رضی اللہ عنہ حضرت
 عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہے آئے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام ہے مجھ کو مشغول رکھتا تھا آج کے روزاؤں میں
 گھر میں کیا تھا کہ آگاہ آواز اذان کی سنی اسی راہ سے میری مسجد میں آیا اور کچھ دیر نہ کی مینے مگر اسے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے کہا کہ فقط وہ فوت ہوئے تھے کیا اور حضرت عمر نے حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ اٹھائے اور نماز پڑھی اور پھر
 رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوئے کا حکم نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے اور ایک حدیث سنن ابو داؤد میں ثابت ہے کہ کچھ لوگ
 حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے کہ کیا غسل دن جمعہ کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہیں بلکہ
 غسل زیادہ پاک کرنے والا ہے اور بہتر ہے اس کے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نہ کرے تو کچھ اور سب واجب نہیں آخر حدیث تک اور
 کہتے ہیں کہ مراد واجب ہے اور حدیثوں میں ضروری ہے نہ واجب مطلقاً ہی نہ ہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں لکھا ہے
 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ سَمَاءَ عَنْ ابْنِ أَبِي عَاصِمٍ الْخَنَازَنِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
 وَالْغُسْلُ مِنَ الْحَجَامَةِ وَالْغُسْلُ مِنَ الْعَيْدَيْنِ قَالَ إِنْ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فَكَفَى سَكَتَكَ أَتَمَّ حَدِيثَ
 یعنی خبری مجھ کو محمد بن ابان بیٹے صالح نے انھوں نے سنا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پوچھا میں براہیم نخعی
 رحمہ اللہ سے غسل دن جمعہ اور حجامت اور عیدین انھوں نے کہا کہ اگر غسل کرے تو چاہے اور اگر ترک کرے تو کچھ تیرے اور پھر
 اور بھی روایت کی ہے صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جس نے کہ وضو کیا سو اچھا کیا وضو کو پھر آیا جمعہ کو اور سنا یعنی خطبہ واجب رہا نبیاً باجھا اسکے لیے جو کچھ کہ درمیان
 اسکے اور درمیان جمعہ کے ہے اور زیادہ تین دن آخر حدیث تک اور وہ جو ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے سند اسکی صحیح
 ہے نیز نزدیک روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر سناتے تھے دن جمعہ کے اور
 ترک کرتے تھے اسکو اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے واللہ اعلم اور کچھ بیان اسکا باب جمعہ میں آویگا اور سن جاہ
 بہت سی روایتیں ہیں کہ ذکر کرنا افکار کا خالی طول سے نہیں ص اور سر و نوں عیدوں کے واسطے یعنی عید الفطر اور عید
 منیٰ و بلنہا چاہیے کہ عیدین غسل میں کئی چیزیں ہیں لیکن ضغف خالی نہیں ہیں پہلے تو یہ کہ روایت ہے کہ ابن سعد رضی اللہ عنہ
 کہ صحابی ہوتا اور ان کا مشورہ بھی کیا انھوں نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعہ اور دن عید فطر کے اور دن عید و روز
 کے روایت کیا اسکو امام احمد ابو داؤد اور طبرانی نے اپنی معجم میں اور سنن ابن ماجہ میں اور سند بڑی ہے مروی ہے شیخ ابن
 نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی ذکر کیا نووی اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تھے حضرت کہ
 غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید منیٰ کا اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور سیوطی نے جمع ابوعون میں لکھا ہے کہ زیادہ شیعری
 نے کہا ایک قوم کو کہ جو غسل مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا ہے ہی تم سے دیکھا مگر یہ کہ تم غسل نہیں کرتے پہنچ عید روایت
 کیا اسکو ابن مندو نے اور ابن عساکر نے اور کہا کہ صحیح ہے عباس سے اور زیادہ کا مٹھوٹا نہیں اتنی تو اس میں یہ کلام ہے کہ ابن عساکر

وہ لپک ہی پانی اوسکا اور حلال ہو مرنے والا اسکا کہ ترمذی نے کہ پوچھا بیٹے محمد بن اسماعیل حجتہ اللہ علیہ سے اس رشتہ کو تو کہا اچھا ہے
 کہ حدیث صحیح ہے اور پانی تفصیل اسکی خوب شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر عاشیہ ہدیین لکھی ہے اصل اور برکت کے پانی سے اگر جامہ ہو
 اور اگر جامہ ہو تو جائز نہیں ہے کیونکہ جس صورت میں برکت مانند پانی کے ہو تو حکم اوسکا پانی کا سا ہو وضو جائز ہوگا اور
 جس صورت میں جمی ہوئی ہو تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں بہنا بھی داخل ہے اصل جائز ہو وضو اوس پانی سے
 جو رکھے رکھے بد بودار ہو گیا ہو یا اوسکے کسی صفت کو پاک چیز نے مثل خاک یا نشان یا صابون یا زعفران کے بدل دیا ہو
 اس واسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہے اور روایت کی نسائی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے
 ایک برتن سے کہ وہ میں لٹرائے گا تھا اور تفصیل فتح القدیر میں ہے اصل اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز پر بھی ہو کہ پاک کرنا
 اوس سے مقصود ہو تا ہی تو وضو اوس جائز ہے مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اور پانی کے شلکا کاڑھا کر دے اور اوسکی رقت اور سیلان
 بہنے کو کھوے تو وضو اوس جائز نہیں اور اگر وہ چیز بھی نہ ہو یعنی اوس پاک کرنا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں اوس سے وضو
 رواہین میں ایک روایت میں غایہ طریقی یعنی اگر غلبہ پانی پر کرے تو وضو جائز ہے اور ایک روایت میں غلبہ شراب نہیں یعنی چاہے
 غالب ہو چاہے نہ ہو وضو اوس جائز نہیں بلکہ امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز پانی میں مل گئی ہو زمین کی قسم سے نہیں وضو
 پانی جائز نہیں اگر یہ غالب ہو تو وضو اور امتیاز آئین ہے جو امام شافعی حجتہ اللہ علیہ کا قول ہے اصل اگر پانی جاری میں کوئی
 چیز پڑ جائے اور اسکا یعنی ننگ بوزہ نہیں وضو اوس جائز ہے اس واسطے کہ نجاست اوس میں نہ ٹھہرے بلکہ بہ جائے گی
 ایسا ہی ہے پانی میں والہ ظلم الصواب اصل پوشیدہ نہ ہے کہ جاری کا سوا کہتے ہیں علماء کا اس اختلاف جو بعضوں کے نزدیک پانی جاری
 اوسے کہتے ہیں کہ گمانش اوسکے وغیرہ کو بالکل خلاف اسی کو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ جاری
 وہ ہے کہ جسکو لوگ جاری سمجھیں اوسے کو درختار کے متن میں اختیار کیا ہے اور حق سیر نزدیک ہے کہ جاری اوسے کہتے ہیں کہ مطلق
 جریان ہو میں پایا جاتا ہو اگر وہ کسی خاص صفت ہو والہ ظلم اصل تو اگر ترمذی اور دیگر روایتی جاکو اور پانی رسان رسان نکلتا ہو وضو اوس جائز
 ہو کیونکہ وہ پانی جاری ہے اور پانی ضعیف میں جو آہستہ بہتا ہے اس طرح یہ وضو کیے کہ پھر پانی مستعمل کو نہ اٹھا کیوڑا دو چلو کے چھین آئی
 دیکھو کہ پانی مستعمل ہے جاکو مستعمل پانی کا بیان آگے آجائیگا کہ کیونکہ پانی مستعمل نہیں ہے امام ابو حنیفہ حجتہ اللہ علیہ کے نزدیک
 اور مسکا ذکر آگے ہم کہیں گے اصل اگر جو من وہ دہہ کہم ہوا اور ایک طرف سے آئین پانی آتا ہے اور دوسری طرف سے نکلتا جاتا ہے ہر طرف
 میں ابوجعفر نے کہ وضو جائز ہے اولا ہی یہ فتویٰ ہے درختار میں یہ روایت یعنی اسی پر فتویٰ ہے اصل اور بعضوں
 کے نزدیک اگر چارہ چارہ ہی یا کم تو جائز ہے اوبس زیادہ ہیں جائز نہیں اور اگر پانی بد بودار ہوگا اور معلوم ہو جاوے
 کہ بودا کی نجاست ہے وضو اوس درست نہیں اور اگر معلوم نہ ہو تو وضو جائز ہے کیونکہ کبھی بوجہ زیادہ کہنے کے ہو جاتی ہے
 واللہ اعلم اور اگر مراد ان تار دان ندی میں پڑا اور اوسکے عرض کو بکھیا اور پانی کتنے کے اور پر جاری ہے اگر وہ پانی جو
 کتنے سے ملا ہو ہے کہ پانی سے جو کتنے سے الگ ہو اسکے اشب میں وضو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے فقیر ابو جعفر نے کہا ہے
 کہ چھنے لسی پر اپنے منہ سے پانی اور امام ابی یوسف سے مروی ہے کہ اگر کوئی وضو پانی کا نہیں بدلا ہی تو اوس وضو کرنے میں کچھ
 خوف نہیں اور اگر پانی میں ایسا جانور مر جاوے کہ پانی میں پیدا ہوتا ہے اور وہ میں مینا ہے مچھلی اور مینڈک وضو اوس سے جائز

اور باقی کے معنی جو صاحب ہاتھ بیان کیے شاید وہ شائع ہو تو میں یہی واسطہ علم صل اور جوابی بتائیں اوہین
اگر نجاست پوری ہے کہ تھوڑا یا بہت و غلط ہے جائز نہیں تھا جاننا چاہیے کہ بیان میں نہ رہا ہیں شک ہے کہ پانی جو باری
نہیں اوہین اگر نجاست پوری تو بخس ہو جاویگا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوض وہ درود ہو اور اسکا ذکر کر کے آگے گا
تو اس صورت میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ نہ رہا امام اعظم کا ہی دوسرا مذہب یہ ہے کہ اگر دو کچال پانی ہو تو بخس نہ ہوگا اور یہ مذہب
امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہی اتیسرا مذہب یہ ہے کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اسکا کوئی وصف نہ برے پانی بخس
نہ ہوگا اور یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ روایت کی بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے اور مسلم
اور ترمذی اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کرے ایک تمہ میں کلچ
اس پانی کے جو جاری ہو پھر غسل کرے اوہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے کوئی تمہ میں بیج پانی دائم کے اور وہ
جنب ہو کہ اس طرح کرے اسی ہریرہ کہا کہ نے اس سے کہنے کی یعنی کسی برتن مثلاً گئے کر اپنے اوپر پانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا جسے
مٹے پانی میں پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونوں کو مسلم نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا کہ مسلم
کئی طریقوں اور بخاری بھی اور چارون عالمون اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اس حدیث مشہور ہو اور اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ جو پانی جاری نہیں وہ بخس ہو جاتا ہو والا منع کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور بھی روایت صحیح میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاکے کوئی تمہ میں اپنے خواستہ سوئیلے ہمارا پانچ برتن مکان تک کہ دھوا اور ساتویں بار کیونکہ وہ نصیب جانتا
کہ کمان رہا تھا اسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو مسلم نے فی طریقوں سے اور روایت کیا اسکو ترمذی
نے اور کہا کہ صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہر ابن عمر اور جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابی
داؤد ابن ماجہ وغیرہم نے اور بھی حدیث مشہور ہو اور بھی روایت میں ابو یوسف لیکن کنون کے باب میں آونگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل
یہ ہے کہ روایت ہر ابن عمر رضی اللہ عنہ لکھا اونھوں نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پانی سے جو کہتا تاہر جنگوں میں اور بیتے ہیں
اوس پانی چارپائے درندہ فرمایا آپ نے کہ جب ہو پانی قلعین نہ اڑھا یہ گانا پاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی
اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور وارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر
اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابوداؤد کی ہے کہ وہ بخس نہ ہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو وارقطنی نے لو اکملینا
جب سن سیکے ثوبان بن مناس لفظ سے لائے ہیں إِذَا كَانَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قُلَّةً يَعْنِي جِبْهُ هُوَ كَبَانٍ بِأَنَّهُ يَنْسِلُ قَلْدًا وَلِ
ان نوکا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا ابوباقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں میں کو کلمہ بخش ہے اور
بعضوں میں کو کلمہ بخشہ شیخ محمد زویل الیسا اور طرفہ ہیں ایک اور نسخ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ساتھ اس لفظ کے
إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ خَمَا فِي ذَلِكَ أَمْ يَكُونُ شَيْءٌ أَوْ بَالٍ أَوْ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ مَنِ الْمَاءُ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ
كَمَا إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَادَتْ الْوَسْبَةُ شَيْءٌ أَوْ بَقِيَ ابْنِ عَسْمَرٍ مِنَ الْمَاءِ مِنْ ابْنِ عَسْمَرٍ مِنْ ابْنِ عَسْمَرٍ مِنْ ابْنِ عَسْمَرٍ
لَوَابِنِ عَسْمَرٍ مِنَ الْمَاءِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا بَعْضُ مَا رَوَاهُ أَبُو عَسْمَرٍ
قُلُونَ كِي رَوَاتِ ابْنِ عَسْمَرٍ فِي بَعْضِ مَا رَوَاهُ ابْنِ عَسْمَرٍ فِي بَعْضِ مَا رَوَاهُ ابْنِ عَسْمَرٍ فِي بَعْضِ مَا رَوَاهُ ابْنِ عَسْمَرٍ

روایت کی ابن عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہنچ جاؤ پانی چاہیں قلعے پر نہ تھال
 سکے گانجا ست کا اور کہا ابن عدی نے کہ یہ حدیث صحیح نہیں غلط کیا ہے اس میں قاسم بن عبد اللہ عمری اور سیوطی اور سکاہند
 کیا اور کہا کہ روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اسکو عقیلی نے اور روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے
 ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قَالَ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قُلَّةً لَمْ يَنْجُسْ یعنی جب پونچھ پانی چاہیں قلعے پر نہ تھال
 ہوگا اور بعض روایتوں میں ہے اَرْبَعِينَ شَرْبًا اور بعضوں میں اَرْبَعِينَ دَلًّا اسو اس حدیث کی نقلوں میں اضطراب ہوا اور بعض
 حدیثوں میں آیا ہے لَا يَنْجُسُ شَيْءٌ اور بعضوں میں کہ یَحْمِلُ الْحَبْثُ اور بھی سند میں اسکی اختلاف ہوا ابی اسامہ پر
 کبھی تو کہتے ہیں عَنْ الْوَالِدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍاءَ بْنِ جَعْفَرٍ اور کبھی کہتے ہیں عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ
 الْقُبَيْنِ اور جواب اسکا یہ ہے کہ جائز ہے کہ ابی اسامہ دو روایت سنا ہو اور بھی اس حدیث میں ابی اسامہ کہا عن عبد اللہ بن
 عبد اللہ بن عمر اور وہ ہے عبد اللہ بن عمر اور اسکا یہ جواب ہے کہ وہ دونوں بیٹے عبد اللہ بن عمر
 رضی اللہ عنہما کے ہیں ان دونوں نے روایت کی ہوگی اور بھی ان حدیثوں میں ایک روایت میں ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ایک میں ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جواب اسکا
 یہ ہے کہ جائز ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بھی سنا ہو اور آپ بھی سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن
 اضطراب نقلی اس حدیث میں بیشک بہت ہے کسی میں ہے قُلَّتَيْنِ اور ثَلَاثًا کسی میں ہے اَرْبَعِينَ قُلَّةً کسی میں ہے اَرْبَعِينَ
 غَرَمًا کسی میں ہے اَرْبَعِينَ دَلًّا کہا امام طحاوی و لا تُرْوَى قُلَّتَيْنِ اور ثَلَاثًا عَكَ الشَّكِّ یعنی ترک کیا ہے حدیث قُلَّتَيْنِ
 کو اس واسطے کہ وہ روایت کی گئی ہے دو قُلَّةً و تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قُلُون کی روایت ضعیف ہے تو اعتبار اسی دو قُلَّتین کا ہے جو اکثر روایات
 میں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ داؤد قطنی نے نو مسندوں میں اربعین قلعے ذکر کیا ہے او نہیں سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے اور
 ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور اضطراب نقلی تو اس میں پایا گیا اور اضطراب معنوی جو بعض لوگوں نے بیان کیا ہے
 اور کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے لَمْ يَنْجُسُ شَيْءٌ یعنی نجس نہ کرے اسکو کچھ اور ایک میں کہ يَحْمِلُ الْحَبْثُ یعنی نہ اٹھائے گانجا
 کو یعنی نجس نہ ہوگا تو یہ کچھ نہیں کیونکہ اکثر روایات کے معنی کہنا مخالفت ہے اور بعد سے کیونکہ نجاست کا موقوف کرنا قلتین سے ہو چکا ہے کچھ
 وجہ نہیں معلوم تو ایک اضطراب یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف اسناد بھی ہیں بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ صاحب نے ضعیف
 ضَعْفَهُ ابْنُ دَاوُدَ اور بعض نسخ ہدایہ میں فی سُنَنِہِ بھی ہے اور وہ غلط ہے کیونکہ سنن میں ابوداؤد کے کہیں اسکا ذکر نہیں کیا
 شیخ ابن ہمام نے وَقِيلَ لَعَلَّہُ فِي غَيْرِ سُنَنِہِ یعنی کہا گیا کہ یہ غیر سنن میں ابوداؤد کے ہے واللہ اعلم اور کہنا شیخ ابن ہمام نے
 فتح القدير میں وَقِيلَ لَعَلَّہُ فِي غَيْرِ سُنَنِہِ الْقَاضِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَابْنُ بَكْرٍ وَابْنُ الْعَرَبِ
 الْمَالِکِيُّ وَابْنُ عَمْرٍاءَ ضعیف کیا اس حدیث کو ابن عمر سے ہیں حافظ بن عبد البر اور قاضی اسمعیل بن ابی اسحق اور ابو بکر
 بن حسن مالکی لوگوں نے یعنی ان لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور برابر میں ہے عَنْ ابْنِ الْمَدِينِ لَا يَنْجُسُ حَدِيثُ
 الْقُلَّتَيْنِ یعنی روایت ہے ابن المدینی سے کہ انھوں نے ثابت نہیں ہوئی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب مؤنس سفر السعادت
 میں بَابُ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبْرًا قَالَ جَمَاعَةٌ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ حَدِيثٌ يَنْجُسُ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ حَدِيثٌ يَنْجُسُ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ حَدِيثٌ يَنْجُسُ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ حَدِيثٌ يَنْجُسُ

مؤید

قاسم بن عبد اللہ عمری

جواب

کہ شریف اور بیہ طیبہ ہیں وارد ہیں تین اور پندرہ سے اور کہتے اور کہتے اور پوچھتے گئے وضو سے اور حوض و حوض سے
 سو فرمایا آپ نے کہ درستی کے لئے جو اوٹھایا اور ٹھونچ اپنے پیٹوں میں اور دھوئے ہاتھ اور پانی اور نہایت کی بن جائے
 جاہل سے بھی نہیں اور لوگوں میں بھی ہر آن الماء لا یغسل شیئاً اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے منہ سے نہیں ہاتھ اس کے کہا
 ابن ابی شیبہ نے حدیثاً ثانیاً متروکہ عن عاصم بن عکرمہ سہ انہ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رجل یسکون
 یتدیر فقالوا یا رسول اللہ ان الیاء کتب تلغ فیہ والسباع فقال علیہ السلام لا یغسل شیئاً الا ما
 فی بطنہ ولا یغسل ما استکثر فی بطنہ فاشربوا وتوضؤا قال ابو حنیفہ رحمہما کبائس یہ اذا کان غشیاً
 فی عثر ما لا یتغیر طعمہ وریحہ وکونہ یعنی گذرے حضرت ایک گڑھے پر سو کا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ گئے موندہ تھے ہیں ما بین اور درندہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درندوں کو جو لیا انھوں نے
 اپنے پیٹوں میں اور واسطے کون جو لیا انھوں نے اپنے پیٹوں میں سو پوچھا اور وضو کرو کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نہیں جرح ہوا کہ
 اس کے جب کہ ہو وہ درہ جب تک کہ نہ پڑے مزہ او سکا اور بواورنگ تو ان حدیثوں امام مالک بھی تمسک نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ
 احتمال ہو کہ یہ سب گڑھے درہ ہوں اور پانی کا جب رنگ یا مزہ یا بو بدل جاو تو پھر اس کے کسی نزدیک وضو جائز نہیں کیونکہ
 روایت کی ابن ماجہ وراقطی نے ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی نہیں نجس کرتا جو او سکو
 کچھ مگر جب کہ غالب جاو او سکی بویر یا مزہ یا رنگ پر کوئی چیز اور راقطی کا نظریہ ہر گاہ ما غشیاً وریحہ وکونہ اور سناو
 میں اس حدیث کی رشید بن بیاسعد کا ضعیف ہو ضعیف کیا او سکو ترمذی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اور کما شیخ ابن الہمام روایت کیا
 او سکو بیہقی نے اور دو طریقوں سے کہ رشید بن سعد بن ابی اسلمہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الماء طاهر الا ان یتغیر لریحہ او طعمہ او کونہ یجاسہ یحدث فیہ عینی پانی پاک
 ہو مگر یہ کہ بدل جاو مزہ او سکا یا بو یا رنگ ساتھ نجاست کہ حادث ہو او اس پانی میں اور دوسرے طریقے میں ہو الماء لا یغسل
 الا ما غشی طعمہ او کونہ یعنی پانی نہیں نجس ہوتا ہے کہ بدل جاو مزہ یا بو او سکی کہا بیہقی نے والحدیث غیر قوی
 یعنی یہ حدیث قوی نہیں حال کلام یہ ہر گاہ اس حدیث کی حدیث قوی نہیں آئی ہو واللہ اعلم اور حدیث الماء طہور کو روایت کیا
 یحییٰ بن اخبیرنا ابو القاسم بن عبد اللہ بن محمد بن الحنفی انا ابو اسحاق طاهر بن محمد بن الطاهر بن
 حدیثنا ابو محمد الحسن بن محمد بن حکیم نا ابو الموحی بن محمد بن محمد بن عمر بن المؤمن بن محمد بن صدوق بن
 الفضل انا ابو اسامہ عن الولید بن کثیر عن محمد بن کعب القرظی عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن
 بن رافع بن خدیج عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ عنہ قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 آیا من یوضا عتہ ہی یغسل فیہ الیاض والحیض والحمل والکلب والکلب فقال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طہور الا یغسل شیئاً اور معنی اس حدیث کے اوپر گذرے اور ایک
 جواب بعض لوگوں نے یہ دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سکولاسے نہیں اور ناچار ذکر کیا
 قول زہری کا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما لا یتغیر طعمہ او کونہ یعنی گندہ مری نے

فصل
 درندہ سے اس کا
 بیخوشی و غفلت
 میں سے علیہ وسلم
 کما درہ او سکا

فصل

فقہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پس ہما من لفظ
 الحدیث
 مودا نے
 مولانا غلب الدین
 صاحب ہین
 منہ

کہ نہیں جرح ہوتا تھا جسکے جب تک کہ نہ بدلے گا اور کافر یا بویانگ اور یہ جواب ثابت ہو گیا کہ جائز ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے جو حدیث اس سے
چاہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ الاثنین یا نہ الاثنین علاوہ اسکے احتمال ہے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا حدیث کا مع الاسبتین
اور حدیث مع الاسبتین ضعیف ہے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائے ہوں تو وہ ضعیف ہو واصلہ اور حاصل
ان سب تحقیقات کا یہ ہے کہ مذہب خفیون کا اس باب میں بہت اوجہ پلیدی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو احوال
دیکھا اور ولیدی نکرتا کہ ظاہر حقیقت حال کی وائے علم صلی علیہ وسلم کہ وہ درود ہو اور یہ کھل جاتی ہو زمین چٹو لینے سے تو حکم
اور حکم پانی جاری کا ہے تو اگر متا پانی ہے کہ چٹو لینے میں زمین کھل جاتی ہو زمین چٹو لینے میں چٹو لینے سے تو حکم
مگر اس جگہ پر جان نجاست ظاہر ہو تو اگر نجاست درود پانی میں دکھلائی دیتی ہے نہ وضو کرے مقام نجاست میں
بلکہ دوسری جانب اور اگر دکھلائی نہیں دیتی وضو کرے سب جانہوں اور جان پانی استعمال کرتا ہو وہاں بھی وضو جائز نہیں
مگر اگر حوض درود ہو وہاں آجگاہ پر بھی آہستہ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیا ہے اور جواب اسکا شرح وقایہ عزلی میں مذکور ہے
لیکن اس بات ہے کہ وہ درود کی تقدیر متاخرین سے خواہم کے کردی ہو اور معتبر ہے کہ وضو کرنے والے کی رائے جو ہو اوپر
عمل کرے تو اگر اسکا گمان ہے کہ نجاست دوسری طرف نہیں پہنچتی ہے تو اس سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہ بھی صحیح ہے
جیسا کہ سچ مٹا وغیرہ کے ہے اور یہی ظاہر شدت ہے امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے
اور تحقیق کیا ہے شجر کے کہ یہ نہ ہے اور اسی پر عمل کیا جاوے گا اور وہ درود کا اندازہ کرنا چھل شرعی کی طرف رجوع نہیں کرتا اور
جو جواب عدل الشریعت نے دیا ہے وہ کیا گیا ہے شیخون در مختار کا ہے اور وہ درود اسکو کہتے ہیں کہ ہر جانب سے دس گز اور ب
لا کر سو گز ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نقشے میں ہے اور اگر معتبر کر پاس کا ہے اور وہ سات ٹھہری کا ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے
ہشت و ہشت کا اعتبار کیا ہے اور بعضوں نے پانزدہ

۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰
۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰
۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰
۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰
۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰
۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

نقشہ
حوض
درود

در پانزدہ کا ایک مسج اول ہے

فصل پانی استعمال کے بیان میں

اور آئین علم کے اختلافات ہیں پہلا اختلاف آئین ہے جو
کہ پانی کو استعمال کون چیز کر دیتی ہے خفیون کے نزدیک پانی
استعمال ہو جاتا ہے حدیث کے منع کرنے اور پانیت ہاوت

تو اگر یہ لوگوں نے دفعہ دفعہ بغیر شریعت کے پانی استعمال ہو جائیگا اور اگر یہ دفعہ دفعہ شریعت کے پانی استعمال ہو جائیگا اور امام
محمد صاحب کے نزدیک مستطینت ہاوت اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط دفع حدیث سے مگر دفع عادت تو ہوتا ہے دفعہ دفع
اور وضو میں اشکائے نزدیک شریعت مرنے ہے تو اب دفع حدیث بھی بغیر شریعت کے ہوگا تو سب اختلاف یہ ہے کہ کس وقت میں استعمال ہو جاتا ہے
تو بدیشے میں ہے کہ صحیح ہے کہ جب اگر عضو سے استعمال ہو گیا اور جامع صغیر میں ہے کہ جب گراو ایک مقام پر چھو گیا جب استعمال ہو جائے
اختلاف آئین یہ ہے کہ حکم کیا ہے امام غفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہیں غلیظہ یعنی اگر برابر ایک دم کے کپڑے یا بدن میں بھرتا
نماز ہو گیا امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں خفیف ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہے مگر پاک نہیں کرتا نجس کو

اس آیت میں
در یک کسے
نہی دیکھو

و اسی کو درختان میں اختیار کیا ہو اور اسی کو اختیار کیا ہو مشایخ عراق نے اور محیط میں ہو کہ یہی مشہور ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو جواب اسے جابر بن زہو کا کیونکہ یہ پاک نہیں کرتا اگرچہ خود پاک ہو اور صاحب یہاں اسکے جنس ہونے پر دلیل لائے ہیں اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پشیا ب کرے ایک تمسین کا اوس پانی میں جو جاری نہیں اور نہ غسل کرے اوہ میں جنابت سے اور حدیث کا بیان گذرا اور اس سے حجت پکڑنا فحیف ہے کیونکہ ہمیں یہ بات نکلتی ہے کہ غسل جنابت سے پانی میں جائز نہیں کچھ بہت تحریری کر اور پانی مستعمل کے جنس سے جابر کچھ دلالت نہیں والد علم ص اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شافعی رحمہم اللہ نزدیک اقریم ہو پاک ہو اور پاک کرنا بھی ہو اور ہم کہتے ہیں کہ اگر پاک ہو اور پاک کرے بھی تو جائز ہو گا سفر میں وضو اوس سے پھر پینا اوس اور سکا کوئی قائل نہیں ہوا

فصل دباغت کے بیان میں

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے مگر سور اور آدمی کی دباغت کے معنی آگے بیان ہو ورنہ تو کہتے کی بھی کھال پاک ہو جاوے گی کیونکہ وہ بھی ماسوا ان دونوں میں داخل ہے اور صاحب یہاں اسکی دلیل بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھال کہ دباغت کی جاوے سو پاک ہو جاوے گی اور ہمیں گنا داخل ہے اور سور اور سوسلے پاک نہیں ہوتا کہ وہ جنس عین ہے بخلاف کتے کے کیونکہ اوس سے شکار کیا جاتا ہے اور نگہبانی کرائی جاتی ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبد بن عباس رضی اللہ عنہ اور روایت کیا سلم و غیر نے اس حدیث کو اس لفظ سے اذ ذبیح الہکھاب فقد طہر اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور اس جگہ شیعہ اعتراض کرتے ہیں خفیون پر کہ وہ کہتے کی کھال کو کہتے ہیں کہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور جواب اسکا تحفہ ثنا عشر پر یک مدد و سوم میں مذکور ہے علاوہ اسکے صحت کے لایحیٰ فی الفقہ میں جو انکے مذہب کی کتاب ہے ایک ایت لایا ہے کہ اگر کھال سور ایک ڈول بناوین اور اوٹھول سے پانی کھینچیں وضو اوس پانی سے جائز ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ کی کھال زیادہ ہے یہاں کتے کی اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی بسبب صحت اوسکی کے ایسا ہی ہے برائین کہ شیخ ابن الہمام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب دباغت کی جاوے کھال آدمی کی پاک ہو جاوے گی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہیں اور حق میرے نزدیک یہی ہے کیونکہ اگر اور حرمت کو نہ پاک ہو میں کیا داخل ہے البتہ امتناع میں ہے تو امتناع اوس سے جائز ہو گا اور فہرہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جاوے گی کیونکہ روایت کی ابو داؤد و نسائی صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اوصحیح میں مومنہ رضی اللہ عنہا ثانی مومنہ رضی اللہ عنہا ہدیہ کیا گیا اسلئے ایک لوشی آزاد ہار کی ایک بکری صحت سے سو وہ مگرئی تو گزرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیونکہ دباغت کر لیا تھے کھال اوسکی کو سو کھا اوصحیح کے ابو داؤد و نسائی صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اوصحیح میں مومنہ رضی اللہ عنہا ثانی مومنہ رضی اللہ عنہا یعنی مرنے کا کھانا حرام ہونہ دباغت کرنا اور بھی روایت کی ابو داؤد و نسائی صحیح کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا یہ فائدہ لیا جاوے ساتھ کھالوں مرنے کے جب دباغت کی جاوے اور روایت کی امین ابو داؤد و نسائی صحیح کے بن حنیف سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مرنے کا پاک کرتا ہے اوسکو اور بھی روایت کی عائشہ بنت سبیح رضی اللہ عنہا سے اسی باب میں اور روایت کی واقطنی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا اوصحیح میں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لیا ساتھ کھالوں مرنے کے جب دباغت کی جاوے یا پانی اور ہوا میں اس حدیث کی معروف بیٹے حسان کے مہول ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مرنے کی دباغت سے پاک ہووے گی کیونکہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے

یہ بھی فرماتے ہیں کھال یا اوسکا گوشت کھانا حرام ہے کیونکہ کھال مرد سکا

سورۃ بقرہ

گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہیں جاتا فح کرے پان ہو جائیگا اسپر فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ اس پر ہے کہ کھال اوسکی پاک ہو جاتی ہے اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ در مختار میں ہے **هَذَا أَكْثَرُ مَا يُقَالُ بِهِ وَإِنْ قَالُوا فِي الْفَيْضِ الْغَنَى** سے **لَا طَهَارَةَ فِيهِ** یعنی صحیح ہے جو فتویٰ دیا جاتا ہے ساتھ اوسکے اور اگرچہ کما فیض میں کہ فتویٰ اوپر پاکی اوسکے کے ہوا فتح القدیر میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایہ کے صلیح پانچ چیزیں مردے کی پاک ہیں بال اور ہڈی اور کھڑ اور سینک پٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہے کیونکہ روایت کی داری قطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے سے گوشت اوس کا لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہر جرح ساتھ اوسکے اور کعبہ کیا اوس کا ساتھ ضعف عبد الجبار بن مسلم کے اور یہ ممنوع ہے کیونکہ ذکر کیا انکو بن حبان نے ثقافت میں سو حدیث درجہ حسن نہیں اور ترکی پھر کمالا اوس کو داری قطنی نے ابی بکر بن زری سے بھون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا **أَوْفَوْنِي سَأُخْبِرَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** سے کہ فرماتے تھے **وَلَا يَجِدُ فِيهَا أَوْحِي إِلَى عُنُقِ مَا عَلَى كَاعِمْ يَلْعَبُهُ إِلَّا كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْمَيْتَةِ حَلَالٌ إِلَّا مَا أَكَلَ مِنْهَا فَكُلُوا الْجِلْدَ وَالْقُرْدُونَ وَالشَّعْرَ وَالظُّفُوفَ وَالْأَشْيَاءَ وَالْعِظْمَ كُلَّهُ حَلَالٌ إِلَّا مَا أَكَلَ مِنْهَا** یعنی لیکن کھال اور سینک اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی سوکل اوس کا حلال ہے اوس واسطے کہ وہ مرنے کی نہیں کیے جاتے اور کھال داری قطنی نے کہ ابو بکر یہ تروک ہے اور بھی روایت کی داری قطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں جرح ہوتا مسک مردہ کے اور نہیں جرح ہے ساتھ صوف اور بال اور سینک اوسکے کے جب دھولیا جاوے ساتھ پانی کے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ابی یوسف بن ابی الشفر کے اور روایت کی بقیہ نے عمر بن خالد سے انھوں نے قتادہ انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لنگھی کرتے تھے ساتھ عالج کے روایت کیا اسکو بھتی نے اور حق یہ ہے کہ عالج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لنگھی کرتے تھے اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کہ عمر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ہارے سے اور دو کنگانے عالج کے اور اوسکی اسناد میں حمید اور سلیمان دونوں راوی موصول ہیں اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقا کہا زہری نے بیچ ہڈی مردے کے مانند یا تھی وغیرہ کے کہ پیا سینے بہت کو کون کو علماء سلف سے لنگھی کرتے تھے اوس اور تیل ڈالتے تھے اوس میں اور کچھ جرح نہیں دیکھتے تھے اوس میں اور سلاط زہری کے وہ صحابہ ہیں یا بڑے بڑے تابعین اور کہا حماد کہ نہیں جرح ہے ساتھ ریشون مردے کے اور کہا ابن سیرین اور ابی ہریرہ نے نہیں جرح ہے ساتھ تجارت عالج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مہولین سے ضعیف ہے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک چیزیں نہیں ہیں اور دلیل لاتے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو ناخن اور خون اور بالوں کو اوس واسطے کہ وہ مردہ ہیں اور جواب سکا یہ ہے کہ اسناد میں اسکی عبید اللہ بن غزیرہ کہا ابو حاتم نے کہ حدیث میں اوسکی منکر و کذب ہیں اور نہیں محل اوس کا صدق نزدیک ہوتا ہے اور کہا ایسا ہی ہے علی بن الحسین نے اولیک حدیث یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نفع لیا جا بیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے و اللہ اعلم صلی اور جس شخص نے اپنے ٹوٹے دانت کو اپنے مونہ میں رکھ لیا اور نماز پڑھی نماز اوسکی جائز ہے اگرچہ درم سے بڑا دے اور امام محمد کے نزدیک اگر دم سے زیادہ ہو گا نماز نہیں درست ہوگی **ف** ہمارے نزدیک اوس واسطے نماز جائز ہے کی کہ دانت ہڈی ہو اور ہڈی ان کی پاک ہے

اولیٰ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

ابو بکر

حمید

عبد اللہ بن عباس

پانی خالاجایگا وہی ہو جو اوپر گزری اور بکری کا پیشاب نجس ہو اور امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ جو تم پیشاب سے اور مطلق حیثیت ہر بانہ کے پیشاب کو اور جس ریت کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور کہا کہ ابوہریرہ بخاری اور مسلم کے ہاں روایت کیا اسکو دافطنی نے النسبی الحدیث سے اور بھی روایت کیا اسکو بزار نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب دن جانوروں کا جھکا گوشت کھایا جاتا ہی پاک ہو اور دلیل دہلی یہ ہو جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ انی ایک قحطی میں سے مدینہ میں حضرت پاس آئے جلتہ دھڑو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ باہر نکلیں اور صاف تھے کے اونٹوں کا دودھ اور موت پیوین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حکم اول اسلام میں تھا اور یہ حدیث منسوخ ہو ساتھ اوس حدیث کے کہ جسکو حاکم نے روایت کیا ہو واللعلم بالصواب اور دوا میں موت اون جانوروں کا جو حلال میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری میں جانور نہیں اور دلیل دہلی یہی حدیث ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں رکھی گئی شفا تھا ہی اوس چیز میں جو حرام کی گئی تھائی اور پر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے دینا اوسکانے عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور امام ابی یوسف کے نزدیک حلال ہو واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک ہو جو دوا اور یہی قول صواب ہو اور تاویل اوس حدیث کی جس سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہیں یہ ہے کہ حضرت نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹوں کے وحی سے پہانی ہوگی واللعلم بالصواب اور اگر ممکن نہ ہو تو دوا وحی جنکو پانی میں پہان ہو سین کر دین اور جتنا پانی بتا دین کھینچ ڈالا جاوے اور امام محمد کے نزدیک دوسو ڈول یا تین سو کھینچیں و اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہو جاوے اور روایت ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سو نہا جاوے گا اے متوضی پر اور ایک روایت میں اوسے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت ہمام ابی یوسف سے کہ ایک گڑھا بقدر کنوئین کے کھودیں سو اوس میں پانی کھریں جب وہ بھر جاوے تو پھر کھینچیں ایسا ہی ہر زہری میں اور امام محمد کے نزدیک تین سو ڈول نکالے جاوے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ بیچ نصاب کے ہے اور اگر کبوتر کے شہابی مرغی کے مر جاوے چالیس ڈول سے ساٹھ تک کھینچیں و کیونکہ روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ اے انھوں نے بیچ مرغی کے کہ جب مر جاوے کنوئین میں کھینچے جاوے اوسے چالیس ڈول ایسا ہی ہر دایہ میں اور یہ حدیث مجھ کو نہیں ملی کہ کہنے اسکو روایت کیا ہو لیکن روایت کی طحاوی شرح انامین حماد بن یمان کہ اے انھوں نے بیچ مرغی کے کہ پڑے کنوئین میں اور مر جاوے نکالے جاوے اوسے چالیس ڈول یا پچاس پھر وضو کیا جاوے اوسے اور ابی بھی مانند مرغی کے ہو اور خزائن الفقہ میں ہے کہ چالیس ڈول نکالے جاوے جیسے کہ روایت کی ہمنے حماد بن سلیمان اور بھی روایت کی شعبی سے کہ اے انھوں نے بیچ پرندے اور بکری کے گوشت انکے میں کہ نکالے جاوے چالیس ڈول اور اسناد اسکی صحیح ہے کہا اسکو امام میں اور روایت کی ابو نعیم کہ نکالے جاوے تیرہ ڈول اور روایت کی عبد اللہ بن سبر سے انھوں نے شعبی کہا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سینے پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کنوئین میں اگر مر جاوے کہ نکالے جاوے اوسے تیرہ ڈول اور روایت کی ابی نعیم سے کہ کنوئین میں اگر پڑے طہری یا ابی اور مر جاوے کہ نکالے جاوے چالیس ڈول واللعلم بالصواب اور اگر نانہ چڑیا یا چوہے کے مر جائیں تیرہ ڈول انکے کھینچے جاوے و کیونکہ روایت ہے النسبی سے کہ اے انھوں نے بیچ چوہے کے کہ مر جاوے کنوئین میں اور نکالا جاوے بیہ وقت نکالے جاوے اوسے بیچ بیس ڈول ایسا ہی ہر دایہ میں اور یہ حدیث میں نہیں پائی اور روایت کی طحاوی سے شرح انامین

جلال
 پیر خلدی
 یونان و روسی
 عن البول فان
 فاکتہ قذاب القیاس
 یونیکی
 اس
 غدا
 ایسی
 منظم
 اس
 سے
 بیسیب
 فو
 پیم
 فو
 لیس
 غلط
 لایم
 اور
 سب
 کا
 من
 نام
 مد

محل جانوروں کے مجبوث کے بیان میں

محل جانوروں کے مجبوث کے بیان میں

محل جانوروں کے مجبوث کے بیان میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہنچ کر کہ روایت ہے اس میں جو کچھ چاہا جائے پانی اور بکری روایت کی امانت ادا اس وقت
 القارۃ والکافۃ فی الیوم فی الخصال حتی یصلک السماء یعنی جب چاہا جائے پانی اور بکری روایت کی امانت ادا اس وقت
 کہ مغلوب کرے سجا۔ پانی اور روایت کی امانت کی امانت سے کہ اگر جو بکرے نکالے جانوروں میں سے جس کا پانی اور بکری روایت کی امانت ادا اس وقت
 حاد اولیٰ بہم سب الامین ہیں ص اور ڈول اور سٹ کے ہونے یعنی بیچ درستی کے بڑے نہ چھوٹے اور
 بیچ درستی کا ڈول اور سے کہتے ہیں جو متعل ہر شہر میں اور روایت کی امانت کی امانت سے کہ اگر جو بکرے نکالے جانوروں میں سے جس کا پانی اور بکری روایت کی امانت ادا اس وقت
 ایک صل پانی آتا ہے یہی پونے روز سیر یاد دہیر حساب وزن ہندوستان کے اور اگر ڈول اور بکری روایت کی امانت ادا اس وقت
 اگر ڈول چٹا ہو تو کوئین نکلتے ہیں اگر آدمیاں ہی رہ جائیں تو درست نہ ہوگا اور اگر آدمی سے کہ گم کرنا ہی تو جانتے ہوگا جیسا کہ بیچ درستی
 کے ہر کذا فی جامع النافع ص اگر کوئین سے نجاست نکلی یا حیوان مرہو اکلا اور بھولا یا بھٹا میں ہر دو معلوم نہیں
 کہ کس وقت اگر وہاں صاحب کے نزدیک سکی نجاست کا حکم ایک دن ایک رات کرینگا اور اگر بھولا یا بھٹا ہو تو نجاست کا حکم تین دن تین
 رات کیا جاوے گا و تو اول صورت میں ایک دن ایک رات کی نمازین پھر قضا کی جاوے گی اور دوسری صورت میں تین دن تین
 رات تک کی کیا جائے گی اگر وہ پھر اس میں پانی سے اتنے روزوں میں وضو کرتا ہوگا اور کسی نماز پر بھی ہوگی ص اور امام محمد ابو یوسف
 کے نزدیک جس وقت تک کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہو تو اسی وقت سے حکم نجاست کا کرینگا چھوٹا آدمی اور گھوڑے اور بکری روایت کی امانت ادا اس وقت
 گوشت ملال ہر پاک ہو اور بھولا کتے اور سور اور رنڈن کا نجس ہر وقت لیکن مجبوث کتے کا تو اس سے کہ فرمایا حضرت مسیح علیہ
 علیہ السلام نے بیچ کتے کے کہ اگر سو نہ ڈالے برتن میں دھویا جائے تین مرتبے یا سات بار روایت کیا اسکو ورنہ طہی نہ ہوگا
 رضی اللہ عنہ اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے عبد الوہاب بن یحییٰ نے اس حدیث سے اور وہ متروک ہے اور سوا عبد الوہاب کے روایت
 کرتے ہیں اسمعیل سے سات بار وہ کوئین کہتا ہے کہ تین دن وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات بار حوالہ روایت کیا گیا
 اور تین بار کائنات منکر اور خلاف روایت ثقات کے ہر روایت کی یہ غلطی نے ساتھ صحیح کے ساتھ فعل ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
 عنہ کا کہ جب کتے کا سو نہ ڈالا تھا برتن میں پانی بہا دیتے تھے اور بکری روایت کی امانت ادا اس وقت
 کامل میں اس حدیث کو اور اسناد میں ابی حسیں بن علی کریمی سے کہا ابن عدی کہ میں پانچ بیان میں اسے کریمی کے کوئی
 حدیث منکر ہو اسکے اور نہیں دیکھتا ہوں میں کچھ جمع ساتھ اس کے حدیث میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے سو نہ
 ڈالنے سے سات بار دھویا جائے گا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت
 مسیح علیہ السلام نے جب نہ ڈالے کتاب تین جملے میں تو وہ دھواؤ اسکو سات بار اور احتیاطاً میں ہر کہ سات بار دھوؤ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 غایہ نے کہا کہ ہر گاہ ممکن ہو تین حدیثیں جمع کیا جائے طرہ و نجاست تو دیکھا کہ تین بار دھونا اونسے واجب ہے تو حکم کیا اس میں بھی
 ایسا ہی قالہ استکمل بالصواب اور مجبوث سور کا اسوائے نجس ہر کہ وہ نجس میں ہو اور مجبوثا درندہ کا اسوائے کہ گوشت اور
 نجس ہو اور اسی سے لعاب پیدا ہوتا ہے کذا فی البدایہ ص اور مجبوثا بلی اور اس مرغی کا جو چوٹی پھرتی ہو اور پرندہ شکاری
 اور حشرات الارض کا کہ وہ ہر وقت لیکن پاک ہے بلی کا مجبوثا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا مجبوثا کہ وہ
 نہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا مجبوثا کھایا اور کہا کہ وہ نجس نہیں اور وہ پھر نے والہ ان میں ہر دو پر تجھ سے اور تحقیق

اولیٰ

یہ جواب ہے کہ کما قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نوادی میں کہا ابو زید ولی عمرو بن حریث روایت کی وجہ اشہد بن کیسان غلبی کوئی نے اور ابو یوسف نے تو اس کے جہالت پائی رہی اور ابو یوسف کے مہول معنی کا جواب یہ ہے کہ کما شیخ تقی الدین بن قتیق العیسیٰ نے کہ کما تھیل ابو یوسف روایت میں نظر ہے کیونکہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ایک جامع نے اہل علم سے مثل سفیان اور شامک اور حسان بن علی اور اسیر اہل اوقیس بن الربیع اور ابن عدی نے کہا ابو یوسف روایت اس حدیث کا مشہور ہے اور نام اس کا لا شہد بن کیسان ہے اور ایسا ہی کہا اور قطعی نے اور وہ جو بعض علماء نے یہ قول شیخ تقی الدین بن قتیق العیسیٰ کی کما تھیل راہی غلط ہے کیونکہ ابن الہمام نے یہ کہا ہے فقال الشیخ اتبعی الذین فی الاصل واما معنی کما شیخ تقی الدین نے امام میں اور امام کتاب ہے شیخ تقی الدین بن قتیق العیسیٰ کی نہ سبکی کی اور قاضی خان نے جو امام غزالی کا اس قول سے لکھا ہے اور شیخ جرجانی نے یہاں امام ابو حنیفہ پیچھا ہے کیونکہ اوکی کتاب میں لا یحضرہ الفقیہین لکھا ہے کہ لا بأس بالشیخین والشیخین لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان قاضیاً یعنی نہیں ہے حرج ساتھ وضو کرنے کے مینہ سے اس وقت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے اس اور اس کی تفصیل سے کتاب طہرہ و تحقیق میں مذکور ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور طریق سے عبد السلام بن عباس بنی السدیۃ اور سناد میں اس کی حدیث روایت ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن کثیر اور روایت کی ابو داؤد عطاء کے کہ انھوں نے ذکر وہ رکھا وضو کو ساتھ وضو اور مینہ کے اور کہا کہ تیمم چھاپا ہے نزدیک سیر اسے اور اسے امام ابو حنیفہ کے نزدیک تینہ سے ایک روایت میں جائز ہے اور ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں ابو العالیہ سے اس شخص سے کہ پوچھی اس کو وجاہت اور نہیں ہے اس کے ہائی اور نزدیک اس کے نہیں ہے کیا وضو کرے اس کے کہا کہ نہیں روایت کیا اس کو ابو داؤد نے قال اللہ اعلم بالصواب ص اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے اور یہ اختلاف اس پائی میں ہے جو شیرین اور قتیق ہو رہا ہے ہاں نہ پائی کے اور اگر سخت ہو جائے اور نہ دینے لگے کیسے نزدیک اس سے وضو جائز نہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز ہے حدیث یعنی نے وضو کو اور جنب اور نفسا کوف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جنب کو تیمم کرنا جائز نہیں اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور یہی مذہب حدیثوں کے موافق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوْ لَا مَسْأَلَةَ النِّسَاءِ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتوں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے معنی جماع کے نہیں لیتے اور وہ جو پہلے اس پر صاحب ہدایہ لائے ہیں کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا کہ ہم بہترین میں تیوں میں تین تینے چار تینے اور جوتے ہیں ہم میں جنب اور عائض اور نفسا اور ہم نہیں پاتے پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پتھار سے ہر زمین پھر بار بار تھپا اپنا اور پر زمین کے واسطے موند اپنے کے ایک بار پھر بار بار دوسری مرتبہ سو مسح کیا اس کے اوپر دونوں ہاتھوں اپنے کے کہ میں نے ایت کیا اس کو بن بکری نے پائی ہر یہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں ابن حریث کے مثنیٰ بیٹے صیاح کے ہیں کہا احمد اور زاذلی نے کہ وہ کچھ نہیں اور کیا انسانی نے کہ تروک ہے اور لیل صحیح ہے کہ روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ ہو بخیر مجھ جنابت سو تحقیق کہ ۲۰ لیٹا ۲۰ ۲۰ تو نہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

لا یحضرہ الفقیہین

ابو یوسف

تیمم جائز ہے

ابو یوسف

دو ضرب میں ایک ضرب پر واسطے مونہ کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہ میںوں تک روایت کیا اسکو عاکر نے اور
 کہ کہ صحیح الاسناد ہے اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کما دقطنی نے رجالہ کلمہ ثقات یعنی رجال ائمہ کے
 سب ثقہ ہیں اور جگر کیا تمنا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب میں اور روایت عمرو بن العاص سے ایسی ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنب کو تیمم جائز ہے جیسا کہ آگے آویجا صلی جب کہ پانی پر قادر نہوں یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو
 کافی ہو تو اگر جنب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو اور جب نہ ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب کا غسل کے
 لیے تیمم کرے لیکن اگر جنب کو حد شہ بھی ہو تو وضو واجب ہوگا تو تیمم واسطے جنابت کے ہو یا لاتفاق اور جب کہ وضو کی واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض اعضا دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو وہ میں بھی جنابت پر ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض کو دھو کر اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نپا دین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل سے
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں صلی اور میل تیسر حصہ فرسخ کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو گز کا ہوتا ہے چار ہزار گز تک کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے تو وہ
 آیا عصر کا مگر بد نعم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا مونہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور غاڑ پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے مدینہ کو اور
 آفتاب بلند تھا سوڑ کوٹا مایا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہے اور مرد ایک میل پر جو مدیہ طیبہ
 سے صلی یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہووے تو تیمم جائز ہے یا ایک میل جانب
 غیر توجہ میں ہووے کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا اور پہلی
 صورت کے موافق جائز ہووے گا اور مختار قول اول ہے صلی وہ یہاں تک قدرت پانی کے استعمال کی نہیں یا قدرت
 ہی لیکن خوف زیادتی مرصن کا ہے اسکو تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہووے گا کہ خوف
 تلف عضو کا ہووے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو ان کثرت من ضلی الایس یعنی اگر ہو تم میں را اختیار سو
 تیمم کرو مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہے صلی اور اگر استعمال پانی کا سردی ضرر کرتا ہو یعنی بیمار ہوگا
 یا جان یا کوئی عضو تلف کر دے گا تیمم جائز ہے اور جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے امام حنبلیہ
 کے نزدیک صاحبین کے نزدیک تیمم کرے صلی اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا دزد سے وغیرہ کے اور بھی
 جائز ہے یہاں سے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا یا پانی کسینے نقطہ پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو
 یا غسل کی اس اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم اسکو
 جائز ہے مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہے مینا بھی اسکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور اگر واسطے
 وضو کے ہو پیتا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رستی موجود نہ ہو تو بھی تیمم جائز ہے اس واسطے ان صورتوں میں تیمم
 جائز ہے کہ قدرت پانی کے اور متحقق نہیں ہوئی صلی اگر نماز عید کی قضا ہو تو کا خوف ہو درست ہے کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی ہوگی تیمم سے بنا کر ناجائز ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نماز کو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کما دقطنی نے رجالہ کلمہ ثقات یعنی رجال ائمہ کے سب ثقہ ہیں اور جگر کیا تمنا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب میں اور روایت عمرو بن العاص سے ایسی ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنب کو تیمم جائز ہے جیسا کہ آگے آویجا صلی جب کہ پانی پر قادر نہوں یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی ہو تو اگر جنب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو واجب ہوگا تو تیمم واسطے جنابت کے ہو یا لاتفاق اور جب کہ وضو کی واسطے اتنا پانی ہو کہ بعض اعضا دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو وہ میں بھی جنابت پر ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے نزدیک بعض کو دھو کر اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نپا دین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل سے برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں صلی اور میل تیسر حصہ فرسخ کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار پانسو گز کا ہوتا ہے چار ہزار گز تک کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے تو وہ آیا عصر کا مگر بد نعم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا مونہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور غاڑ پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے مدینہ کو اور آفتاب بلند تھا سوڑ کوٹا مایا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہے اور مرد ایک میل پر جو مدیہ طیبہ سے صلی یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہووے تو تیمم جائز ہے یا ایک میل جانب غیر توجہ میں ہووے کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا اور پہلی صورت کے موافق جائز ہووے گا اور مختار قول اول ہے صلی وہ یہاں تک قدرت پانی کے استعمال کی نہیں یا قدرت ہی لیکن خوف زیادتی مرصن کا ہے اسکو تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہووے گا کہ خوف تلف عضو کا ہووے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو ان کثرت من ضلی الایس یعنی اگر ہو تم میں را اختیار سو تیمم کرو مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہے صلی اور اگر استعمال پانی کا سردی ضرر کرتا ہو یعنی بیمار ہوگا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دے گا تیمم جائز ہے اور جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے امام حنبلیہ کے نزدیک صاحبین کے نزدیک تیمم کرے صلی اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا دزد سے وغیرہ کے اور بھی جائز ہے یہاں سے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا یا پانی کسینے نقطہ پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو یا غسل کی اس اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم اسکو جائز ہے مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہے مینا بھی اسکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور اگر واسطے وضو کے ہو پیتا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رستی موجود نہ ہو تو بھی تیمم جائز ہے اس واسطے ان صورتوں میں تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے اور متحقق نہیں ہوئی صلی اگر نماز عید کی قضا ہو تو کا خوف ہو درست ہے کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی ہوگی تیمم سے بنا کر ناجائز ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نماز کو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کما دقطنی نے رجالہ کلمہ ثقات یعنی رجال ائمہ کے سب ثقہ ہیں اور جگر کیا تمنا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب میں اور روایت عمرو بن العاص سے ایسی ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنب کو تیمم جائز ہے جیسا کہ آگے آویجا صلی جب کہ پانی پر قادر نہوں یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی ہو تو اگر جنب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو واجب ہوگا تو تیمم واسطے جنابت کے ہو یا لاتفاق اور جب کہ وضو کی واسطے اتنا پانی ہو کہ بعض اعضا دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو وہ میں بھی جنابت پر ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے نزدیک بعض کو دھو کر اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نپا دین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل سے برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں صلی اور میل تیسر حصہ فرسخ کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار پانسو گز کا ہوتا ہے چار ہزار گز تک کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے تو وہ آیا عصر کا مگر بد نعم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا مونہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور غاڑ پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے مدینہ کو اور آفتاب بلند تھا سوڑ کوٹا مایا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہے اور مرد ایک میل پر جو مدیہ طیبہ سے صلی یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہووے تو تیمم جائز ہے یا ایک میل جانب غیر توجہ میں ہووے کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا اور پہلی صورت کے موافق جائز ہووے گا اور مختار قول اول ہے صلی وہ یہاں تک قدرت پانی کے استعمال کی نہیں یا قدرت ہی لیکن خوف زیادتی مرصن کا ہے اسکو تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہووے گا کہ خوف تلف عضو کا ہووے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو ان کثرت من ضلی الایس یعنی اگر ہو تم میں را اختیار سو تیمم کرو مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہے صلی اور اگر استعمال پانی کا سردی ضرر کرتا ہو یعنی بیمار ہوگا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دے گا تیمم جائز ہے اور جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے امام حنبلیہ کے نزدیک صاحبین کے نزدیک تیمم کرے صلی اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا دزد سے وغیرہ کے اور بھی جائز ہے یہاں سے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا یا پانی کسینے نقطہ پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو یا غسل کی اس اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم اسکو جائز ہے مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہے مینا بھی اسکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور اگر واسطے وضو کے ہو پیتا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رستی موجود نہ ہو تو بھی تیمم جائز ہے اس واسطے ان صورتوں میں تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے اور متحقق نہیں ہوئی صلی اگر نماز عید کی قضا ہو تو کا خوف ہو درست ہے کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی ہوگی تیمم سے بنا کر ناجائز ہے

بکری

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی اور تیمم سے بنا کی سب کے نزدیک جائز ہو
اور اگر غائبانہ سے کی فوت ہونے کا خون تیمم جائز ہو ورنہ باوجود اسکے کہ صحیح اور تندرست ہو اور پانی موجود ہو صحت گزری
بائز میں ورنہ یعنی اس جنازے کا جو ولی ہو اسکو تیمم جائز نہیں اسوقت کہ لوگ اسکا خود انتظار کریں گے
اور اگر خون نہ ہو نماز بھی کسی ایک نماز کا یا پنج نمازوں میں سے ہو تو تیمم جائز نہیں اور دوبارہ ہاتھ بارنا تیمم
نہیں فرض ہے ایک تو واسطے مسح کرنے موندہ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونوں ہاتھوں کے مسح
یوں سکے ورنہ اور یہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد کے نزدیک ایک بار ہاتھوں کو طے اور
بے مسح موندہ ہاتھ کا ہتیلیوں تک کرے قبل ہاتھ بندھنے کی ایک توحیدیت یا برضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری ہے
میں لیل حدیث عمار بن یاسر کی ہے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سوا ہاتھیلیوں اپنی کمر پر مٹی کے
بجھاڑا مٹی سے کچھ مسح کیا موندہ اپنے کا ایک بار پھر ہاتھیلیوں اپنی کمر پر مسح کیا ہاتھوں اپنے کو روایت کیا
لو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی دلیل حدیث ابی ہریرہ کی جو اوپر ہے اسے ابن ابی کثیر نے گزری اور سند اسکی ضعیف ہے
اور چونکہ دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گذشتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
یا پیشاب سے نکلے تھے تو سلام کیا اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو توبہ جواب دیا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یمان تک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ چھپ جائے کسی گناہ میں توبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دیا کہ
اور مسح کیا اونسے اپنے موندہ پر پھر بار دوسری بار مسح کیا ہاتھوں اپنے کو مینوں تک پھر جواب دیا سلام کا اس شخص کو
اور فرمایا کہ جو سلام مینے سے نہ وضو ہوتا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن جریر طبری نے اور روایت کیا اسکا
حدیث کو طبری نے مختلف الفاظ سے اور حاصل اسکی یہ ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی محمد بن ثابت ہے اور اسکی ابو داؤد
قال ابو داؤد سمعت احمدا بن حنبل یقول روئی محمد بن ثابت حدیثا مشکوٰۃ ابی یوسف
قال ابن کثیر قال ابو داؤد ولم یتاخر محمد بن ثابت فی هذه القصة علی غیر یحییٰ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ فاعل بن عمر یعنی کہا ابو داؤد کہ سنا مینے امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ
روایت کی محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکرہ تیمم میں کہا ابن واسطہ نے کہا ابو داؤد کہ نہیں ثابت کیا باوجود محمد بن ثابت
بج اسکا اوپر دوبارہ ہاتھ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد کہ سنا مینے امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ
ابن عمر رضی اللہ عنہ کا سو تو قاضی جامع اور پانچوں دلیل حدیث اسامہ کی اور اس میں ہے کہ دیکھا یا مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کیا بار
مارنا واسطے موندہ کے اور دوسری بار مارنا واسطے دونوں ہاتھوں کہ مینوں تک روایت کیا اسکی حدیث کو طبری نے اور بھی
اخراج کیا اسکا ابن مردودہ غیر مینے اور سند میں اسکی ربع بن بدیع ضعیف ہے لیکن وہ مختصر ہے حدیث عمار کی اور چھٹی دلیل حدیث
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دوبارہ ہاتھ مارنا ایک بار واسطے موندہ کے اور ایک بار واسطے
دونوں ہاتھوں کہ مینوں تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اور اسناد میں اسکی حدیث بن حریث ہے کہ ابو ہریرہ
نے کہ منکرہ حدیث پر ساتوں دلیل ہے جو روایت کی حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

محمد بن ثابت

جیسا کہ غایبہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسناد میں اس کی علی بن خلیان ہی ضعیف کیا اسکا بن سعید اور قطان نے اور کہا حاکم نے کہ وہ صدوق ہے اور روایت کی گئی ہے یہ حدیث طریق سلیمان بن داؤد سے اور وہ متروک ہے انھوں نے دلیل دے کر جو روایت کی وہ تثنیٰ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ تیمم کیا ہے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو مارا ہے دونوں ہاتھوں اپنے کو مٹی پاک پر پھر چھڑا رہے ہاتھوں کو مسح کیا ہے اس کو منہ اپنے کو پھر مارا ہے دوسری بار مسح کیا کہ مینوں سے ہتھیلیوں تک اسناد میں اس کی سلیمان بن داؤد متروک ہے نوین دلیل حدیث ابی امامہ کی ہے روایت کیا اسکو طبرانی نے اور اسناد اس کی ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کے لیے کہ کافی تھا تجاویہ اور مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر چھوٹا اسکا اور مسح کیا اس سے منہ اور دونوں کف اپنے کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کے لئے **لَا تُجَاهِدُ وَلَا تَكْفُكُنِ** یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارا ہوا ہے اس سے منہ اور کفین کے روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو امام احمد اور صحیحین میں بھی اس قسم کی حدیث ہے اور صحیح کیا اکثر محدثین نے اور اسی طرف گئے ہیں امام مالک رحمہ اللہ جیسا کہ امامی شرح مؤطا میں اور بعض تفاسیر میں اور یہ قول مخالف ہے قول امام مالک کے مؤطا بنی میں قال یحییٰ سئل مالا کف کیف التیمم و آتین یبلغنہ فقال یضرب ضرباً لوجہہ و ضرباً لیدائیہ و یتمسح بہما بالارض فکفین یعنی کہ پوچھے گئے مالک حمہ اللہ علیہ فیہ تیمم سے اور کہاں تک پہنچا دے اسکا کہا کہ اسے ایک بار اس سے منہ اپنے کے اور ایک بار اس سے دونوں ہاتھوں اپنے کے اور مسح کرے دونوں ہاتھوں کا کہ مینوں تک لیکن جواب اسکا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ بیان سنت کلمہ ہے اور فرض افتنے نزدیک ایک بار ہاتھ مارا ہے پھر چھڑا ہے کہ تیمم مع کہ مینوں کے ہووے جیسا کہ اکثر احادیث میں جو اوپر گذرے موجود ہے اور زہری کے نزدیک منوٹر ہون اور بغلوں تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہے اور سہل بن ہشام صر اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہیں لیکن استیعاب شرط ہے بیان تک کہ اگر کچھ تشویش اسباقی رہے گا کہ اوپر ہاتھ نہ پھر جائے تیمم جائز نہ ہو گا کیونکہ تیمم قائم مقام ہے وضو کا ہو و تیمم کا بھی ہو گا اصل اور اچھا طریق مسح کا سطح پر ہے کہ چھٹکایا کی طرف سے تین انگلیاں ہیں ہاتھ کی لیکے مع ہتھیلی کے اوپر ظاہر ہے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کہ مینوں تک پہنچے بعد اس کے انگلی شہادت اور انگوٹھے سے باطن ہاتھ کا مسح کرے انگلیوں کے سروں تک اور اسی طرح پھر بائیں ہاتھ کو مسح کرے بعد اس کے اگر انگلیوں کے اندر غبار نہ ہو تو خال کرنا واجب ہے تو اب تیسری بار ہاتھ مارا پڑ گیا واسطے خال کے طریق کے نزدیک جائز ہے تیمم اس چیز سے کہ جو جنس میں سے اور پاک ہو کہ جسے خاک اور رگ اور پتھر اور سرمہ اور تہال وغیرہ بڑھیں کی قسم سے ہیں اگرچہ بغیر غبار کے ہوں اور چاندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہیں مگر جب گرد آلود ہوں اور اس طرح کہ ہوں اور جو سے بھی جائز نہیں مگر یہ گرد آلود ہوں اور اس جگہ جہاں نجاست پڑی تھی اور وہ خشاک گئی تیمم جائز نہیں اور نماز جائز ہے و قالنا سو اسطے جائز ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **ذُکُوْا لَا دُخْیَ یُغِیْثُ** یعنی زکوٰۃ زمین کی خشاک ہونا ہے اسکا اور یہ حدیث پہچانی نہیں گئی اور تیمم سو اسطے جائز نہیں کہ قرآن شریف میں طیب کی بھی قید ہے اور خبر واحد قابل نص قطع کے نہ ہوگی اور صحیح جہت پڑنا ہے اس حدیث جیسا کہ بعض محققین نے عن حسن بن علی بن عبد اللہ قال کان ابی الکلا حب یقول قال تقبل وکذب فی المسجد فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما یوشق اشک یا مریض ذلک

ابن خلیان

ابن داؤد

زہری سے روایت
ابن شہاب زہری سے روایت
منہ ہر خط
سہل کا ابن طاہر
فتنی سے لا اصل نہ
فی الرفع یعنی نہیں
ہل اسکی اور قیام
منہ ہر خط
سہل سے روایت
قاضی شہاب الدین سے
ابن داؤد سے

جواب

اوسکے لیے جائز ہو جاوے گا اور اگر کافر نے نہ نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک دست نہیں اور سہی طرح اگر ساتھ نیت کی بھی کیا تب بھی خلاف ہو اور تیمم درست ہے نماز کے وقت میں اور وقت سے پیشتر بھی درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہیں وقت دلیل ہماری یہ ہے کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹھہر اوضو کا تو قبل وقت کے بھی جائز ہوگا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ صعبہ طیب پاک کرنے والی ہے اسے مسلمان کے اور اگر چہ نہ پائے پانی دین کا اوسکے اور پردالالت کرتا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اگر دو پھونک میں پانی بھرا ہے اور انہیں ایک کا پانی پاک و دوسرے کا ناپاک ہے اور صلی نہیں جاتا کہ جس کون ہے اور پاک کون ہے تو اس صورت میں ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کرنے اگر ایک شخص نے پانی اپنے ساتھی سے مانگا اور اوس نے نہ یا تیمم اوسکو جائز ہے اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہے نماز کو پھر پڑھا اور تیمم اوسکا ٹوٹ جاوے گا اور اگر چہ وقت نماز کا باقی ہو اور نہ عیسیٰ اور طاؤس اور یحیٰ بن سیرین اور زہری کا یہ ہے کہ نماز کا پھر ٹوٹنا واجب ہے اگر وقت باقی ہے دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ دو شخص مکہ سفین میں اور وقت نماز کا اور پانی ان کے پاس تھا تو تیمم کیا صعبہ طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اون دونوں نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اون کے نماز پھر پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور انے دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر میں اور دونوں نے یہ بات عرض کی صعبہ طیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جیسے پھر نماز نہیں لٹائی تھی کہ ہو چکا تو سنت کو اور جس نے پھر پڑھی تو اوس کا کہ تجھے دوبارہ اجر ہے خراج کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور حاکم اور دارمی نے صحیح اور اگر اوس نے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور تیمم نماز پڑھی امام غفرلہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبین کے نزدیک نہیں درست ہوئی اور ہاتھ میں ایسا ہی ہے اور بسوٹ میں ہے کہ اگر اوس نے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہ ہوگی اور بھی بسوٹ میں ایک جاگے کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے مگر قول حسن بن زیاد پر نہ مانگے کہ مانگنا ذلت کی بات ہے اور اس میں حرج ہے اور تیمم اسے دفع حرج کے ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ پانی وضو کا اگر خرچ کیا جائے اور جو چیز کے احتیاج کی ہے اوسکے مانگنے میں کچھ ذلت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت حاجتین اپنی غیرت مانگی ہیں اور زیادات میں لکھا ہے کہ ایک شخص سفر تیمم سے نماز پڑھ رہا ہے اور دیکھا اوس نے کہ ایک شخص کے پاس بہت سا پانی ہے اور اوسکو گمان غالب ہوا کہ نہ گناہ یا شک ہو نماز پڑھ لے کیونکہ اور نہ توڑے اور جب کہ یا ہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے نماز پڑھنا اوسکو تیمم سے درست نہیں اور اگر نماز کے اندر گمان غالب یہ ہو کہ دیکھا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی زیادات میں ہے کہ اگر بعد فراغ ہونے کے نماز سے پانی اوس کا مانگا اوس نے دیدیا نماز پھر پڑھے اور یا قیمت و ستور کے موافق مانگے اور اوسکا واسطہ قدرت ہے پانی لے کر اور نماز پھر دوسرے کو اور اگر اوس نے نہ نکار کیا نماز اوسکی ہو گئی اور بعد انکار کے پھر اگر دیدیا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن تیمم ٹوٹ جاوے گا اور اگر اوس نے نماز میں پانی دیکھا اور گمان کیا کہ نہ گناہ یا شک کیا اور توڑ دیا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل ہو گیا اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہے اور اگر گمان غالب ہے کہ دیکھا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز باطل ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی اور ایک تیمم سے فرض و نفل چاہئے پڑھے یعنی ایک تیمم سے چاہئے دو نماز میں یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت میں یا کئی وقتوں میں اور جتنے چاہئے نفل پڑھے خواہ وہ نفل اوس فرض کی تبعیت میں ہو یا نہ ہو امام شافعی

امام حنفی ہر مسئلہ میں زیادات امام حنفی حسن شیبانی کتاب فقہین ہر مسئلہ میں

اولیٰ

رہے اس علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازین پڑھنا جائز نہیں اور اسی طرح نفل بھی اگر جو فرض کی تہیت میں ہو مکمل ہماری
یہ حدیث ہرگز زمین پاک کرنے والی ہے مسلمان کی اگرچہ نپاٹے پانی دس برس روایت کیا اسکو بہت ائمہ حدیث جیسا کہ اوپر گزرا
اور امام شافعی دلیل کرتے ہیں قول ابن عباس رضی اللہ عنہ من الشبهة ان لا یصل بالکثیر اکثر من صلوة واحدة
یعنی سنت یہ بات ہرگز پڑھی جائے ساتھ تیمم کے کثرا یک نماز سے آخری جملہ الذاد قطعی والبیہ قطعی رافعی نے کہا ہرگز سنت
جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی قوم و مانتہ حدیث مرفوعہ کے ہوا ایسا ہی ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ
نے مختلف میں اور مروی ہے مروی عن منی اللہ عنہ کہ وہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی فتویٰ دیتے تھے قنادہ روایت کیا
اسکو اور قسطنطینی نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور جو اسکا یہ ہوا کہ ابن
کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ ابن عباس میں کہا ابن ابی نعیم نے روایت کیا ہے ابو یحییٰ نے حسن بن علی سے اور وہ دونوں ہرگز کہ ابن
کہا کہ حسن بہت ضعیف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں مجاہد بن ارطاة ہرگز کیا اسکو عبدالرحمن بن ہدیٰ اور یحییٰ بن سعید
قطان نے اور کہا احمد اور قسطنطینی نے کہ محبت نہیں پکری جاو گی اوس کا کہ یحییٰ بن یحییٰ اور نسائی نے کہ وہ قوی نہیں اور شریعت میں
رضی اللہ عنہ کا اوس میں انقطاع ہے اور اثر ابن عمر کا اسناد میں اوس کے عامر حول بن ضعیف کیا اسکو احمد وغیرہ نے اور توثیق کی اوسکی
ابو حاتم نے اور مسلم نے پھر بھی معارض حدیث مرفوعہ کا نہیں ہو سکتا ہرگز اگر کوئی بعض الکتاب اور بھی اسکا عمل استجاب
پر کر سکتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت ہے یعنی وجہ نہیں سبب ہے علاوہ اسکے کہ امام ابی الدین فرمودہ ہے
شافعی نے سفر السعادت میں ولم یحدث فی حدیثہ شیء الا انہ یکتب لکل فی نسیبہ تیکمما جدیداً ابل امس یہ
مطلقاً اقامہ مقام القیض یعنی نہیں پایا منہ کسی حدیث میں کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے بلکہ
کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تیمم کا مطلقاً اور قائم کیا اسکو مقام وضو کے امتی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے حواشی وغیرہ نے
ابراہیم سے ایسا ہی اور یہی قول حسن اور عطاء کا صل جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہے تیمم کو بھی توڑتی ہے اور پانی پانا اتنا کہ اوسکی طہارت کہ
کافی ہو تیمم کو توڑتا ہو تو اگر وہ شخص نے موافق وضو کے پانی پایا اور وضو کیا اور پھر باقی نماز تو پہلا تیمم اوسکا ٹوٹ گیا اب بے ہوا
تیمم کرے اور جبے اگر تمام بدن کو دھویا مگر ٹوٹ گیا اوسکی باقی رہی اور پانی ہو چکا بعد اسکے حدیث ہو گیا اور دونوں حدیث کے
لیکھ تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضو اور مٹیہ دونوں کے دھو کو کفایت کرتا ہے تیمم دونوں حدیثوں کا باطل ہو گیا اور اگر اتنا ہو کہ
نہ وضو کو کفایت کرتا ہے نہ مٹیہ دھو تو تیمم دونوں حدیثوں کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہے غسل کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا
اور وضو کے حق میں باقی ہے یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہے مٹیہ دھو تو کفایت نہیں کرتا ہے وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے
حق میں باقی ہے اور اگر اتنا پانی ہو کہ اوس فقط وضو ہو سکتا ہے یا فقط مٹیہ دھو نا دونوں نہیں ہو سکتے تو پہلے مٹیہ دھو دھو دھو اوس
غسل میں باقی رہی تھی اب جو تیمم واسطے حدیث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف
کے نزدیک ہی تیمم کافی ہے اور اگر اسنے پہلے تیمم کر لیا حدیث کا اور بعد اوسکے مٹیہ دھو یا آئین بھی دونا بتین میں ایک روایت میں
پھر تیمم کرے اور دوسری روایت میں وہ تیمم کافی ہو جاوے گا اور اگر اسنے اوس پانی سے مٹیہ کو نہ دھو یا مٹیہ پہلے وضو کیا جابت کے حق میں
اوسکا تیمم ٹوٹ گیا دونوں روایتوں میں اب پھر تیمم کرے اور اگر اسنے پہلے تیمم کر کے تھاکے واسطے جابت کے اور اسنے حدیث اور پھر پانی

سنن ابی داؤد

مسند احمد

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنیفہ

اگر اتنا پایا کہ دونوں کے لیے کافی ہو ورنہ تیس ٹوٹ جاوے گا اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں کوئی تیمم تو ٹوٹ جائے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہو پہلے جنابت کو رفع کرے اور باقی سب سے پہلے تین میں اور دہی حکم میں جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلیٰ نے تیمم سے پہلے جنابت کیا اور پھر اسکو حدیث ہو اور بھی تیمم حدیث کا تین کیا ہو اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہو جنابت کا تیمم ٹوٹ گیا اور غسل و وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہو کہ کسی کے واسطے کافی نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدیث کے واسطے تیمم کرے اور تیمم یہ بات ہو کہ اس پانی سے جتنی مٹی چھوئی ہو جو وضو کا جنابت کے تیمم کے واسطے کافی ہے اس مقام پر لکھا کہ یہ پاک پانی کا نہ مانع کرنا ہے جناب کا یہ ہو کہ ضائع کرنا نہیں ہو کہ وہ اگر شاید آگے جا کے اس سے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ بقیہ مٹی کو کفایت کرتا ہو تو جنابت اوسکی اور اوجائیگی تو اگر پہلے پانی سے مٹی نہ چھو لیتا تو یہ پانی کفایت نہیں کرتا فداً مکمل فیہ ص اور اگر اتنا پانی پایا کہ مٹی کے واسطے کافی ہو تو اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاوے گا اور حدیث کے واسطے تیمم کرے اور اگر مٹی کو کافی نہیں وضو کو کافی ہو وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہو تو جنابت میں سے جو باقی ہو اوسکو دھو دے اور حدیث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائے ہو اور تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اوستے موافق اوس جگہ کے دھوئے کہ پایا لیکن پہلے اوستے حدیث کا تیمم کیا بعد اوسکے مٹی دھوئی اب پھر تیمم حدیث کا کرے یا کرے آمین و درویشین میں زیادت کی روایت میں پھر تیمم حدیث کا کرے اور اصل کی روایت میں پھر کرے اور اگر اوسکے بدن یا کپڑے پر ایک درم سے نجاست نیا ہو تو پہلے نجاست کو دھوے اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً کہ یہ کہ ای جماعت تیمم کرنے والی پانی تمہارے واسطے مباح ہے جو نہا شخص تم میں سے چاہے اس وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے وضو کے موافق ہو سب کا تیمم باطل ہو جائیگا تو اس صورت میں جب ایک شخص اوس سے وضو کر لے گا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کریں گے کیونکہ ہر شخص کو اکیلے اکیلے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی سینے سے سب کو دیا اور انھوں نے لے لیا تو کسی کا تیمم ناجائز ہو گا کیونکہ اس پانی میں سب کا تیمم ہو اور اتنا پانی نہیں جو سب وضو کریں تو گویا کسی نے پانی موافق اپنی طہارت کے نہ پایا پھر اگر وہ سب مل کے سارا پانی ایک شخص کو دیدیں امام و فقہ کے نزدیک تیمم اوسکا باطل ہو گا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جائیگا اور تفصیل اصل کتاب میں ہے اگر تیمم کرنے والا مرد یعنی کا فر ہو جائے عاذا اللہ تعالیٰ اوسکا تیمم ٹوٹ جائے گا اگرچہ سلام لائے اور تیمم اوسکا باقی ہو اوس تیمم سے نماز درست ہے اگر کسی شخص کو سید پانی ملنے کی ہوسے وہ اسکو نماز کا اخیر کرنا اور جب اول وقت میں اوستے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور وقت باقی ہو پھر نماز کا اعادہ کرے اور اگر گمان ہو کہ پانی بیان سے ایک غلو ہو چکا ہو پھر پانی کا واجب ہو جائیگا اور غلو میں سے قدم چار سو قدم تک کا ہوتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلاً جائز ہو جائیگا کہ جائز ہو اور صاحب محیط نے اوسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے سبب میں پانی ہو وہ بھول جائے اور تیمم سے نماز پڑھ لے پھر پانی پاوے اگرچہ وقت موجود ہو نماز پھر پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور اختلاف اوس حدیث میں ہے کہ پانی کو خود یا غیر نے اوسکے حکم سے رکھا ہو اوسکو غیر نے بغیر حکم اوسکے کے رکھا ہو بعضوں نے کہا تیمم اوسکو سب کے نزدیک جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے علیہ میں اور اگر وضو کا مانع بندوں کی طرف سے ہوے تیمم جائز ہے ایسے مسلمان کا قرون قبضے میں ہوں اور وہ وضو سے منع کریں یا قید میں ہوں اور اگر کسی شخص نے مصلیٰ سے کہا کہ اگر

اور مسجوزے کے مسح کرنا واسطے اور اسے فرض سمجھ کر اور شیخیہ موزے کے واسطے اور اسے سنت سمجھ کر اور جو حدیث اس باب میں غیر روایت ہے
 رضی اللہ عنہ سے وارد ہو کر وہ کیا حدیث ہے صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ تبوک میں مسح کیا آپ اور پیو کے اور شیخیہ موزے کے
 روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معاول ہر اور اتصال ہو سکتی سند کا غیر تک
 ثابت نہیں ہے اگر ترمذی کو چھپا مینے بخاری اور بوزرعہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور ابو داؤد
 کی اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض طریقین میں امام احمد اور ابو داؤد کی ظاہر ہے کہ واقعہ یہ یعنی مسح کیا اور پھر موزوں کے
 مسح اور موزہ اسے کہتے ہیں جو ٹخنے کو چھپا دے اور پیر کی جو چھپوٹی اونگھیاں ہیں اوہیں سے اگر تین اونگھیاں کے برابر پیر
 ظاہر ہوگا مسح درست نہیں اور اگر اس کم ہو درست ہے اور اگر موزہ ڈھلیا ہو کہ اوپر سے دھکنے میں پاؤں دکھائی دیتا ہو مسح
 اوپر جائز ہے اور جرموق پر مسح جائز ہے اور جرموق اسے کہتے ہیں جو موزے کے اوپر پہنے جاتے ہیں واسطے حفاظت موزے کے
 کیچڑ اور نجاست وغیرہا سے تو اگر چہ اسے کہیں یا ماند اسکا اوپر مسح جائز ہے اگر چہ فقط جرموق ہوں اور موزہ اس کے نیچے ہو
 اور اگر چہ اسے کہیں یا ماند اسکا تو اگر تین تین اکیلے بغیر موزوں کے پہنا ہو مسح جائز نہیں اور اس طرح اگر موزے بھی ہو سکتے نیچے
 ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری اسکی موزے کو پہنچ جاتی ہو تو مسح جائز ہے تو اگر جرموق چہرے کے ہیں یا ماند اسکا اور
 موزہ اوپر مسح کے بعد حدیث کے انکو موزے پر پہنا مسح اوپر درست نہیں ہے پر کرے اور اگر قبل حدیث کے انکو پہنا اور مسح کیا اوپر جرموق
 کو اٹھا لیا اور موزوں کو نہ اٹھا لیا موزوں پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دوتہ کے موزے پر اگر مسح کیا لی اسکا ایک تہ کو اٹھا لیا دوسری تہ
 پر مسح کرنا واجب نہیں ہے اور اگر ایک پیر کے جرموق کہ اٹھا لیا اسکا موزے پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح کرے
 اور امام ابی یوسف سے مروی ہے کہ دوسرا جرموق بھی اٹھا لے اور مسح کرے دونوں پیر کے موزوں پر مسح جرموق پر
 اس واسطے درست ہے روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے
 غائب اور جرموق پر مسح درست ہے اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تھم سکے اور نیچے اس کے چمڑا لگا ہو یا تمام
 چمڑے کا ہو تو اگر بغیر باندھنے تھم سکتے ہیں لیکن چمڑا اوہیں نہیں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اوپر درست نہیں ہے اور حاکم
 کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب نے جو کہ کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے رحمہم اللہ
 فواجوب اسکو کہتے ہیں کہ موزے پر اسب حفاظت سردی کے پہنا جاتا ہو یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 جو رب پر مسح درست نہیں اور روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بغیر دین شعبہ سے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جو ربوں پر اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جو رب پر مسح جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت کی
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ناظر اسکا اور ابو داؤد نے بھی اور حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جو ربوں پر ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی عیسیٰ بن یسے سنان کے ہیں ضعیف کیا انکو احمد اور ابن ماجہ اور
 ابو زرعہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابو داؤد میں ہو کہ مسح کیا جو ربین پر حضرت علی و ابن مسعود اور براہین عازب اور الش بن ابی
 اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم جمعین وغیرہم نے اور روایت کی گئی ہے حضرت عمر اور ابن عباس
 رضی اللہ عنہما سے بھی مسح اور موزہ اسوقت درست ہے کہ بعد پہننے کے وقت حدیث کے طہارت تمام ہو تو اگر اسے

اولا
حدیث معاول

عیسیٰ بن سنان

اس وقت کہ جس سے عذیب کے ہر ذریعہ مذکور ہو چکا تو مسیح بھی جائز ہو گا۔ خاص اگر انسان پہلی کھٹے ہون اور اس کے
دھونے سے عاجز ہو جائے یا نا اسیہ ازہم تو اگر وہاں سے کہ تو اسی جگہ کا مسیح کر لیا اور مسیح سے بھی چیز جو دوتا چھوڑ دے
اور اگر وہ اسکے دھونے سے لاپرواہ کی حد تک بن عباس بھی اسے عذیب کی چیز اور پر گزری خاص اور اگر ہاتھ اسکے پیٹھ میں
کو خود وقت و نہیں کر سکا دوسرے سے کرے تو اگر دوسرے سے اسے لکرایا اور تم کو کر لیا جائز ہو رہا جنہیں کہ نزدیک سے نہیں لگا
اوسے پر کی ہائی کی جگہ پر نہ الی لکائی ہی پائی کو دوا پر گذر دیا اور اگر پائی بہایا اور پھر وہ اگر ٹپٹی اگر تہہ سستی سے گری ہو اس
مقام کو پھر دھونے اور اگر تہہ سستی سے نہیں کری تو تو نہ دھو دوا اور اگر کسی شخص نے فسدلی اور گدی رکھ لے اسکے اوپر ٹپٹی یا
بیش نہ کوئی نہ نزدیک ہی پر مسیح درست نہیں بلکہ گدی پر کرے اور بعضوں کے نزدیک اگر ٹپٹی ایسی ہی ہو کہ بغیر دوسرے کے اپنے ہاتھ سے
تو مسیح اور سچ جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک کہ سر شخص باندھے تو ٹپٹی پر مسیح جائز ہو گا اس واسطے کہ مسیح نہ
عذر کے ہو و جب ٹپٹی آپ کھولے ہو اور آپ باندھ سکتا ہو تو ٹپٹی اوتارنے میں عذر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اور میں
مندہ پایا جاوے گا تو مسیح بھی درست ہو و لکھا خاص اور بعضوں کے نزدیک اگر ٹپٹی کھولنے سے اور اسکے نیچے مسیح کر لے سے خارج ہو و
زخم کو کو پھر سر پر مسیح ٹپٹی پر جائز ہو اور اگر ضرر نہیں تو ٹپٹی پر مسیح درست نہیں و اور یہی قول سخت ساری خاص اگر
کھولنا ٹپٹی کا ضرر نہیں کرتا لیکن مقام جہت سے اقرار حاضر کرتا ہو کھولے اور اسکے نیچے کو مقام جہت تک کہ دوا اور پھر
باندھ لیا دوتا مقام جہت کا مسیح کرے اور اکثر مشائخ اس پر کہ ٹپٹی پر مسیح درست ہو اور گردن دگر دہی کے اگر بدن کھلا ہو
مسیح اور سچ درست ہو کیونکہ دھونے میں خوف اس بات کا ہو کہ ٹپٹی تر ہو اور تری اور کی زخم تک پونچھے و اور ٹپٹی کی گدی پر جا
جاتی ہو و اسکو عصاب بھی کہتے ہیں و تمام ٹپٹی اور عصب کا مسیح کرنا چاہیے جس کی روایت میں امام ابو سینہ رحمہ اللہ سے
اور یہی مذکور ہے اسرار میں اور بعضوں کے نزدیک اگر ٹپٹی اور عصب مانے کا اکثر مسیح کر لیا تو بھی درست ہو اور اگر ٹپٹی اور عصب پر مسیح کر لیا
اور پھر اوکو اوتار دوا اور پھر باندھ لیا مسیح پھر کرے اور اگر مسیح نہ کر لیا تو بھی درست ہو اور اگر دوسری جگہ دوسری ٹپٹی یا عصاب باندھے
بستر ہو کہ پھر مسیح کرے اور اگر نہ لگا تو بھی درست ہو اور تین بار مسیح کرنا بھی یا عمل نہ لگا پھر ضرر نہیں بلکہ ایک بار کافی ہو و ٹپٹی کے
مسیح کیونکہ کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسیح موزے کے واسطے ہو تو اگر ٹپٹی گر ٹپٹی لیکن اچھے ہونے سے گری ہو اس جگہ کا دھونا اور
بہ خاص کر کے اور اگر بے اچھے ہو گری تو مسیح باطل ہو و لکھا بخلاف مسیح سوچ کے کہ اگر ایک سوچ کا قرار لیا تو دو یون ہر کا دھونا واجب ہو

باب جنس کے بیان میں

تین خون خاص ہیں عورتوں کے ساتھ جنس اور ستمی خاقدہ و نفاس اور جنس لوس خون کو کہتے ہیں جسکو رحم عورت بالغہ کا تھا
ہو اور عورت بالغہ نہیں میں ہوتی ہے نہ کسی عورت اور سن نامیدی کو بھی نہ پونچھی ہو و تو جن خون رحم سے نکلے گا جن میں نہیں اور
اسی طرح جن خون نورس کے قبل آوے گا اور ایسا ہی جو بیامنی آوے گا اور جن خون ہمیشہ جاری ہو بعض خون میں ہو و لکھا اور بعض بیامنی
اور جن خون بعد جفتے کے عورت کو آتا ہو اسکو نفاس کہتے ہیں وہ بھی جنس میں داخل نہیں اور بھی ہو کہ جنس بعد اس پاس کہ نہیں
ہو و اس کا معنی نامیدی کے ہیں تو گویا اوس جنس کا نامیدی ہو جاتی ہو و اس میں اس جنس کے نزدیک ساٹھ برس ہیں
اور جنس کے نزدیک پچیس برس اور یہی جو نزدیک یا مشائخ بخارا اور خوزم نے و ناماء اور خاوند ہم نام شہر کے ہیں

صل تو جو خون عورت بعد اس من کے دیکھے وہ ظاہر مذہب میں جین نہیں ہوتا چلیبہ شامیہ شرح وقایہ میں ہے کہ قنوی
ہمارے زمانے میں اوپر اسکے ہر بعد پچاس برس گجین تہیں اور یہی قول ہے حضرت عائشہؓ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا صل
اور قنوی اس پر ہے کہ جب خون سیاہ یا خوب سرخ دیکھے تو حیض ہے اور جس رات کو حیض نہ آتا ہو تو اسکی عدت طلاق اور فسق نکاح میں
آراد کے اور ڈیڑھ مہینا لونڈی کا ہے پھر قبیل تمام ہونے اس عدت کے اس عورت کے صل یعنی جو حیض سے ناامید
ہوئی اور نہ ایاس کو پہونچی ہو صل ایسا خون دیکھا عدت مہینوں باطل ہو جاوے گی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا خون
دیکھا تو عدت باطل نہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خالی ہو تو وہ حیض نہیں اتنا ضعیف ہے صل اتنا ضعیف کا لگے بیان آوے گا صل اور
کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن ہیں اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر مدت
دن کا ہے اور نزدیک امام شافعی کے کم مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ دن صل حدیث میں ہے کہ کم مدت
حیض کی واسطے عورت کے بارہ ہوا شب تین دن اور تین رات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ اتنا ضعیف ہے رات کیا اوکو
داؤقطنی نے ابی امامہ سے کہا داؤقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبدالملک اسناد میں اسکی مجھول ہے اور علامہ ابن کثیر ضعیف ہے اور روایت
اسکی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہیں اور جب زیادہ ہو اس
تو وہ اتنا ضعیف ہے اور ابی جہر کے ضعیف کیا اوکو اور حدیث مشہور ہے خلد بن ابی یوسف سے اور روایت ہے یوسف بن ابی العزیز
کہ ابن عدی حسن بن ہینار میں کہ نہیں دیکھا میں نے اوکو شریک نجات میں بلکہ حدیث اسکی قریب ضعیف ہے اور روایت کی داؤقطنی نے
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن ہے اور روایت ہے ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں کہ عورت حائض ہونے
دن تک اور جو زیادہ ہو وہ اتنا ضعیف ہے اور روایت ہے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ہوتی ہے عورت مستحاضہ لیکن
اور نہ دو دن میں یہاں تک کہ پہونچے دس دن کہ سو وہ مستحاضہ ہے اور روایت کی عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے
کہ عائشہ جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ بہتر نہ مستحاضہ کے غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان یہ صحابی ہیں اور روایت کی سعید
بن جبیر کہ کہ حیض تیرہ دن ہیں اور روایت کی مثل اسکے سفیان رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی داؤقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
بھی ائمہ بن اشعث سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہے اور اکثر مدت دس دن ہے اور ضعیف کیا اسکو کہ محمد
بن مہمال مجھول ہیں اور روایت کی ابن عباس کا علی بن سعاد بن جیل رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے حیض
تین دن اور نہ اوپر دس دن اور ضعیف کیا اسکو محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضح حدیث ہے اور روایت کیا اسکو عقیلی نے
معاذ رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن حسن صوفی سے کہ مجھول ہیں اور روایت کی ابن جوزی غلط تھا یہ میں خدری
رضی اللہ عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر اسکی دس دن اور کم مدت درمیان دو حیض ہیں پندرہ دن ہیں اور ضعیف کیا اسکو
سلیمان نخعی نے ابو داؤد اور وہ واضح ہے حدیث کا اور یہ حدیث حجت ہے یا امام شافعی پر جامع ترمذی میں ہے کہ اختلاف کیا اہل علم
نے مدت حیض میں بعضوں نے کہا ہے کہ کم مدت تین دن اور تین رات ہیں اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
اور اہل کوفہ کا اور اسی آقا کیا ہے ابن المبارک نے اور عطا جو تابعی ہیں امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہیں باقی کوئی حدیث صحیح
نہیں باب میں نہیں آئی صل اور شروع حیض کا جیسے ہوتا ہے کہ خون فرج خارج تاک آجائے تو اگر کسی عورت نے فرج داخل میں کرسف کھا

2/19/20

حسن بن ابراهيم
علاء الدين شير

[illegible]

میلان بخاری

فکر سرف اور سکو کہتے ہیں جو عورتیں مقام حیض میں اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا لپیٹتی ہیں ص اور خون اور سکی جہت سے بندھ جاتا ہے یعنی فرج خارج تک نہیں پہنچتا اور جس شخص متعلق ہوگا اور نماز کو نہ توڑے گا تو کر سرف کہتے وقت حیض میں بہت متعلق ہوگا کہ خون فرج خارج سے کر سرف تک آجائے تو اگر فرج داخل کا کر سرف سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہوا جس میں متعلق ہوگا اگر کرب کر سرف اوٹھا لیا جائے تو اوٹھانے کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہے خون استیاضہ و نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک نہیں پہنچتا کوئی آویگا تب تک اس کا متعلق ہوگا اور اگر مرد اپنی اہلیل میں یعنی سرخ ذکر میں رہتی رہی ہے حکم ہے اور قلعہ خارج میں داخل ہونے کا قاعدہ ایسا ہے کہتے ہیں ہمان تک کہ خستہ کیا جائے تو وہ سین اگر پیشاب آجائے گا نماز ٹوٹ جائے گی اگرچہ باہر نہ نکلے ص اور کہنا کر سرف کا کیا کو یا دم حیض میں مستحب ہے اور شیب کو ہر وقت اور مقام پر کہنے کر سرف کا مقام بکارت کا ہے اور فرج داخل میں رکھنا کہ وہ جو اگر کسی پاک عورت نے اول رات میں کر سرف رکھا اور صبح ہوئی اور سپر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہو گیا اور اگر عورت عارضہ نے کر سرف کیا اور صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت کا جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کر دینے کو کچھ میں واقع ہو بہت حیض میں اگر ہوگا تو حیض ہی اور جو رنگ کہ مدت حیض میں سوئے سفیدی خالص دیکھا سب حیض ہی وقت حیض سے پاک ہونے کو طہر ہوتے ہیں اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ روز ہیں اور زیادہ کی حد نہیں اور طہر متخلل کہتے ہیں اس پاک کو جو عورت و حیض کے بیچ میں دیکھتے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کے کئی رنگ میں سب چھ رنگ علما نے بیان کیے ہیں سرخ سبز سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہے کہ تیرہ میں سفیدی شامل ہوتی ہے اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو حاصل مسئلے کا یہ ہے کہ عورت عائشہ ان چھ رنگ میں سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہی کہ سفید جب ہو تو وہ حیض نہیں اور اب طہر متخلل کل بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اس کی چہ بیان نہیں کی جو قول مفتی ہے اور سکو ذکر دیا اور باقی مہلک کتب شرح عربی پر چھوڑا ص جو طہر کر پندرہ دن کم ہو جائے تو نوں کے بیچ میں تو اگر تین دن بھی کم تو یہ حسب نزدیک عرض ہے اور اگر تین دن پورے یا زیادہ ہیں تو امام ابی یوسف کے نزدیک امام عظم سے ایک آیت میں بھی حیض میں داخل ہے اور یوسف نے کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے کہ چونکہ آئین آسانی ہے فتویٰ پوچھنے والے اور فتویٰ دینے والے پر فہم ہے میں لکھا ہوا لآخذ بهذا القول ایسی معنی تسک کرنا ساتھ قول کے آسان ہے اور یہی ہے آخر قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب آئین اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی روایت امام صاحب سے ابویوسف کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ میں ان مذاہب کے خواص کا فقط قاعدہ ہے عوام کا کوئی فائدہ متصور نہیں اس واسطے ترک کیا ص رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب نزدیک حیض ہی اور اسی طرح اگر خوب زرد ہو تو تب بھی صحیح مذہب میں حیض ہے اور سبیری اور زندی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہمارے نزدیک حیض ہی وقت اور فرق ان دونوں میں بیان کر چکے اور بعض الامور کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں کہل انکی یہ ہے کہ روایت کی بوداؤد اور بخاری امام سے کہ کما انھوں ہم نہیں کہتے تھے تیرگی اور زردی کو بعد پاکی کے کچھ یعنی حیض میں داخل نہیں کرتے تھے اور روایت کیا اسکو ابن ابی نعیم بھی اور حضرت عائشہ بنت ابی بکر صیہ ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ماجہ میں اور ہلے میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سواک سفیدی کے سب کو حیض گردانا ہے اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے ص عورت عارضہ نے زبرد

اول

اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا رکھنے اور نماز کی قضا کرے **وقت** کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جب کہ حائض ہوئی ہو عورت نہ نماز پڑھتی ہو نہ روزہ رکھتی ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کی ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیا جاتے تھے ساتھ قضا کرنے روزے کے اور نہیں حکم کیا جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خواجہ کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم ہے اور یہ مذہب مخالف حدیث مشہورہ اور مردود ہے **صل** اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے ذمے سے ساقط ہو چکی اور اگر دس دن بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز اوسپر واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دنوں تک کہ تن پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریمہ ہو سکتی ہو نماز واجب ہوگی اور اگر اس تک وقت ہو واجب ہوگی اور اگر روزہ دار عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزہ میں ہو تو اگر روزہ فرض ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہو اگرچہ نفل ہو اور اگر حائضہ عورت رمضان میں ن کو پاک ہوئی اور کچھ بچھا یا وہ روزہ کوئی نہ ہوگا لیکن بچھا اوسکو واجب ہو اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل روزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو اور اگر دس دن سے کم ہیں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریمہ کر سکتی ہو تو کل روزہ واجب ہوگا اور اگر اس تک تو واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اسے غسل نہیں کیا روزہ اوسکا باطل ہوگا اور حائضہ کو درست نہیں کہ مسی بین آوے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **وقت** اسوسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہفتوں کہا کہ جب آئے ہم سیرت میں کہ نام ایک مقام کا ہے تو حائضہ ہوئی میں سو فرمایا بی بی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کرتے ہیں حاجی لوگ سوا اس بات کے کہ نہ طواف نہ خانہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہ ہوے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور سہی میں داخل ہونا اسواسطے منع ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے کو سیر لیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہوں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا بہرے ہاتھ میں تو نہیں ہے اور اسی واسطے کوئی چیز باہر لینا حائضہ کو مسیبت ہے اور ہاتھ سے میں ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں سہی کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ اور بخاری تاریخ میں اور طبرانی نے اوفعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد میں سکی قلت بن خلیفہ عامری کہ فی مجہول الحال ہے اور کہا ابن الرفعہ نے کہ وہ منسوخ ہے جواب سکایہ ہو کہ ابن الرفعہ کا قول صحیح نہیں مردود ہے اور کسی امام حدیث نے ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد نے کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خرمیہ نے اور حسن کہا اوسکو بخاری بن قسطلان رحمہ اللہ **صل** اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جاوے گی **وقت** یعنی وہ چیزیں کہ وقت احرام سے حرام ہو جاتی ہیں حال ہو جاوے گی **صل** اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہیں اور چھونے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کرے یا ان میں ران ملائے اور پسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کچھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی سب سے استمتاع اور فائدہ لینا درست ہے **وقت** کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہ انھوں نے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جبکہ اپنی عورت کیا درست ہے جس حالت میں وہ حائضہ ہووے سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بازو تو اوپر اڑا کر چھو چکو اختیار ہوا اس کے اوپر کا اور وہ جو بعضوں نے اس حدیث کو کہا ہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مرسل وقت

الکتاب

اور غلاف

اور غلاف اسے کہتے ہیں کہ جب ہو سکے تو اب جلد کا جھونکا کر بنیں لہذا چھوڑنا بھی اوسکا درست نہیں اور کھانا قرآن کا اگر
 چھوڑنا نہیں جاتا ہو لکھنے کو درست ہے نزدیک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہیں اور نہ طہارت
 کی استیفاء چھوڑنا مکروہ ہے اور اس روئے سیون کو جس پر آیت قرآنی لکھی ہو وہ چھوڑنے سے طہارت کی تکمیل میں ہون تو چھوڑنا تحصیل کا جائز ہے
 مگر وہ نہیں آدھو عورت کہ دس دن میں تین سے پاک ہو قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا درست ہے اور جو اس سے قبل میں پاک ہو
 قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا نہیں اور یہی نفاس کا حکم ہے یعنی اگر نفاس کی مدت پوری ہوئی یعنی چالیس روز کے بعد
 پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہے اور اگر کم میں اس پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہیں اور وجہ اسکی صاحب
 نے یوں لکھی ہے کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہے اور کبھی بند ہو جاتا ہے اور جب دس دن میں حیض سے فارغ ہوئی اور چالیس دن میں نفاس
 سے تو یہ کثرت ہے اس سے زیادہ حیض و نفاس نہیں ہو سکتا اور جو کم میں پاک ہوئی تو احتمال ہے کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے
 اور غسل کر لیا تو جانب التقاطع کو ترجیح ہو گئی واللہ اعلم بالصواب اور اگر دس دن میں پاک ہوئی اور اوسپر وقت موافق
 غسل اور تکبیر تحریمہ کے گزر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہے ورنہ کیونکہ نماز اوس وقت اوسپر فرض ہو گئی تو حکم
 گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی عادت سے کم تین دن سے زیادہ میں تو قربت اوسکی جائز نہیں جب تک کہ
 عادت کے موافق وقت گزر جائے اگرچہ دس سے غسل بھی کر لیا ہو کیونکہ عادت میں خوف ہر خون کے پھر آجائیکا تو احتیاط یہ نہیں ہو گا
 فی الہدایۃ ص اور اگر عورت حائضہ دس دن سے کم میں پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گزر گئے ہیں مگر عادت اسکی کم
 واجبے اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہ ہو جاوے ورنہ واجب ڈر ہو جاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت
 کے برابر ہو یا زیادہ عادت ہو جاوے یا وہ عورت بتدیہ ہو تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہے ورنہ عادت کو کہتے ہیں جو اولیٰ
 حائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہ ہوا ہو ص اور اگر تین دن سے کم میں پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور جب قضا ہونے کا
 غسل کرے اور پڑھ لیا اور ان سب رتوں میں اگر پھر دس دن کے اندر خون آگیا حکم طہارت کا باطل ہو گیا بتدیہ یا معاہدہ ہو اور اگر
 کوئی عورت دس دن یا زیادہ میں پاک ہوئی دس دن گزرنے سے حکم طہارت کا کیا جاوے گا اور غسل اوسپر واجب ہو گا اور جو معاہدہ
 کا ایک دن چھ دن چھٹی ہے اور دوسرے دن طہر جس دن خون نہ کھائے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے
 تو تیسرے دن پھر نماز ترک کرے اور جو چھ دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہیں اور اکثر مدت کہ
 حد نہیں ہے ورنہ ہمیشگی سے بھی ایسی ہی رہدیت ہو اور اکثر کا یہ حال ہے کہ کبھی برس و برس تک طہر رہتا ہے ص مگر معاہدہ کا
 موافق عادت طہر ہو گا اور اختلاف ہے طہر کے اندازے میں اور صحیح یہ ہے کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے ہیں صورت اوسکی یوں ہے کہ اگر عورت کو بدل
 با حیض آیا اور دس دن چھ دن چھ مہینے پاک ہی پھر خون اوسکا برابر جاری رہا عادت اوسکی اسی طرح مہینے گھڑی کم ہوئی اسوقت
 کہ تین جنس کا ایک مہینا ہوا اور تین طہر کے چھ ترک ٹھارہ مہینے ہوئے جیسے تین گھڑی کم ہوئے ایک ایک گھڑی ہر طہر سے اسی طرح تین گھڑی کم

فصل ستائیس کے بیان میں

جو خون تین دن تین رات سے کم ہووے یا دس روز زیادہ ہووے یا نفاس چالیس روز زیادہ ہووے استیفاء ہر اس طرح جو خون کہ عورت
 حیض کی عادت زیادہ ہو اور دس دن سے بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت زیادہ ہو اور چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی استیفاء ہے

اور دونوں کے واسطے ایک غسل کرے اور حدیث میں بھی مختلف وارد ہوئی ہیں فافہم اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر غسل کرے اور حق امر موعیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خراج کیا اسکا ابو داؤد نے اور و طحا کرنا عورت مستحاضہ سے درست ہے و صفات کی ہر عکریہ رضی اللہ عنہ کہ امام بیہقی رضی اللہ عنہما متفقہ ہے کہ جہاں تک کہ تھے اوشیہ خاوندانہ اور اسناد میں اس حدیث کی علی راوی ہیں لوگوں نے ضعیف کیا ہے اور انکو امام احمد اوشیہ روایت نہیں کرتے تھے لیکن کہا بھی بن معین نے کہ وہ ثقہ ہیں اور اسی کو اختیار کیا ہے محدثین اور صحیح بھی ہے اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کے واسطے وضو کرے اور اس وقت میں مقبلی چاہے فرض میں اور نفاس چرے اور اس کے وضو کو وقت کا جانا توڑ دیتا ہے اور امام زفر کے نزدیک دوسرے وقت کا لانا توڑ دیتا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جس شخص نے قبل وقت طہر کے وضو کیا وہ وقت آنے کے بعد طہر کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہمارے نزدیک امام ابی یوسف کے نزدیک ست نہیں کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے انکا نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعد آفتاب کے نکلنے کے وضو ہمارے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور امام زفر کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا کیونکہ جانا وقت کا ہمارے نزدیک وضو توڑتا ہے اور امام زفر کے نزدیک نہیں اور امام ابی یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاوے گا

فصل نفاس کے بیان میں

نفاس اس شخص کو کہتے ہیں جو جننے کے بعد لٹا ہے اور اسکی کمر مدت کی حد نہیں اور اکثر مدت اسکی چالیس دن ہیں و ہر وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لانا انھوں نے نفاس کی عورتین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں بعد نفاس کے چالیس دن مچھتی تھیں روایت کیا اسکا ابو داؤد اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت میں ہے ابو داؤد کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کیا ساتھ قضا کے نازدن نفاس کے صحیح کیا اسکو حکم نے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت ساٹھ دن ہوتی اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اوپر محبت ہے اور جس عورت کا ایک بچہ پیدا ہووے اور چھپے جینے سے کم دن نہ رہے یہ کہہو تو انکو تو ایسے کہتے ہیں اسکی مان کا نفاس اول اڑ کے سے معتبر ہوگا اور عادت اسکی دوسرے اڑ کے سے گذریگی اور امام رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے اڑ کے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو بچہ ایسا ہووے کہ بعضے اعضا اس کے مخلوق ہوئے ہوں اور اس کے بعد خون آوے تو وہ خون نفاس کا ہے اور ایسے بچہ پیدا ہونے سے لونڈی ام ولد ہو جاوے گی و ہر ام ولد اسکی کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مالک کی اولاد ہووے حکم یہ کہ بعد مرنے اس کے کے آزاد ہو جاتی ہے تو یہ بیان کیا کہ اگر لونڈی سے ایسا بچہ بھی ہو تو یہ مالک سے ام ولد ہو جاوے گی اور اسے بچے کو سقطا کہتے ہیں اگر کسی خاوند نے جو رو سے کہا کہ اگر جننے کی تو تجھ پر سلاق ہے اور وہ سقطا جینی تو شرط ادا ہو جاوے گی اور عورت پر سلاق پڑ جاوے گی اور عادت بھی تمام ہو جاوے گی

باب نجسوں کے بیان میں

وہ نجاست کو پاک کرنا واجب ہے نمازی کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہ کہ نماز پڑھتا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ فی وثباتک فطقت یعنی کپڑوں کو اپنے سوا پاک کرادے اور احادیث میں بھی حکم ہے کہ اگر بدن یا جگہ یا کپڑا نمازی کا نجس ہو جاوے ایسی نجاست جو دکھائی دیتی ہے پانی اور سرکہ اور گلاب اور جو چیز کہ بہتی ہے پانی کی سی اس سے پاک کرے اور اگر اسکا اثر باقی رہ جاوے اور زائل نہ ہووے تب بھی پاک ہو جاوے گی و ہر پانی کے مثل کیا معنی کہ جب پھوڑا جاوے پھوڑا آوے جیسے پانی یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابی یوسف کا ہے اور کہا محمد اور زفر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہیں جائز ہے نجاست کا

پاک کرنا اگر پانی سے صحت جو چیز پاک ہو جس سے ہوا کے دھوئے ہو ہوا کے بخور سے
 سے پاک ہو جادو کی اور دوسری باتیں غریب و افق زیر اہل بیت سے بخور پاک ہو گا ایسا ہی ہر غایت میں پاک
 پذیر ہر ممکن چیز میں ہوا کے دھوئے ہوا کے خشک کرنے سے پاک ہو جادو کی اور خشک کرنا یہ کہ قطر و نشت سے اور ٹپکنا سوتوں
 ہو جادو اگر روزے میں ایسی ہی ہوا سے پاک ہو جادو کی اور خشک ہو جادو نے میں ہر طے سے پاک ہو جادو ایسا ہی ہوا کے دھوئے ہوا کے
 حتمہ علیہ کے نزدیک اگر تر و لدا رہی ہو کہ اور خوب طے پاک ہو جادو کی اور ایسی ہی ہوا کے دھوئے ہوا کے دھوئے سے
 قند پاک ہو جادو کی پیشاب قند و حوت سے پاک ہو جادو کی روایت کی ابو زائد نے حضرت ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سبیر جادو تمہارے جوتے میں بن جائے تو مٹی ان کے واسطے پاک کرنے والی ہو ایسا ہی ہر موزی عایشہ
 رضی اللہ عنہا سے بھی ابو امام البقیعہ رحمۃ اللہ علیہ کہ جب یہ ہو کہ اگر نجاست تر و لدا ہو تو وہ بغیر دھوئے پاک ہو جائے اور لدا کی
 وہ جو حیثیت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیرے کپڑے میں چلنے سے کوئی نجاست تر ہو جادو تو دھو دھو اس کو اور اگر خشک
 تو کچھ لازم نہیں تیرے اوپر نہایت کیا اس کو زیرین حصے اگر کسی چیز میں نجاست ہو یا خشک دھوئے سے پاک ہو جائے
 و حاصل اس مسئلے کا یہ کہ تیرے سے بغیر دھوئے کپڑا پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھوئے پاک ہو جادو اور سوکھی بھی
 اگر کپڑے سے کھرج ڈالے تو بھی پاک ہو جادو کی لیکن یہ جب ہو کہ مٹی استقدر غلیظ ہو وے کہ قابل کھرچنے کے ہو کہ نہایت ہر حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ دھوتی تھیں مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اس کو ابو زائد وغیرہ اور یہی روایت
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتی کو کھرچتے تھے تاکہ وہ اسی کپڑے میں او میں دیکھتی تھی
 نشان دھوئے کا او میں روایت کیا اس کو شعیب بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک روایت میں کہ مٹی کھرچتی تھی مٹی کو آپ کے کپڑے
 پھر نماز پڑھتے تھے اسی کپڑے میں او ایک روایت میں کہ مٹی کھرچتی تھی سوکھی مٹی کو ناخون سے اٹکے کپڑے سے اور کہ امام طحاوی
 نے مسئلہ الامارین حد ثنا یونس ثمالی بن یحیی بن حسان ثنا عبد اللہ بن المبارک و بشر بن الفضل
 عن عمر بن یحیی بن عن سلیمان بن سمان عن عائشہ قالت کنت اغسل المني من ثوبي رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت من الی الضلوع و ان بقع الماء کفی ثوبی یعنی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 کہ میں دھوتی تھی مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اچھٹوئے کہ نشان پانی کے اوسکے کپڑے میں ہوتے تھے حصے
 اگر سرفراز پاک ہو سطح پر کہ پیشاب نے نخرج لے تجاوز نہ کیا یا بعد پیشاب کے استنجا کیا اور مٹی خشک ہو گئی کھرچنے سے پاک
 ہو جادو کی کپڑا ہو کہ یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب روایت کی ہو کہ بدن میں اگر مٹی لگے خشک ہو جادو کھرچنے سے
 پاک ہو جادو کی جب کثرت دھو و گیا ف صاحب دیکھو وہ کی یون بیان کی ہو کان حصار کا البدان جاذب شکا یعون
 الی انجسہ والبدان لا یجس کثرت کہ حرارت بدن جاذب ہر سوزہ عود کر گی مٹی طرہ جرم کے خشکی سے بعد بدن کھرچا و
 مگر نہیں صحت اور پھر ہی یا او جو اسکے مثل چیزیں ہیں طے سے پاک ہو جادو کی ہر ایسی اور پھر ہو و اور جو کچھ ہو ایسا
 ہو کہ دھو یا دھو کا دھو ایک ت دن او سپہ را بنی ہا شت پاک ہو جادو کی اور زمین یا پاک یا اینٹیں بھی ہونیں یا نرکل کا گھر
 اور دھت اور گھانس اگر کچھ ہو و اور خشک ہو جادو کی اور نجاست کا باقی نہ رہے پاک ہو جادو کی اور یہی مختارہ ان زمین خشک

جسکے اور پانچواں نجاست کا باقی نہیں رہتا۔ نماز درست ہوتی ہے کیونکہ وہ زمین پاک پر جیسا کہ روایت کی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہ میں رہتا تھا رات کو مسجد میں روانہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور میں تھا جو ان دور تھا انکاح سے اور کتے کتے جاتے تھے مسجد میں اور پیشاب کرتے تھے سو تھے پانی بہاتے کسی پر نہیں سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ اور حدیث میں ہر گز کوئی لاکھ نہیں لکھتا یعنی زکوۃ زمین کی سوکھنا اور سکا اور ایسا ہی ہے زمین اور کھانا ان میں ہر ایک سے مذکور ہے میں کہ نہیں ہر ایک میں حدیث کی مرفوع میں انتہی لیکن اگر کیا اسکو بعض شایخ نے اثر عایشہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض نے مجھ میں خلیفہ اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ بھی اور روایت کی عبد الزام نے اونسے یعنی ابو قتادہ کہ جُفُوفُ اَلْاَرْضِ طَهُوْرٌ رُحَا یعنی سوکھنا زمین کا طہارت ہے اور سکا اور ذکر کیا مبطون میں اَیْمَا الْاَرْضِ جُفُوفٌ فَقَدْ رُكِبَتْ کو یعنی جو زمین کا خشک ہو گئی تو وہ پاک ہو گئی حدیث مرفوعہ واللہ اعلم اور حدیث بابین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہر حال میں تعمیم کی طہارت اسکی قرآن شریف سے ثابت ہے سو حدیث اسکے معارضوں کی دلیل و اعظم

فصل نجاست خلیفہ اور غلیظہ کے بیان میں

نجاست غلیظہ اسے کہتے ہیں جو آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہو اور دوسری آیت یا حدیث اسکے مخالف آئی ہو اور جس چیز کو نجاست غلیظہ عارض ہوئی ہو اسکو نجس غلیظہ کہتے ہیں اور نجاست خلیفہ جو ایسی ہو جو اور جسکو یہ عارض ہو اسکو نجس خلیفہ کہتے ہیں جس کا حکم برابر نجس غلیظہ جیسے پیشاب خون اور شراب اور بیٹ مرغی کی اور پیشاب بلی اور گدھے اور چوستے کا اور لید اور گوبر و معاف اور اس سے زیادہ معاف نہیں اور چوتھائی سے کم کپڑا اگر نجس خلیفہ جیسے پیشاب گھوڑے کا اور حبکا گوشت حلال ہے اور بیٹ طائرون حرام سے نجس ہو جاوے معاف ہو اور اس سے زیادہ معاف نہیں اور چوتھائی کپڑے سے اس کپڑے کا چوتھائی مراد ہے جتنے میں نماز درست ہو جاوے اور بعضوں کے نزدیک چوتھائی اس کپڑے کا جس میں نجاست لگی ہو وہ جیسے دان اور تیز اور کلی مراد ہے اور نام ابو یوسف نے اسکا اندازہ کیا ہے کہ طول میں بھی ایک بالشت ہو اور عرض میں بھی ایک بالشت ہو اور اگر نجس قوی ہو پانی سا تو قدر درم سے مراد ہوتا ہے کہ کپڑے کا عرض ہو اور اگر کثیف ہو تو مراد قدر درم سے ایک مثقال ہے ورنہ جب کپڑے میں لید یا گوبر زیادہ درم لگ گیا تو نماز وسیم نزدیک نام صاحب کے جائز ہوگی اس واسطے کہ وہ نجس غلیظہ ہے کیونکہ روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پانچانے کے حکم کیا جاوے کہ لائیں تھیں سو پانچ سینے دو تھیں اور تیسرا نپا یا سینے سے لے آیا میں اسکے پاس ایک لید کو تو لے لیا اپنے دو تھیں کو اور پھینکا یا آپ کو گوبر کو اور کہا کہ وہ نجس ہے روایت کیا اسکو بخاری اور احمد اور داؤد قطنی نے اور ترمذی اور نسائی نے اور منع کیا اپنے اس سے استنجا کرنے سے صل اور جوان بچہ کی کا نجس نہیں اور بچہ اور گدھے کا لعاب پاک چیز کو نجس نہیں کرتا اور اگر پیشاب فی کی نوکوں کی طرح پڑ جاوے وہ ہونا اسکا واجب نہیں اور جو پانی گٹر پر پڑ جاوے وہ بھی نجس ہے یا نجس چیز پانی پر پڑ جاوے تب بھی پانی نجس ہو اور نجس کی اگر نجس نہیں اور گدھا اگر نکلے ان میں گڑھ اور نمک ہو گیا پاک ہے اور نام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر نجس کی بھی نجس ہے اور جس کپڑے کا استنجہ نہیں اور سیاہ ہوا ہوا ہے نماز درست ہے اور اگر ایک جانب چھوٹے کی نجس ہو اور دوسری جانب پاک ہو اور سہ نماز درست ہے اور بعضوں کے نزدیک اگر پھونکا ہوا ہو کہ ایک طرف کے پلانے سے دوسری طرف پڑے تو درست ہے اور اگر اس کا سے تو درست نہیں اور ہر نزدیک نوک تو زمین درست ہے اور اگر کپڑے نجس پاک کپڑے کے ساتھ لپیٹے اور اسکی تری پاک کپڑے میں آ جائے تو اگر ایسی تری ہو کہ پھوٹے سے نہیں ٹپکتی

اور روایت ہے حسن بن ماجہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چائے پینے لگے تو میں نے کہا
 عبد اللہ بن عمر نے سنا کہ اس نے اسکو سوایا ہے منہ اسکو دو اور پاکی اور راقی اس حدیث کے ثقہ ہیں اور روایت کی محی السنہ لغوی
 اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی بیچ اہل قبائک کہ بیچ اوس مسجد کے ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے
 طہارت کو فرمایا کہ تمہیں استنجا کرتے پانی سے سونا نزل ہوئی اونہیں یہ آیت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر مخرج کو ڈھیل چھوڑ کر خوب
 صاف کر کے ملکہ دھو اور ایک انگلی یا دو تین انگلیوں کے باطن سے دھو اور انگلیوں کے سرے سے دھو پھر دونوں ہاتھ دھو
 اور اگر نجاست مخرج سے دھم رہے بھی تجاؤ کر کے گی دھو اور اسکا شیخین کے نزدیک واجب ہے اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سمیت دھو کر
 تجاؤ اسکا بھی دھو اور مخرج سے دھو اور کھانے اور پانی اور گوبر اور فالتے ہاتھ سے استنجا درست نہیں ہے لیکن بدی اور گوبر سے سوایا
 کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے گوبر کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انا کہ رجسٹو یعنی وہ نجس ہے جیسا کہ اوپر گذر
 اور بھی روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن مسعود سے کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 کہا اوٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرو مت اپنی کو کہ استنجا کریں پڑی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ اللہ کیا اسکو
 رفق سے منع کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اور روایت ہے ترمذی سے بھی ایسی ہی اخراج کیا اسکا ابو داؤد اور نسائی نے
 اور اسی باب میں روایت ہے ترمذی بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلیمان اخراج کیا ان دونوں کا ابن ماجہ غیر نے اور کیلین استنجا کرنا دہن سے
 ہاتھ سے سو روایت ہے حضرت سلمان بنی اللہ عنہ سے کہ منع کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجا کریں ہم دہن سے ہاتھ سے روایت کیا
 اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ و ترمذی وغیرہم احمد اور روایت کی بخاری اور ترمذی اور ابو داؤد وغیرہم نے
 ابی قتادہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم میں سے پس پکڑے ذکر اپنے کو دہن سے ہاتھ سے اور استنجا
 کرے دہن سے ہاتھ سے اور روایت کی ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا دہن ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن
 طہارت کے اور کھانے کے اور بایان ہاتھ سے پچانے وغیرہ کے اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ اوتھو کہ سنا
 عثمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نہیں چھو امینہ ذکر اپنے کو دہن سے ہاتھ سے جب سے کہ سیدہ بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 اور اسلام لایا میں نے خوش تھے اس سے کہ نہ استنجا کیا اور نہ دہن سے ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا زہری بن معاویہ عبدری نے
 ص اور پچانے میں قبلہ کی طرف پیچھ کرنا اور مونہ کرنا کہ وہی تحریری اور کمال اور میدان میں بھی قبلہ نزدیک ہی حکم ہے کیونکہ
 روایت ہے ابی ایوب کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم پچانے کو سونہ مونہ کرو طرف قبلہ کے اور نہ پیچھ کرو طرف اس کے اور
 لیکن مشرق کی طرف مونہ کرو اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب اسطے عینہ کے لوگوں کے کہ یونہی قبلہ اور مشرق اور مغرب نہیں چنکا
 قبلہ مشرق یا مغرب ہو اور اگر جنوب یا شمال کی طرف مونہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو چھ عالمون نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا
 میں اور روایت کی اسی باب میں ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور سناد میں اسکی ابو زید یحییٰ بن یحییٰ کہ اہی کہ نام اسکا ولید ہے ابو یزید
 ثعلبہ کا مہول ہے اور ابو سعید خدری (اور سناد میں) اسکی ابن ابی نعیم نے روایت کی اور دوسری روایت میں بھی ابن ماجہ کی ابی سعید
 خدری ابن ابی نعیم اور دوسری روایت میں ہے اور سناد میں ان اور گھر میں سب میں ہے کیونکہ کہا ابو ایوب انصاری نے کہ آئے ہم شام
 میں تو تھیں اوسیں کھڑے ان طرف قبلہ کے سو پڑے تھے ہم اوس اور تم غبار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مکان میں بھی

موندہ طرف قبلہ کے کرنا منسوخ ہو وقت پچانے کے اور بعضوں نے رخصت دی ہر قبلہ کی طرف موندہ کرنے کی جیسا کہ قبلہ اور اسکے
 درمیان میں کوئی چیز داخل ہو جیسا کہ روایت ہر زمانہ اصغر سے کہا اور بخون دیکھا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ ٹھٹھایا اور بخون
 ہونٹنی اپنی کو طرف قبلہ کے پھر پٹھے ہر شباب کرنے لگے طرف اوٹنی کے پس کہا میں نے اسے کیا نہیں جھج کیا گیا اس سے کہا
 اور بخون کہ ان منع ہر میدان میں لیکن جب ہر میدان تیسرا اور درمیان قبلہ کے کوئی چیز کہ چھپا پٹے بجو سو کچھ حج نہیں اہم
 کیا اسکا و بودا و دے اور بعضوں نے منطلق رخصت دی ہر لیکن موندہ کرنے میں طرف قبلہ کے سولہ لگتے ہیں حدیث جاری ہے
 اور نہ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم موندہ کریں طرف قبلہ کے پیشاب میں سو دیکھا میں نے اوکو ایک سال پیشتر قبل وفات
 کہ موندہ کرتے تھے طرف قبلہ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی کہ یہ حدیث حسن غریبہ کہا شیخ ابن القیم نے کہا
 ترمذی کہ پوچھا میں نے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا اور بخون کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کیا اسکو ابن خزم نے کہ یہ حدیث مروی ہے
 میں صالح سے اور وہ بھول ہیں اور نہیں محبت ہر بھول کی روایت اور جواب سکایہ ہر کہا ابن مسدد کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ہر
 والا ہر اور وہ ابان بیضا صالح بیضا عیسیٰ کا ہر محمد شری ہر روایت کی اوس سے ابن جریر اور ابن عجلان اور ابن اسحاق اور عبید اللہ بن ابی
 جعفر نے اور شہادت لایا ساتھ روایت اوسکی کے بخاری پھر صحیح میں مجاہد بن جسر بن مسلم اور عطاء اور توشیح کی اوسکی بھی ہیں
 اور ابی حاتم اور ابو زرعہ رازی اور نسائی نے اور الدہی محمد بن ابان کا روایت کی اوس ابو لید اور بودا و دطیالیسی اور جعفر بن عمر
 نے اور اس حدیث پر انفراد کیا محمد بن اسحاق اور نہیں محبت پکڑی جاوگی اوس سے احکام میں تو پھر بیضا معارض کو نوکر ہوگی اما روایت صحاح
 کی اور کس طرح منسوخ ہوگی اس سے حدیث منسوخ کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے کہ شاید یہ مکان میں ہو گا
 لوگوں کے ہر پر جو مکان میں رخصت دیتے ہیں بالیہ ترنگی مکان سمجھا کا شیخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کفایت تفسیر
 علی الخصوص فی الصحیحین فی الترمذی فی المنع یعنی پس کس طرح مقدم کی جاوگی یہ حدیث اور یہ صریح بالصحیح ہر اگر کوئی
 کہ کہ تسلیم کیا کہ حدیث ضعیف ہو سکیا کہتے ہر روایت عراق میں عایشہ رضی اللہ عنہا در باب رخصت کے تو جواب سکایہ ہر کہ حدیث صحیح
 نہیں یہ موقوف ہر اور عایشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ترمذی کتاب العلل میں نقلاً عن البخاری اور کہا بعض مقلدین نے حدیث کے
 کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور اسکے سبب بڑے عالم لوگ حدیث کے پچانتے ہیں اور وہ یہ کہ اسناد میں اسکی جو خالد بن ابی اسحاق
 ہر ہونے اس حدیث کے متن کو یاد نہیں کیا اور اسکی اسناد کو قاطع رکھا مخالفت کی اوسکی اسی حدیث میں ثقہ ثبت صاحب کتب
 نام اسکا جعفر بن بریقہ قتیبہ ہر روایت کیا اسنے اسکو عراق سے اسنے عروہ سے اسنے عایشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ انکا کرتی تھو
 معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراق سے اسنے عایشہ رضی اللہ عنہا منقطع ہر اور صحیح جعفر کی ہر باوجود کہ اسکی مخالفت جانب احادیث
 صحیحہ وارد ہوئی ہیں اور کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب الکراہی میں اثرم سے کہا سنا میں نے ابو عبد اللہ کہ فرمایا بعضوں
 حدیث خالد کو عراق سے اسنے عایشہ رضی اللہ عنہا اسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا اور بخون کہ یہ حدیث منقطع ہر اور زیادہ
 تحقیق اسکی شرح ابو داؤد میں ہر اس جگہ بخوبی و رازی کتاب کے مختصرا کیا اور تفصیل کو راوندی کو پیچیدہ کہ نے میں طبع قبلہ کے دلیل
 لائے ہیں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ بخون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیجا نہ پھرتے دیکھا کہ موندہ تھا ایک طرف شام کے شہر
 طرف قبلہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد و نسائی نے اور حق یہ ہر کہ رخصت میں بھی حدیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں

ابن ماجہ

ابن ماجہ

فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَلَى ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ اِیسی حیثیت کہ بیش کیے گئے حضرت علیؑ
 علیہ السلام کے پچھڑے آخرون میں تیر نہایت عمدہ سو کہا اور حضورؐ کے دوست رکھا مینے مال کو اپنے رب کے ذکر سے یہاں تک چھپایا
 آفتاب پر زمین اور دوسری لیل اور سکی یہ ہر کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پانی ایک کھٹ صبح سے قبل اسکے کہ
 طالع ہو آفتاب سے تحقیق کہ پانی اُسے نماز صبح کی اور جس شخص نے کہ پانی ایک کھٹ عصر قبل اسکے کہ قبلہ آفتاب سے تحقیق کہ پانی اُسے
 نماز عصر کی روایت کیا اور سکو بخاری مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یکنس اس بات میں کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہر کیوں حدیث
 صحیح یا ضعیف نہیں آئی لیکن مختلف ہو میں احادیث صحیحہ و ضعیفہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ اشعری
 اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک روایت ہے
 حضرت ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی وہی رات تک اور روایت ہے حضرت
 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی او سکی دو ٹالت رات تک اور روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا کہ تاخیر کی عشا کی یہاں تک گئی اکثر رات اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں کہا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ حدیثیں
 مفید ہیں اس بات کو کہ ساری رات وقت عشا کا ہی لیکن تین مرتبہ پر تہائی رات تک افضل ہے اور نصف تک اس سے کم
 در بعد اوس کے کم پھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے نافع بن جبریر کہ کھا عمر رضی اللہ عنہ نے
 ابو موسیٰ اشعریؓ کو نماز چڑھ عشا کی جب چار رات میں اور نہ غافل ہوا اوس اور ایک روایت میں سلم رحمۃ اللہ علیہ کی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ ہر کہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ میں سوئیں تفریط بلکہ تفریط اس میں ہر کہ نماز کی تاخیر کرے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے اویس معاذ
 و تارہ وقت اوسکا صبح تک ہوا اور اجماع کیا امامون کہ جب اسلام لائے کافر یا پاک ہو و عاصف یا بالغ ہو و لوط کا اور کچھ رات باقی ہے
 نماز عشا کی اوسپر واجب ہوا اور اجماع حجت قطعی ہے جیسا کہ اوپر ہم نے پہلی کتاب میں بیان کیا اور حدیث مامت جبریل علیہ السلام کی
 نہ مختار چھول ہوا اسی واسطے کہ امام صاحب نے کہ تاخیر مغرب کی اول وقت سے مکروہ متحرر ہی ہوتی تحریر کی کیونکہ جمع ہوا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ تاخیر کی اپنے مغرب کی شفق کے غروب تک اور تاخیر عشا کی اس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا عصر کی
 کتاب کی زبردی تک مکروہ متحرر ہی اور سب زیادہ کہ ہیت عصر کی تاخیر تین ہوا آفتاب کے زرد ہو تک کیونکہ فرمایا اپنے اسی نماز کو
 اَلْحَدِّ لَوَ الْاَمْنَانِ یعنی یہ نماز منافق کی ہوا و شیطان کی طرف اپنے اوسکو منسوب کیا اور حدیث مامت میں جو وارد ہو
 ما عصر کی اپنے تاخیر کی سایہ کے دھل جوتے تک یہ منسوخ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جب تک ہر کہ زرد
 و آفتاب اور دوسرے کہ دھل تک آفتاب پر زردی نہیں آتی اور وہ جو امام صاحب نے فرمایا ہر کہ اخیر وقت ظہر کا دھل تک ہر کہ
 بیش میں یہ تصریح مذکور نہیں اور اسی واسطے مخالفت کی و نکی صاحبین اور موافق ہوئے اکثر امامون کے اور حجت پکری امام صاحب نے
 بیش بریدہ رضی اللہ عنہ کہ جب ہوا دوسرا دن خوب تیرید کی ظہر کی یعنی ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ جب شبت ہو گرمی کی سو ٹھنڈا کرو نماز کو اوس واسطے کہ شدت گرمی کی جہنم کے سانس ہے روایت کیا اسکو صحیح عالمون نے کہا امام ابو حنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شدت گرمی کی اونکے شہروں میں جب ہر کہ ہر چیز کا سایہ مثل اوسکے ہو جاوے سورہ حدیث ناسخ ہو جاوے گی اور بیش کی
 بخور روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور صحیح مسلم میں مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز ظہر کی یہاں تک کہ پرنے لگا سایہ یوں کا

اور نورانی سے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ سایہ ٹیلون کا بہت اخیر وقت پڑتا ہے اور جب آفتاب بہت اٹھ چکا ہو اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ کلاحت بعد سایہ ٹیلون کے باقی رہتا ہے اور حدیث ابو اسباب میں ناخ حدیث امامت ہو گئی تو اول وقت عصر میں وہ حدیث ثابت ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الْعَالَمَاتِ كُنَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كَمَا بَاتُوا فِي تَاهٍ يَعْنِي تَحْقِيقُ كَمَا نَزَلَ بِسَلَامُونَ بِرُفْعِهَا وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیہ و علیہ اور اس محبت میں امام صاحب کی کلام ہر اور حق ہی ہر کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک رہتا ہے واللہ اعلم بالصواب لیکن اتنی بات ہر کہ شیخ شمس الدین احتیاط اور معتد جملہ فقہاء و علماء سے شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر اور اس کو چاہیے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب مامون کے نزدیک درست ہے اور عمر کی بعد میں کے کہ سب کے نزدیک درست ہے اور اگر میں میں تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان لگے بھی کچھ اور کچھ اور شفق نزدیک اکثر علماء کا ایک روایت میں امام ابو حنیفہ کے سرخی کا نام ہر اور ایک ایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہے اور بعض شریعہ میں کہ امام صاحب نے جو کچھ لکھا ہے کہ سرخی نام شفق کا ہے اور ان کی محبت یہ ہے کہ فرمایا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفق سرخی ہر سب غائب ہر جا اور جب ہوگی نماز عبادت کیا اسکا بن عسا کہ فیہ غروب لاک کے حدیث حقیق بن یعقوب انھوں نے لاک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے مروی ہے اور ایت کیا اسکا بن عسا کہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور طریق سے اس صحیح کیا بیعتی نے وقت اس کا کہ صاحب بیرونی و ما رواہ مؤلفی و علی ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ایت کیا اسکو حاکم نے داخل میں اور ایت کی داؤد قسطنطنی اور محمد بن خرمیہ نے صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور نفع کیا اسکو اور صحیح کیا اسکو اور کہا ابن خرمیہ نے کہ اگر صحیح ہو جائے یہ روایتیں تو پھر پڑھنے والی ہو جائے سب روایتوں سے لیکن متفق ہوا ساتھ اسکے محمد بن زید کہا حافظ بن محمد بن محمد بن زید بن یحییٰ اور کہا بیعتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مرزی ہر یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور کوئی حدیث اس میں صحیح نہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہر اور حسن محبت ہر مثل صحیح کے اور صاحب ہادیہ نے دلیل امام صاحب کی لیچی ہر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب جب کہ سیاہ ہو جاؤ افق اور چوڑی صحیح سے اور ہر مراد یہ ہے کہ ریشنی آسمان کناروں میں ظاہر ہو اور اسکو صحیح صادق کہتے ہیں روایت ہر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دوہین ایک فجر کہ حرام کرتی ہر کھانے کو اور حلال ہر اور میں نماز اولیک فجر وہ ہے کہ حرام ہر اور میں نماز اور حلال ہر اور میں کھانا رایت کیا اسکا بن خرمیہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکا بن دونوں اولیک ایت میں حاکم کی ہر کہ حرام کرتی ہر کھانے کو یعنی ایک لبنی و حاربی افق کے کنارے آسمان میں جاتی ہر اور یہی صحیح صادق ہر اور صحیح کاذب کو بیان کیا آپ نے کہ مائتہ ہر جان کے حص تاخیر فجر کی یہاں تک کہ روشنی ہو جاؤ مستحب ہر اتنی کہ بالیس آیتیں پڑھ سکے اور پھر اگر فاسد ہو ورنہ وضو توڑ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کر فجر کی کہ اس میں بہت اجر ہے اور ایت کیا علی بن ابی طالب سے اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک ایت میں ہر کوئی مرفوعا یا النبی یعنی ریشنی فجر کو اور ایک روایت میں ہر اصحیحوا یا الصبیح و انا انظرکم لا یجوز کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور روایت کیا علی بن ابی طالب نے تقوا یا لیل الی یا الفجر فقد رما یجئکم النعم منکم انما یقع منہا وید یعنی روشن کر ای بلال فجر کو اور سقدر کہ دشمن لوگ مقام گریںے شیر اپنے کو اور

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور کہا کہ روایت ہر اس باب میں مغیر بن شعبہ اور تیم اور علی اور حسن بن علی اور ابی الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرف گئے ہیں اور روایت ہر اس سے کہ تھے اصحاب عبداللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہر ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کہ نہیں جمع ہوا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنزیہ فجر پر روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے تو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو سکتا تو اس سے حدیث تغلیس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیرے میں پڑھنا نسخ ہو گا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلخیز میں بھی مؤید ہے مذہب کی ہر اور امام شافعی کے نزدیک اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہو کیونکہ روایت ہر عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھیں عورتیں اور نہیں پہچانی جاتی تھیں تا یہ کہ اسے اچھنج بھی ہو کہ تاخیر کرنا فجر کی مستحب ہو اور یہی مذہب ہو اکثر صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علماء نے جو اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ قرات کرو یہاں تک کہ روشن کرو فجر کو خلافت انہما صحابہ و تابعین کے ہو اور خلافت ہوتا رہے واللہ اعلم صرعی میں تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہو اور جاگڑ میں جلدی کرنا صبح بخاری میں ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے وقت پڑھنا ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جوش و خروش اور صبح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہو صر اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ برے مستحب ہو کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبد الواحد بن نافع سے کہا انھوں نے کہ میں کوئے کی مسجد میں داخل ہوا سو اذان می مؤذن نے عصر کی اور ایک شیخ نے ملاست کی اوسکو اور کہا خبر فی سیر باب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور میں نے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگوں کو کہ عید بن رافع بن خدیج ہیں اور ضعیف کیا اوسکو عبد الواحد کہ سب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تابعی کہ یہ ہیں اور کہا کہ نہیں متابعت ایک یابی عبد الواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث سے ہر پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر قربانی کیجاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر کپڑے بجاتے تھے اور کھاتے تھے ہم پکے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ ممکن ہو غروب تک اور جسے باہر کپڑے والوں کو دیکھا ہو گا تو کچھ اوسکے نزدیک بعید نہیں ص اور تاخیر عشا کی تہائی رات تک مستحب ہو کیونکہ روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہو تا میری است پر تو البتہ تاخیر کرتا میں عشا کی تہائی رات تک یا آدھی رات تک اور کہامیہ حدیث حسن صحیح ہو اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عشا کے قبل سونا اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہو کیونکہ روایت کی حقیہ عالمون نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ وہ رکھتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین کرنا بعد عشا کے اور بعض روایتیں جائز رکھا ہوا توں کو بعد عشا کے گرمیوں میں اور لیل انکی یہ ہو کہ روایت کی ترمذی صلوۃ میں اور نسائی نے مناقب میں حضرت منی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کچھ رات کے کسی امیر میں مسلمانوں کے ہو سے اور صحیحین میں بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اوسکا معلوم ہوتا ہے اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن عتبہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے باتین کرنا بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو شخصوں کے مصلیٰ اور مسافر کے اور ایک روایت میں ہو کہ واسطے دو شخصوں کے اور بعضوں نے کہا ہو کہ گرمی میں جلدی پڑھی جاوے تاکہ جماعت کم نہ ہو اور آدھی رات تک تاخیر اوسکی مباح ہو

اور آدمی رات کے بعد کمرہ دہر ص اور وتر کی آخرات تک اگر جاگنے کا یقین ہو استحباب ہے اور اگر جاگنے کا یقین نہ ہو تو بستر
 ساتھ چڑھ کر اور غروب کی جلدی سحر کی جلدی اور جلدی کی یہ معنی ہیں کہ اذان اور اقامت میں دیر نہ کرے مگر ساتھ ایک غلط فہمی
 کے یہ وہ نہایت کی امور اور وہ نہایت عبادت کے ایک رشتہ طویل اور آخروں کے یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہاں ہوتا تھا
 نیکی چرب تک تاخیر کرینگے مغرب کی ستاروں کی روشنی تک اور اوس کے خوب پھیلنے تک اور اوس کی اساد میں باریک بینی سے
 وضو کرے گا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے نہایت نہیں اور اگر بالفرض ثابت ہو تو بھی قبول نہیں کیا مگر شیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ کہ
 ہیں مسلمانوں کے حدیث میں اور روایت کی ایسی ہے مائتہ ثوری اور ابن ابیسی اور حماد بن زید اور زید بن ریح اور ابن عیینہ اور عبد اللہ بن
 ابی بن مالک نے اور طول کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور کی توشیح میں اور ذکر کیا اور سلیمان بن جابر نے قنات میں ابی امام مالک
 رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ کیا اونہیں کلام کرنے سے فقط اصل اس کے بن عمر اور بخاری جلدی سحر کی جلدی اور غروب کی تاخیر
 و اس واسطے کہ تاخیر عشاء میں قلت جماعت کی ہے سبب پانی کے اور تاخیر عشاء میں تو جمع ہو اس بات کا کہ وقت مکہ نہ ہو جائے
 اور فجر میں ہو واسطے تو جمع نہیں کہ یہ مدت مدید ہو دوسرے یہ کہ ہمیں تا طلوع آفتاب کوئی وقت کر دینا یا امام صاحب سے مروی ہو کہ
 سب میں تاخیر سحر ہو واسطے اعتیاد کے کہ یہ کہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہے اور قبل وقت کے جائز نہیں اصل آفتاب کے طلوع
 کے وقت اور غروب کے وقت اور جو وقت عین دو پہر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازہ کی جائز نہیں و کہ یہ کہ روایت ہے
 عقبین عامر بنی اللہ سے سلم وغیرہ میں کہ تین ساعت میں کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھا کہ نماز پڑھیں ہم دون
 وقتوں میں یا فجر میں کہیں ہم دون کو جب کہ آفتاب طلوع کیے یہاں تک کہ بلند ہو جاوے اور جو وقت میں دو پہر ہو یہاں تک کہ آفتاب
 کا اور جب چڑھتا ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے اور وہ طلوع ہو کر نہ گئے کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتوں میں اور امام شافعی رحم
 کے نزدیک فرمایش کیے ہیں ان وقتوں میں جائز ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل جمع کے دن دو پہر کو جائز ہے اور یہ حدیث ثبت ہے
 اطلاق کے ان دنوں پر دلیل ان کی یہ کہ یہ حدیث ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول گیا کسی نماز کو پھر یاد کرے اس کو
 تو پھر پڑھو اس کو جب یاد آوے اس کو اور جبر بن عثیم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی عبادت کے
 نہ منع کرو کہ یہ کہ طواف کرنے سے اس گھر کے یا نماز پڑھنے سے جو وقت چاہے کہ پچھلے دن میں یا رات میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ اس اہی روایت کیا اس کو وہ تپش نے اور یہی ہے اور وہ حدیث چار ساتھی ضعیف ہوا دل تو انھما صحیح ہوا تین صحابہ ابی ہریرہ
 سے اور ضعیف ابن مہول سے اور ضعیف حمید بن ابی سعید سے اور ضعیف ابن ابی اسکی سے اور روایت کیا اس کو وہ تپش نے اور وہ تپش نے اور وہ تپش نے
 قیس بن سعد کو وہ بیان حمید اور مجاہد سے اور روایت کیا اس کو وہ تپش نے اور وہ تپش نے اور وہ تپش نے اور وہ تپش نے اور وہ تپش نے
 جو شافعی میں ہرالی ہر روز رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دو پہر کو گزرنے کے اور سجدہ تلاوت بھی
 منع کیا نماز کے ہر حصہ اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اس میں کی عمر العبد جائز ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے پانی
 ایک کعبت نماز سے سو تحقیق کہ پانی اس سے ساری نماز روایت کیا اس کو وہ تپش نے اور وہ تپش نے اور وہ تپش نے اور وہ تپش نے اور وہ تپش نے
 کہ وہ نماز کا اوجہ ہے تو ناقص اور ان کی بجا ان سے کہ وہ جب وقت مکہ وہ میں ناقص ہوئی تو ناقص اور ہو جائے گی
 واللہ اعلم بالصواب اصل ہجاء میں جمع کے خطبے کے واسطے اور غصے نفل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور عبادت

ابن ماجہ

ابن ماجہ

اذان سنت ہی یا بخون فرض اور نماز جمعہ کے واسطے اور سوا اس کے نوافل وغیرہ میں اذین وقت کس سنت نہیں قنابل
 علیہ السلام کے اذان ہادی کی روایت صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی میتے عید کی ساتھ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار اذان بغیر اذان اور اقامت کے اسی طرح مروی ہے کہ کسوف میں اذان میں حدیث سائب بن
 علی صحیح بخاری و ترمذی میں اس واسطے اذان نہیں کہ وقت اسکا اوقات عشا کا ایک ہی ہو تو حاجت علم اذان دینے کی نہیں جس طرح
 قبل وقت کے اذان کہ پھر لوٹا دینے وقت میں اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدمی رات سے اذان سنت
 وقت اور ہمارے نزدیک اس واسطے جائز نہیں کہ اذان واسطے آگاہی کے جواز قبل وقت کے تجویز ہو اور ان کے نزدیک اس واسطے جائز ہے کہ
 حرمین کا بھی اذان ہو اور ان سب پر محبت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے اذان دو بیان تاکہ ظاہر ہو
 فجر اور پھیلا یا ہاتھ لپٹے کو عرض میں روایت کیا اسکا ابو ہریرہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکا اور یحییٰ نے ضعیف کیا
 اسکو کہ شام نے نہیں پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وقت قطع ہو اور ابن القطن کہ شام بھول ہو نہیں پہچانا جاتا مگر روایت جعفر بن
 یزید اور روایت کی بہیقی رحمہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بلال اذان دیکھان تک کہ طلوع کرے فجر کو امام میں کہ شام
 اسکی صحیح ہے اور روایت کی عبدالعزیز بن ابی داؤد انھوں نے نافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینے قبل
 فجر کے سنتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کی بہیقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اذکون کیا تم نے
 ایسا کہا کہ میں اور عثمان سے سوچنا مینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا اپنے کہ پکارو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کی ابن عباس سے
 ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے جب اذان دیتا تھا مؤذن قبل وقت کے کہتے تھے اوسے اور اسے اور عادہ کہ اذان کا اور علی ابی ہریرہ
 کا کچھ شریعت میں وقت و روزہ عادیثہ مجیدہ کے اسکے خلاف پر محبت نہیں صل اور قضا کے واسطے بھی اذان کہنا بعد وقت کے
 سنت ہے اور مؤذن کو پاس ہے کہ وقتوں کو خوب پہچانتا ہے تاکہ ثواب ہو عید کو پونچھو ف حدیث میں آیا ہے وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِکَ
 خِیَافَۃٌ لَّکُمْ اِنَّہِ یَعْنِیْ اَذَانَہِمْ مِّنْ تَمَیْمٍ سَے جو لوگ بہترین اور اقامت کریں جو تم میں قاری ہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی
 ابی حنین بن عیسٰی نے کہا کہ ہمیشہ ہوا یہ بوزرعہ و ابو جاتم نے اور حدیث میں آیا ہے کہ مؤذن اپنی گزین والے منگے میں قیامت کے وقت
 حسی شریف فیلت میں اذان کی آئی ہیں حسب اذان کہ تو قبلہ کی طرف موند کرے اور دونوں انگلیوں کو شہادت کی کانوں میں
 ف کیونکہ روایت کی ابی شیح نے کتاب الاذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے دونوں
 انگلیوں کو اپنے کانوں میں اور کہہ کہ یہ لہذا کہ ہر تیری آواز کو اور روایت کی ترمذی نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو
 اذان میں نکال کہ دونوں انگلیاں اٹھائے کانوں میں تھیں اور کہہ کہ حسن مسیح ہر صل اور ٹھہر ٹھہر کے کہتے ہیں کیونکہ روایت
 کی ترمذی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کہہ
 بیچ اذان اپنی کہ اور جب اقامت کہہ تو جلدی جلدی کہہ اور توقف کر دے بیان اذان اور اقامت کے اور مقدار کہ فاع ہو جاوگی
 والا کمانے اور پیٹنے والا پیٹنے سے اور پیچانے پھر نے والا انتہا حاجت اور نہ کھڑے ہونا زک کے واسطے جب تک کہ نہ دیکھو عجائب اور
 یہ حدیث ضعیف ہے اور روایت کی بہیقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے اقامت
 کو اور ذکر کیا داؤد قطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہانڈا اسکے صل اور کہ کا فے اسلح پر کہ کچھ حرکت یا حرکت یا مذکور

۹۰

۹۰

گروہ میں کئے جلدی جلدی کہے ورنہ بھی علی الفلاح کے دو بار قیاماً اُمّت الصلوة کے وفاداریت کی روایت کی کہ درود وقتہ اللہ علیہ نے
 ابی ہاشم سے انھوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اور آخر و سکایہ کہ عبد اللہ بن مسعود کے چکر سے اور شریعت سے کما مثل اذان
 کے گریہ کہ بعد علی الفلاح کے دو بار قیاماً اُمّت الصلوة زیادہ کیا اور ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے معاذ رضی اللہ عنہ کو تین یا ایک
 وہ ہمارے نزدیک محبت جو ابی بن ابی شیبہ نے روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ دیکھا میں نے خواب میں ایک شخص کو آخر حدیث
 تک سوا اذان ہی اُٹھنے دو دو بار اور قیامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی ہر روز ہر روزی و غیرہ میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 قیامت ایک ایک بار ہو پیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کہ دو بار
 کہنا اذان ایک ایک بار قیامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جوزی کہ تھی اذان دو دو بار اور قیامت بھی ایسی تو تھی نبی امیہ ذکر دیا
 قیامت کو ایک ایک بار اصل اور اذان اور قیامت میں تین تکرارے اور بعد اذان کے چکر کا زمانہ آخرین کے نزدیک اچھا ہے اور اسکو
 تثنویہ کہتے ہیں وف اور ہر اکہین ہر کہ تثنویہ نماز فجر میں تھی ہر اور باقی سب ٹانہ ون میں مکروہ ہے اور ہر کہ تثنویہ نکال لیا اسکو
 کما کہ نے بعد ہر نماز رضی اللہ عنہم جنہیں کے سبب کل جائز احوال دیوں کہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک یہ میں تشریف لے گئے
 اور سنا ایک مذن کو کہ تثنویہ کہی اوتے تو کہا انھوں نے واسطے ساتھی اپنے کے محل ساتھ ہمارے اس بدعتی کے پاس روایت کیا اسکو ابو داؤد
 اور ترمذی نے بغیر اسناد کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسکا انکار مروی ہے اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھا ہونہیں جمع ہ
 کہ کہ مذن واسطے لیر کچ اذان سب نمازوں کے السلام علیک ایہا الامین ورحمۃ اللہ علیہ وکافہ حجت علی الصلوة
 حجت علی الفلاح الصلوة ورحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستبعد مانا کیونکہ آدمی سب براہین حکم جماعت میں
 اول امام ابی یوسف نے اسوا سٹان کو گوان کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول تھے ہیں مسلمانوں کے امور میں بنیت اذکار کو گوان کی اور
 حکم میں ہیں تانی اور تانی ص اذان اور قیامت میں تھے مگر مغرب میں اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اسکو قیامت کہتے ہیں تو ایک فائزہ کے
 واسطے بھی اذان اور قیامت کے اور جب بہت سی نماز ہوں پہلی نماز کے واسطے اذان اور قیامت کے کہ کہ کہ روایت ہے
 ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کے تفسیر تفسیر کے پھر اذان ہی بلال رضی اللہ عنہ نے سنا کہ نماز کے سونا پڑھی حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے
 دو کہتے ہیں پھر نماز پڑھی ص کی سو کیا میں کرتے تھے اور فراج کیا ایسا مسلم نے روایت کی لای و دہ و غیرہ میں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم
 نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور قیامت کے جسوقت کہ سونے سے تھ مار ص سے اور پڑھا تھا اسکو بعد نماز قیامت
 کے ابی ہر رضی اللہ عنہ و عمر بن ابی نعیر اور عمر بن حصین اور زید بن جریج رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو واکہ نے
 موطا میں ابن سیرین سے مرسل اور ذکر کیا انہیں اذان کو اور مراسلات ابن سیرین کے بتلوا مرنو عیادت کے ہیں اور صحیح مسلم میں جو ہے کہ حکم کیا بلال رضی اللہ
 عنہ کو قیامت کی اوتے نماز اور نماز پڑھی حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے ساتھ اذان کی منافی اذان کے نہیں اور ابو یوسف نے روایت کی
 اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول تھا اذان کو قیامت کے قضا کی نماز ون کی ساتھ اذان اور قیامت کے یعنی
 چار نمازوں کے واسطے ص اور باقی کی واسطے اختیار ہے چاہے ہرین اذان اور قیامت کے یا فقط قیامت پر کہ واسطے اور
 کو اذان کہنا بہت ہر ص اس جو سے کہ اذان ذکر نماز نہیں ہر اس کے واسطے طہارت شرط ہے و ص اور تکرار مکروہ ہے اور اگر
 کہتے تو عبادہ و انوکھا اور اذان پنجب کی مکروہ ہے اور ایسے ہی قیامت اور کی تو اگر چاہے اذان کی بھی عبادہ کیا جائے گا اور اگر قیامت کی

تو اقامت کا اعادہ نہ ہوگا **ف** کیونکہ اگر اذان کی شروع ہو اور تکرار اقامت کی نہ شروع ہو اور اگر اذان کا بھی اعادہ نہ کرے تو نماز ناجائز ہوگی اور اقامت سنت میں فقط **صلی** اور اذان عورت اور مجنون کی مکروہ ہے اور اعادہ اس کا استحباب ہے اور اگر مسافر یا کوئی شخص جو مسجد میں جماعت سے غائب رہتا ہو اذان اور اقامت کو ترک کرے تو مکروہ ہے لیکن اگر مسافر اقامت کو فقط نہ تو جائز ہو **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بیٹوں ابی بلیکہ کے جب آیا وقت نماز کا اذان دو تم دونوں اور اقامت کہو اور اقامت کرے بڑا تم میں ایسا صحیحین اور ترمذی میں **صلی** جو شخص کہ شہر میں گھر میں اپنے نماز پڑھتا ہو اگر اذان اور اقامت دونوں کو ترک کرے اس کے محلے میں اذان و اقامت ہوتی ہے جائز ہے کیونکہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ محلے کی اذان ہر کوئی کفایت کرتی ہے **ف** روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی **صلی** اور دیہات میں اگر ایسی مسجد ہو کہ اذان و اقامت اوس میں ہوتی تو اس کا حکم شہر کا سا ہے اور اگر اوس میں ایسی مسجد نہیں تو جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہو اگر اذان و اقامت دونوں ترک کرے تو مکروہ ہے اور فقط اذان کا ترک کرنا جائز ہے اور جب تکیر کہنے والا حی علی الصلوٰۃ کہ لام نماز کی واسطے کہرا ہو اور جب ققامت الصلوٰۃ کہے نماز شروع کرے

باب نماز کی شرطوں کے بیان میں

دو شرطیں پاکلی بدن کی ہر نجاست حقیقی اور حکمی سے اور پاکلی کپڑے کی اور چارے نماز کی **ف** کیونکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ نے **وَنِيْلَا لَكَ فَطَوَّسْتُ** یعنی کپڑوں کو اپنے پاک کر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَرَأَى كُنْزًا جَدْبًا فَاَطْلَقَهُمْ** وایعنی اگر جنب ہو تم سو پاک کرو **صلی** اور چھپانا عورت کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِى بُحْبُوحِكُمْ** لو تم زینت اپنی کو نزدیک ہر نماز کے یعنی وہ کہ چھپاؤ عورت اپنی کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہر نماز حائض کی مگر ساتھ چادر کے روایت کی ہے ابو داؤد اور ترمذی اور حسن کہا اسکو اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو اور ابن خرمیہ نے اپنی تصحیح میں **صلی** پانچویں قبلہ کی طرف موند کرنا چھٹے نیت کرنا **ف** دلیل اہل کی یہ ہے **وَقَوْلُهُمْ اَوْجُوْا حُكْمًا شَطْرًا** یعنی پیرو موند اپنے کہ طرف اس کے یعنی قبلہ کے اور دوسری دلیل قول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **اِنَّهَا لَا اَحْمَالُ بِالنِّسَاءِ** یعنی ثواب عموں کا ساتھ نیت کے ہے اور صلوٰۃ خود موند موند ہر حصول ثواب کی واسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہے ایک امر واجب ثواب کا **صلی** عورت مرد کی ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہر **ف** روایت کی ہے قطنی نے عطاء بن ایسا سے انھوں نے ایوب رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے سنا سنیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت اور گھٹنوں کے ہے اور اسناد میں اسکی سواد بن داؤد ضعیف کیا اسکو عقیلی نے لیکن توشیح کی اونکی ابن سعید نے اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ زانو عورت سے ہے اور اسناد میں اسکی عقبہ ایشکری ضعیف کیا اونکو ابو حاتم اور قطنی نے اور روایت ہے عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک ستر ہو رہا ہے اسکو قطنی نے اور ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ناف ستر میں داخل نہیں بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور گھٹنا ستر میں ہے بخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ان ستر میں ہے مگر امام مالک کے نزدیک اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **اَلْفِنْجَانُ عَنِ الرَّانِ** یعنی ران عورت ہے اور ستر جو اللہ **اَحْكَمُ** یا اللہ **اَحْكَمُ** **صلی** اور لونڈی کی بھی نہیں عورت ہے مگر بیٹ اور بیٹی بھی اسکی عورت ہے اور عورت آزاد کی عورت تمام بدن ہے مگر موندہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم عورت کے عورت میں داخل نہیں **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا **اَلْمَرْءُ اَوْ اَلْغُلَامُ اَوْ اَلْغُلَامَةُ اَوْ اَلْمَرْءَةُ اَوْ اَلْغُلَامَةُ اَوْ اَلْغُلَامَةُ** یعنی عورت عورت چھپی ہوئی ہے

رحمۃ اللہ علیہ نے ص نماز فرض میں فرض کا معنی کرنا سنت میں شرط ہے اور زبان سے کہنا اور دل میں نیت کرنا
فصل ہے اور نوافل اور سنت تراویح میں مطلق نیت کافی ہے اور تقدیری کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نماز کے اندر سات ہیں پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ**
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہے **مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَسُكُوتٌ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَتَحْلِيلُهَا الشَّلَامُ**
یعنی کلید نماز کی طہارت ہے اور تحریم اس کی تکبیر یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال سنانی صلوٰۃ ہیں وہ سب حرام ہو گئے اور سی سببت
اوسکو تحریم کہتے ہیں اور تحلیل اس کی تسلیم ہے یعنی جو چیزیں حرام ہو گئیں تھیں وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاؤ گی تو
کیا اوسکو ترندی نے اور ابی داؤد نے اور حسن کہا اوسکو نوونے **ص** اور اوسکو تکبیر تحریم کہتے ہیں اور ہاتھ اٹھانا اور
سنت ہے وہ سب کھڑا ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ **فَوقُ مَقَامِ الْقَائِمِينَ** یعنی کھڑے ہووے
اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع و خضوع سے **ص** تیسرے ترات یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ **فَاقْرَأْ**
مَا تَنصِتُ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے **ص** چوتھے رکوع پانچویں سجدہ ساتھے اور ناک سے
اور فقط ناک سے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہیں اور
پرفتنوی ہوتے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ **فَإِذَا كَفَرُوا فَاعْلَمُوا** رکوع کر اور سجدہ کرو **ص** چھٹے اخیر کا قعود یعنی بیٹھنا آخر
نماز میں **ف** کیونکہ روایت میں ابو داؤد کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب سکھایا تھا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اراد کیا تو فرمے سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ تو بیٹھ
اور روایت دارقطنی میں ہے **إِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ نَهَيْتَ صَلَاتَكَ** اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ جملہ حدیث میں داخل نہیں
بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ **إِنْ تَفَقَّحَ الْحَفَاطُ عَلَى الْإِعْمَالِ رَجَحٌ**
یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ صحیح ہے یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کہا شیخ ابن الہمام نے اوسکے جواب
میں **وَأَمَّا أَنْ تَحْتَاطَ بِهَذَا أَنْ تَحْلِلَ مَوْقُوفَةً وَلَمْ يَوْقُفْ فِي مِثْلِهِ مُحْكَمٌ لِقَوْلِهِ** یعنی حق یہ ہے کہ
نمائت اور اج یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اوسکے مثل حکم میں ہے واللہ اعلم بوجہ اختلاف ہو قعود انداز میں
لیکن صحیح یہ ہے کہ مقدار تشہد کے یعنی عہدہ و رسول تک اور اسی کو اختیار کیا ہو کافی ہیں اور فتح القدیر میں **ص** ساتویں ساتھے
کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہیں پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت ملائیس سے رعایت ترتیب
کی اور کاموں میں جو نماز میں مکرر آتے ہیں تو تکبیر تحریم اور قعدہ اخیرہ میں رعایت ترتیب کی فرض ہے چوتھے قعدہ اول یعنی چوتھے
دو رکعتوں کے چار یعنی نماز میں بیٹھتے ہیں پانچویں تشہد و نوون قعدوں میں اور اخیرے میں لکھا ہے کہ پہلا قعدہ سنت ہے اور اخیر قعدہ
ہو اور پہلے میں لکھا ہے کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدے میں سنت ہے اور دوسرے قعدے میں واجب ہے لیکن صاحب وقایہ مذہب
یہی ہے کہ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہے ہفت
لیکن دونوں مذہب کی اور پندرہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قرآن ہے **سُورَةُ الشُّرَاٰطِ**

وکیع سے اور کہا انھوں نے کہ کعبہ مطہرہ محفوظ اور کہا انھوں نے کہ تھے امام مسلم انوں کے اپنے وقت میں اور کہا ابن ابی نعیم
 میں نے فصل وکیع سے تو کہا گیا کہ کیا ابن المبارک کو نسل تھا کہا کہ ہاں اور انکو بھی نسل تھا لیکن میں نے کعبہ میں فصل وکیع سے تھے قبل
 قبل اور ذکر کرتے تھے حدیث کو اور قیام کرتے تھے رات کو اور روزہ رکھتے تھے دن کو اور فتویٰ دیتے تھے قوال امام ابو حنیفہ پروردگار
 راوی ہی بن عمر بن عیسیٰ کوئی کہ تابعی بن عیسیٰ بن آدم ابو عاتق سے اور محمد بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ بن عمر
 کہا ابو زرہ سے کہ باکس یہ یعنی میں ہرج ہرجا سے اس وقت کے اور نسائی میں اسکی ایک حدیث ہے مسئلہ میں اور لیکن علامہ تو کہا کہ میں نے
 میزان الاعتدال میں کہ علامہ صدیق برادر کہا عاتق بن حیرہ نے تنہا میں ذکر کیا اسکو ابن حبان ثقات میں اور ذکر کیا اسکو
 ابن سعید بن ابی خالد میں اہل کوفہ سے اور کہا کہ کمال ثقتہ قلیل الحدیث یعنی تھانہ تھوڑی حدیث والا اور کہا شیخ قاسم
 قتلوبغا حنفی نے تصحیح احادیث الاختیار کے بعد نقل کر کے اس حدیث کے صنف ابن ابی شیبہ سے کہ یہ سند جدید ہے کعبہ مطہرہ
 اور وہی بن عمر بن عیسیٰ کی اسکی ابو عاتق سے اور روایت کی اسکی نسائی اور علامہ نے اخراج کیا اونسے بخاری حرمہ علیہ نے رفع ایضا
 میں اور سلم نے اپنی معجم میں اور جاردن عالمون نے اور ثقہ کہا اسکو ابن حبان سویش شاہ پر اس حدیث علی بنی حدیث کا پس میں ہرج
 کلام کی اس شخص کے جسے کہا کہ نہیں قابل ہونے کی اس مسئلہ میں واللہ اعلم ص بعد تحریر کے ہاتھ باندھ کے بنا پڑے وہ یہ
 سبحانک اللہ و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جلالک و کبریاک و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت
 و یحییٰ للذی فی قطن السموات و الارض سلیقا و کانا من المشرکین و پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک
 پڑھے دلیل انکی حدیث علی بنی اسعد کی ہر طویل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے یہ آیت اور دعائیت جابر بنی اسعد کی کہ
 تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب روع کرتے نماز کو کہتے تھے سبحانک اللہ و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جلالک
 و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت
 دلیل جاری حدیث النضر بنی اسعد کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز کو کہتے تھے او فرماتے تھے سبحانک
 اللہ و تبارک اسمک و تعالیٰ جلالک و کبریاک و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت
 اور جابر بن عمر بن سعید رضی اللہ عنہ سے اس شخص کو مرفوعا اگر حدیث عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی وقف کیا اسکو اور پڑھ کر اسکو منع کیا
 اسکو و اذنی نے عمرو بنی اسعد سے پھر کہا محفوظ ہے کہ یہ قول عمرو بنی اسعد کا ہے اور شیخ مسلم میں ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جہر کرتے تھے
 ساتھ ان کلمات کے کہ اتقی اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی عایشہ رضی اللہ عنہا اور ضعیف کیا ابن کون اسکو لیکن معج کیا
 اسکو محدث فیروز آبادی اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کے قول سے اور روایت کیا اسکو سعید
 ابن مسعود نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے اور سنن ابی داؤد میں ہے ابوسمید کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اڑھتے
 رات کو کہتے پڑھتے سبحانک اللہ و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جلالک و کبریاک و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت و لا اله الا انت
 السبعین العلیٰ بن السیطان بن حنیفہ میں ہمیں ہر کوئی کہہ و کفایت پھر قرأت کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا ترمذی
 نسائی ابن ماجہ کما ترمذی نے حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث میں اس میں اس حدیث کا کلام کیا اسکا ترمذی اسکا تھے
 یہ بھی بن کلام کرتے تھے علی بن علی بن علی بن ابی ہریرہ حدیث اور توفیق کی علی بن علی کی وکیع اور ابن ابی ہریرہ

ابن سعید بن ابی خالد

ابن سعید بن ابی خالد

اجلہ ترین سے اور سب ثابت ہوا اعلیٰ مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے حضرت رضی اللہ عنہ کے قرات اسکی تو معلوم ہوا کہ جی اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور یہی اخیر تھا اونکے فعل سے اسحسین بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے ابو ہریرہ اور زعافر ذکر کیا اسکو شیخ ابن امام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وہ تھا آخر میں الکلی کا کہہ سکتے ہیں علیہ وسلم ذلک کو یقول بسنتہ عینا احکامنا من الایمۃ ولا یقتضی صحیح ہر کل روایتوں اس واسطے کہ اتفاق کیا اسپر بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے نہیں کہا کیسے ساتھ سنت خاص سبحانک اللہم کے تو اگر وہ دعا اسکے جیسے پڑھ کر صحیح نہیں اور جائز نہ تھا اور نہ جو روایت ہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معمول ہے اور پھر نوافل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہاء نے اور مؤید اسکی جو وہ مروی ہے شیخ ابن عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے تو فرمایا کہ اللہ اکبر بن و جہت و صحیح آخر تک بخلاف سبحانک اللہم کے کہ ثابت ہے ہر فرض میں صر اور بعد تک کے تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ و عزمنا انی ولا اذ اقول ان القرآن قاسمنا باللہ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو نپاہ لیجا طواف اللہ کے مراد یہ ہے کہ شیطان سے پناہ مانگے کہ وہ حاجت تو قرات قرآن میں ص اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور سبق پڑھے تو تعوذ تابع قرات کا اور نہ تابع ثنا کا سو شخص قرات کسے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات ذکرے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرت عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور فاتحہ اور سورت کے سچ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ کہے اور امام شافعی کے نزدیک تسمیہ کو لبت پڑھے اور بت سی حدیث میں شیخ واروہ بن کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین قرات کو الحمد للہ رب العلمین سے شروع کرتے تھے تو اس معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ ہستہ پڑھتے ہونگے اور صاحب ہاء لکھا ہے قبل ابن مسعود و جابر بن کہ آہستہ سے انکو امام اور ذکر کیا انہیں تعوذ اور تسمیہ اور آمین کی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ ابراہیم بنی رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی دؤل سے انہوں نے عبد اللہ کہ وہ تھے کہ تسمیہ الحمد للہ الرحمن الرحیم کو اور صحیح ابن خریزہ ابن حبان اور نسائی میں ہے نعیم مجہر سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سو پڑھی انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم مجہر پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پونچھے ولا الضالین تک پھر کہ آمین پھر سلام پھر کے کہ تسمیہ ہو اوس خات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے تحقیق کہ میری نماز مشابہ تر ہے ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ابن خریزہ نے نہیں شک ہے اوسکی صحت میں اہل معرفت کے نزدیک یہ حدیث مستلزم ہے کہ نہایت ہر سنا نعیم کا باوجود آہستہ پڑھنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ حبیب تک مبالغہ نہ کرے اخفائے رب تک سنائی دیتا ہے خصوصاً پاس والہ مقصدی کو اور صحیح ہے عبد الباقی بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجہر کرتے تھے بسم اللہ کا کہا حاکم نے صحیح ہے بغیر علم کے اور صحیح کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہوا اسناد اوسکی قوی اور ضعیف کیا اسکو اکثر محدثین نے اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہے کوئی حدیث صحیح ہر من مکر اوسکی اسناد میں گفتگو ہے اور اسی سبب صاحب نیدار بعد اور امام احمد نے اجادیت جہر کو اخراج نہیں کیا باوجود اشتمال اسکے کہ اجادیت ضعیفہ پر کہا امام العلماء میں شیخ ترمذی نے ابن تیمیہ نے اور روایت کی ہمنہ دارقطنی سے کہ نہیں صحیح ہونی حضرت سے ہر من کوئی حدیث اور مروی ہوا دارقطنی سے

کہ تصنیف کی آفتے ایک کتاب میں پچہ چہرہ بسم اللہ کے اور اراوہ کیا بعض مالکیہ سے کہ حدیث میں اس سے صحیح نہیں کیا
 کہ صحیح ہوئی جو میں کوئی حدیث اور کہا عازمی نے کہ حدیث جہر اگرچہ کثرت ماثوہین لیکن کوئی حدیث خالی فصاحت میں
 روایت کی امام طحاوی جہر کو قرات اعراب کی اور بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ نہیں جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 بسم اللہ کہا ان تک کہ وفات کی حدیث معارض ہو اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جو ہر میں گزری تو وہ معمول ہو اور اس کے
 اس کے کہ کبھی کبھی نور صریح ہو جب حمل ہو حدیث مسلم کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر
 اور عثمان رضی اللہ عنہم جمع میں پش سناسینے کیا اور میں نے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس سے ملو نفی قرات نہیں ہو بلکہ نفی ہر
 بلکہ سری روایت کہ نہیں جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے روایت کیا اسکو احمد و ترمذی نے ساتھ اسحاق کے
 اور بھی روایت ہو اور تھیں کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پس لوگ تھاکر تھے
 بسم اللہ کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ایک لفظ میں ہو کہ سر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ کے اور روایت کیا طبرانی نے انس رضی اللہ
 کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اور
 معاویہ رضی اللہ عنہ ہی مذہب ہو سیان ثوری اور ابن المبارک کا اور کہا ابن عبد اللہ ابن منذر نے کہ یہی قول ابن مسعود اور
 ابن الزبیر اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مسعود اور حاکم اور حسن بن ابی اسحق اور شعبی اور نعیمی اور واذا عی اور عبد اللہ بن المبارک اور
 قتادہ اور عمر بن الغزیر اور شمس اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی عیسیٰ اور احمد بن اسحاق کا اور روایت کی امام ابو حنیفہ طریق بن
 شہاب ابی سفیان سعدی انھوں نے یزید بن عبد اللہ بن مسعود سے انھوں نے اپنے پاس تحقیق کیا انھوں نے نماز پڑھی میں نے پیچھے بسم اللہ اور
 بسم اللہ سو کیا عبد اللہ بن مسعود نے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے سو کیا
 جہر کرتے نہیں سنا اور کہا انھوں نے اپنے بیٹے سے ای بنی مٹی بنی یہ کرنا بسم اللہ الرحمن الرحیم کا حدیث اور حدیث ہر حدیث
 کے فاذکیہ سورت پڑھو اور فاذکیہ پڑھنا ہر مذہب میں کن نماز یعنی فرض میں اور طرح سورت اور امام شافعی رحمہ اللہ کے
 نزدیک فاذکیہ فرض میں امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک دون فرض میں تکبیل امام مالک کی یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل آخر حدیث یہ کہ
 نہیں ہو نماز اگر ساتھ اُحس کے اور ایک سورت کے کما شیعہ ابن الہمام نے روایت کیا اسکو ترمذی ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا ابو
 ابن ثابہ نے اور قضا کیا اسپر لا صلوات اللہ علیہ لعلہ یقرہم آخر اسکو اسکو روایت کیا اس ترمذی اور وہ ضعیف ہے ساتھ ابوسفیان
 طریق بن شہاب کے اور روایت کی ابو حنیفہ نے سند میں نقل کی گئی ابن معین اور نسائی سے تصنیف اسکی اول میں کی اسکا
 ابن عیسیٰ اور کہا کہ روایت کی اس سے شافعی نے لیکن وہ لا تاہر متون میں ایسی چیز کہ میں لا تا کوئی اسکو سوا اس کے اور اسکا ثبوت
 مستقیم میں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور حدیث کیا اسکو طبرانی نے ابی انضر سے کہ میں ہر نماز ساتھ اُحس القرآن یعنی اُحس کے
 اور ساتھ اس کے بغیر اور حدیث کے اسناد میں اسکی انعیل بن حیا ش ضعیف ہے اور تھیں اسکی ابن معین نے اور جاری مؤید ہو وہ
 روایت یہ کہ امام طبرانی کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذکر ان میں میں نے کہ نہیں
 نماز اگر ساتھ قرات کے اگرچہ فاذکیہ ہو اور روایت کیا اسکو ابو حنیفہ نے اور عمارت نے یسند میں اور ابن عدی نے لیکن ابو حنیفہ کے
 طریق میں ضعیف ہے اور طبرانی کا اسناد میں جلیج بن لوطا ضعیف ہے اور یزید بن ہارثی قول ثعلبی کا یہ اذکر ان میں میں نے کہ نہیں

طریق بن شہاب
 ابی بن عیسیٰ
 علی بن اسحاق

یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن میں سے اور بخیر و واحد ہو اور خبر واحد سے زیادتی کا امام السدر پر نہیں جائز ہو جو جب العمل ہو تو کما
 یعنی ساتھ جو فائز اور سورت کے اور دلیل امام شافعی کی یہ ہے جو روایت کی بخاری و مسلم نے کمالاً یقیناً کتاب
 یعنی نہیں ہو نماز اگر ساتھ فاتحہ الکتاب کے اور تقدیر اس کی یہ کہ نہیں ہو کمال نماز کا اگر فاتحہ الکتاب سے جیسے دوسری حالت
 میں فرمایا کہ لا یشان لیمن لا یشان لک ولا یشان لک ولا یشان لک یعنی نہیں ہو ایمان اور شخص کا جس کا
 نہیں ہو زمین میں جو اس کا جس کا علیہ السلام نہیں تو مولود اس نفی ایمان و دین بالکل نہیں ہو بلکہ مال ایمان اور دین میں یہ چیزیں ہشت
 خل کی ہیں و اللہ اعلم فقط اور بعد و لا الضالین کے آہستہ آہستہ سے آمین کے اور تقدیر
 بھی جبری نماز میں آہستہ آمین کہے اور دلیل اس کی وہ ہے جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کی احمد اور ابوی
 اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں شعبہ انھوں نے سلمہ بن کبیل سے انھوں نے حجر عنہ سے انھوں نے علقمہ بن ابی
 انھوں نے اپنے باپ کے نماز پڑھی انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ پونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضور علیہ
 و لا الضالین پر کسی آمین آہستہ اور روایت کیا اس کا ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ سنیاں سے انھوں نے سلمہ بن کبیل سے
 انھوں نے حجر بن عنبس سے انھوں نے سواہل بن خمر سے اور اوہم بن ہر کہ بلند کیا انھوں نے آواز اپنی کو ساتھ آمین کو مخالفت کی آمین
 سنیاں نے شعبہ کی کئی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت میں حجر بن عنبس سے اس میں حجر بن عنبس سے علقمہ بن کبیل سے اور کما ترمذی نے نقل کیا ہے میں
 کہ پوچھا میں بخاری کیا علقمہ نے سنا ہے اپنے باپ سے تو کما بخاری کہ یہ اس کا ابو علقمہ بعد مرنے اپنے باپ کے چھ مہینے بعد اور انقطاع مسلم
 کیونکہ روایت کی سلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ کے کما شیخ ابن الہمام اور ترجیح دی ارقطنی نے روایت سنیاں کو اور بھی نہیں
 حتیٰ جس حدیث کو شعبہ سے بضمون رفع روایت کیا ہے اور اسی میں سے صاحب ہادیہ اس حدیث عدول کر کے ابن مسعود رضی اللہ
 کے قول کی طرف رجوع کیا اور مؤید رفع کی ہے جو ابن ماجہ میں ہے کہ تھے علیہ السلام جب آمین کہتے تھے گونج جاتی تھی مسجد اور میں کہتا ہوں
 کہ معارض ہر اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کی ابن ابی نعیم اس اسناد حدیث کا و کثیر ثناء سفیان بن عیینہ سلمہ بن
 کبیل بن نجی بن عتبیس بن اہل ابی جحیر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ و لا الضالین
 فقال امین و خففت بہ اذ تہنئ یعنی اُمین اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد جو میں رفع صوت آمین مذکور ہو تو دو
 حدیثیں مخالف ہوئیں اس ایک حدیث کی توضیح یہ ہو گا کہ آہستہ سے آمین کہے صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رکوع کرے
 جھکے اور دونوں ہاتھ رکوع میں دونوں رانوں پر رکھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھے و کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 واسطی السبک کے پیچ رہیٹ طویل کے اور آخر اس کا یہ کہ ایڑی سے جب رکوع کرے سو رکھ کفوں اپنے کو اوپر دونوں رانوں
 اپنے کے اور کشادہ رکھے انگلیوں کو اور اوٹھائے رکھ دونوں ہاتھ کو دونوں پہلو سے روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم اوسط میں
 اور تلبیق بدین کی نسخہ ہو اور وہ یہ کہ دونوں ہاتھوں کو ملا کے دونوں ران میں رکھے بلبل اس کے جو مروی صحیحین میں
 معرب بن سعد بن ابی وقاص کہ کما نماز پڑھی میں نے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی میں نے سو کما میرے باپ کے کہ اس کو پہلے
 ہم کرتے تھے ایسا بھرنے کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھیں دونوں ہاتھوں کو اوپر رانوں کے صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کرے اور کو
 بھی بیٹھ کر برابر رکھے و کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے و ابیہ بن عبد ربیع سے کہ کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ

بعد اسکے موزن کو دو کف کے بیچ میں فٹ کیا تو نہ روایت ہر سند ابو یعلیٰ بن ابی اسحق سے کہا کہ وصف کیا واسطے ہمارے
برابر بن عازب نے سچے کو پس سجدہ کیا اور عطا کیا اور دونوں کف کے اور اوٹھایا سرین کو اور کہا کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ جو یہ حدیث صاحب ہدایہ وائل سے نقل کی ہو پائی نہیں گئی اور کما فیج ابن الہمام کو نہ میں حدیث قدس
عزیز ہے یعنی ہونا اس کا حدیث وائل سے غریب ہو اور صحیح مسلم میں جو حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ
کیا رکھا موزن پاد و لون کف کے بیچ میں اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کان کے ہو گئے تو اب بارض ہو گا اس کے جو صحیح بخاری
میں ہو حدیث ثانی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں کف برابر کا نہ خون کے اور مقام میں روایت مسلم کی مقدم ہو جائے
پھر سچے کہ سند بخاری میں فلک بن سلیمان اگرچہ راجح بھی ہے کہ وہ ثقہ ہو لیکن کلام کیا گیا ہو اس میں ضعیف کیا اس کو سوائی اور بن
سعین اور ابو حاتم اور ابو داؤد و ابویحیی القطان اور سیاحی نے اور روایت کی اسحق بن ربهویہ مسند میں احببنا للثوری
عن عاصم بن کلثوم عن ایدہ عن وائل بن جحیر اس سناد سے کہ کھانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھے دونوں ہاتھ
مقابل کانوں کے اور یہ سناد صحیح ہو اور روایت کی عبد الرزاق نے مصنف میں احببنا للثوری اوسے اسناد سے اور لفظ
اس کا یہ ہو کہ کان سے یکا اذینہ اور تھے ہاتھ آپ کے مقابل کانوں کے اور روایت کی طحاوی حفص بن غیاث سے انہو
نے حجاج بن انہو بن ابی اسحق سے کہا کہ پوچھا میں برابر بن عازب کہ کس جانتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی سجدہ میں جب باز
پڑھتے تھے کہا کہ درمیان دونوں کف کے واللہ اعلم اور سجدہ کرتے ناک اور پیشانی دونوں پر کیونکہ روایت کی ابو داؤد و سوائی نے
اور عبارت او نہیں کی ہو اور ترمذی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے جاتے تھے ناک اور پیشانی اپنی کو اور اگر رکھتے
دونوں ہاتھوں کو دونوں پہلو اور رکھتے تھے کف کو برابر کا نہ خون اور روایت ابو یعلیٰ بن ابی حمزہ کہ پھر سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سوچا یا ناک کو اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک پر قنصر کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہو اگر
سے اور یہی روایت ہوام ابو حنیفہ سے کیونکہ روایت کی صحیح سنن والون ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا گیا میں کہ سجدہ کرو سات اعضا پر چھو دو دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور گنا سے قدسوں کے اور روایت کی ماخذ اسکے بارے اور روایت
کی اسی سند ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے یہ حدیث اور رکھا دونوں ہاتھوں اور زانو کا سنت ہے نزدیک ہمارے لیکن
رکھا قدسوں کا سو کہا ہو قدوری میں کہ وہ فرض ہو سجدہ میں گنا فی الہدایۃ حص اور انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور دونوں بازو کو
پسے چار رکھے اور پیٹے کو اس کے اور انگلیاں دونوں پیر کی قبلے کی طرف کرے تو میں بار سبھان ربی الا اعلیٰ کے یا زید اور اگر
گڑی کے بیچ پر با فضل کے پڑے پڑا اوں چیز پر جس کا حجم ہو سجدہ کیا اگر پیشانی تراز پر گڑی ہو تو جائز ہے ورنہ درست نہیں ف کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اوپر سچے ہمارے کہ روایت کی ابو نعیم نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں سچ ذکر ترجمہ البرہم
اوہم رحمۃ اللہ علیہ کہ حدیثنا ابراہیم بن محمد بن محمد بن ابی حنیفہ حدیثنا ابوالحسن عبد اللہ بن موسیٰ احموط
الصوفی فی القنادی ثنا کاشح حدیثنا ابوالحسن بن علی الدمشقی ثنا محمد بن فیل وز المصنفی
ثنا یحییٰ بن الولید ثنا ابی ہریرہ بن آدم عن ابی ہریرہ عن ابن مسعود عن النبی عن سید بن جبیر
عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے کہ گنا سے کما مت یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور اگر

وایستے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونگھیں نہ کوٹھیلیا تے تھے اور نہ بہت تنگ کرتے تھے بلکہ
 اوسط درجے میں رکھتے تھے اور نہ کرتے تھے اونگیوں کا طرف قبلے کے اور ہاتھ دین میں ہو کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ جب تک کہ آہنوں میں سجدہ کرتا ہی ہر عضو اوس سے پس جائیے کہ نہ کرے اپنے اعضا کا طرف قبلے کے معنی المیہ و اور اس حدیث پر لائق میں
 مطلع نہیں ہوا اور تسبیح جو کہ مع وجود میں کہی جاتی ہو اگر تین سے زیادہ کہ تو لازم ہو کہ طاق کے مثلاً تسبیح یا سات یا نو اس طرح کہیو
 حدیث میں آیا ہو گا کہ یکتیم یا لوتر یعنی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ وتر کے کہا صاحب فتح القدیر نے فرمایا
 واللہ سبحانہ اعلم یعنی یہ حدیث غریبہ و اور اس حدیث جادہ جانتا ہوں صحت اگر آدمیوں کے ہجوم کے سبب کسی شخص کو دوسری یا تیسری سجدہ
 کیا اگر وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو تو درست ہو اور اگر نماز نہیں پڑھتا یا پڑھتا ہو کہ وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہو نہیں پڑھتا تو سجدہ کا
 درست ہو ویکار اور حدیث پر یہ کہ اس کے لئے اور بعضی کے پھر سر اوٹھائے اور تکیہ کے اور اطمینان سے بیٹھے اور پھر تکیہ کے اور سجدہ
 ٹھہر کے ف کیونکہ حضرت نے حدیث اعرابی میں ارشاد فرمایا پھر اوٹھا سر یا یہاں تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا او
 دوسرا سجدہ کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہو گا اور صحیح کے نزدیک اور اندازہ رفع میں اختلاط کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ اگر کسی کی طرف
 قریب ہو ویکار نہیں جائز ہو گا کیونکہ وہ شمار سجدہ میں ہو اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہو جائز ہو گا اس واسطے کہ وہ شمار کیا جاوے گا جس
 ص اور پھر تکیہ کے اور اوٹھائے سر پھر ہاتھ پھر زانو اور سیدھا کھڑا ہو جو بغیر تکیہ کے اور دونوں سجدہ سے سر اوٹھائے پھر تین
 یا دو بیٹھے بلکہ فوراً کھڑا ہو جاوے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اوسکو جلسہ سترحت کہتے ہیں ف اور دلیل امام شافعی
 کی وہ جو روایت ہوا کہ بن ابی شیبہ نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اوٹھتے تھے تو دونوں سجدہ
 سے نہیں اوٹھتے تھے جب تک بیٹھ نہ جاتے تھے سیدھا اور جواب سکا یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی میں تھا و الا نماز
 موضوع سترحت کے واسطے نہیں اور دلیل اس پر یہ جو روایت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوٹھتے تھے آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نماز میں اوٹھتے تھے اوپر کنا سے قدموں کے اخراج کیا اسکا ترندی خالد بن ایاس انھوں نے صالح مولیٰ تو اس سے انھوں نے
 ابی ہریرہ اور کنا ترندی اسی پر ہریرہ علی اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس اور کنا جاتا ہوں ایاس ضعیف ہے نزدیک محدثین کے اور اس سے
 ضعیف کیا اوسکا ابن عدیج لیکن کہا کہ کھی جاویں حدیث اوسکی باوجود ضعیف اوسکے کہ ابی القحطان اور جس تعبیل کی
 خالد بن ابی جودہ صالح بن اور وہ اختلاط ہو تو کچھ و تجزیہ خال کی نہیں اور قول ترندی کا کہ اس پر علی اہل علم کا مقتضی اوسکی
 قوت اصل کو اگرچہ ظاہر طریق ضعیف ہوا اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود کو کہ وہ اوٹھتے تھے نماز میں اوپر کنا سے قدموں
 اور نہیں بیٹھتے تھے اور انھوں نے اس کے حضرت علی سے اور سیدہ طح بن عمر اور ابن الزبیر اور عمر رضی اللہ عنہ اور روایت کی شعبی سے کہ تھے عمر رضی
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھتے تھے نماز میں اوپر کنا سے قدموں کے اور روایت کی یحییٰ بن عیاش سے کہ پایا
 بہت لوگوں کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سر اوٹھاتا تھا سجدہ ثانیہ میں پہلی رکعت یا دوسری رکعت میں تو
 اوٹھتا تھا جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا تھا اور اخراج کیا اسکا بیہقی نے عبد الرحمن بن زید سے کہ انھوں نے دیکھا ابن مسعود کو
 اسکے جو گزرا اور روایت کیا اس عمل کو عبد الرزاق ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر سے توجہ اتنے صحابہ کثیر سے یہ عمل مروی ہوا
 کہ سب اوٹھتے تھے اوپر کنا سے قدموں کے اور نہیں بیٹھتے تھے تو علی دوسرے وجہ ہو گا صحت اور دوسری رکعت بھی اس طرح ہو کر توفد

خالد بن ایاس

صالح مولیٰ

[illegible]

فصل قراءات کے بیان میں

ماز مجملہ و عیدین اور نماز فجر اور عشا اور غروب کی اذان و کعتوں میں آگاہی کے لیے اور کسی کے کواد میں اختیار ہوا اور قضا میں منع
 آہستہ سے پڑھے اور ادنیٰ درجہ پر کرایہ تو کہ ہر سرائے سے اور سرائے کا کہنے کا آپ سنا اور یہ بھی سنا اور عیدین کی نزدیک ادنیٰ درجہ پر کرایہ تو کہ
 آپ سنے اور ادنیٰ سرکرایہ کو فقط اربع جمع حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور جو چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح کے
 جو اپنے سننے سنائی دیکھ واقع ہو گئے **ف** اور ظہر اور عصر میں سرکریے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلَوَاتُ النَّاسِ
 سَمِعَ آدَمَ یعنی نمازین کی گونگی ہوا اور مراد یہ ہے کہ وہ میں قراءت ایسی کہ سنائی دیوے نہیں یہ حدیث ہادیہ میں ہے کیونکہ کہا نو ہوتی
 لا اصل کہ یعنی نہیں ہوا اس میں ریشہ کی آیت کہ یہ اس کو عبد الزان سے مسند میں قول ہوا ہوا ابی عبدیہ بنی النضر
 سے کہ مراد خبریں حدیثیں صحیحہ بشیوائی ہیں اور یوں اتفاق صحابہ میں بکلام کا ہی سبب اس میں کوئی حدیث نہ ہے
 کی حاجت نہیں اور مجملہ و عیدین کے جہر میں بہت حدیثیں ہیں روایت کی جماعت سے سو بخاری کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ میں سَلَامٌ عَلَى النَّبِيِّ الْكَافِلِ اور کُلُّ آتَمَاتِ حَدِيثِ الْعَاشِيَةِ اور جمعہ میں
 ہوا ابی ناقلی سے کہ پوچھا مجھے عن عمرؓ کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید غنمی اور عید الفطر میں کہا کہ پڑھتے تھے
وَالْقُرْآنَ الْجَبِيْدَ وَيَا قَتْلَ بِنَا لِسَاعَةِ صَلَوةِ الْعِشَاءِ اور کعتوں اول میں سورت نہ پڑھے اخیر کی دو کعتوں میں بعد
 فاتحہ کے پڑھ کر سورہ فاتحہ اور سورت دھنون کا جہر کرے اگر نام ہی ہو اگر فاتحہ پہلی دو کعتوں میں پچھو دو تو پچھلی کعتوں میں نہ پڑھے کیونکہ وہ
 کعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور پہلی رکعتوں کا بھی فاتحہ اس میں پڑھ لیا تو ایک کعت میں دو فاتحہ لازم تو نیگے اور تکرار فاتحہ کی
 غیر شروع ہوا و قراءت قرآن ایک آیت ہوا اور سنا پڑھنے والا گھبراہٹ کا سبب نہ کہ جبکہ اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور چھ سورت چا
 پڑھے اور اگر اس میں ہوتا مندوحہ بروج وانشقاق کے پڑھے اور اقامت میں فجر اور ظہر میں حجرات بروج تک سورت چا پڑھے اور غیر
 اور عشا میں بروج کہ کہن تک مغرب میں کہن سے آخر تک سورت چا پڑھے **ف** اور اس میں جو نہ آیت کی عبد الزان
 مسند میں أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى
 أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَا أَقْنُ أَفْنِي الْمَغْرِبِ بِقِصَاصِ الْفَضْلِ وَفِي الْعِشَاءِ بِقِصَاصِ الْمَقْصَلِ وَفِي الضُّبْرِ بِقِصَاصِ
 الْمَقْصَلِ یعنی لکھا ہے طرف ابو موسیٰ اشعریؓ کے کہ پڑھ مغرب میں بقصار مفصل یعنی کہ کہن سے آخر تک اور عشا میں
 اویسا و مفصل یعنی بروج سے کہ کہن تک صبح میں طویل مفصل یعنی حجرات بروج تک صل اور جو ضرورت ہو تو چھنا ہونے
 اور ایک سورت کا عیدین نماز میں کرنا کہ وہ ہوا و مقتدی چپکا کر رہے اور سنا اور کچھ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب کہ پڑھا جائے
 تو سنا و چپ پڑھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے اسطہ امام ہو تو قراءت امام کی کافی ہو اور سکو اور فرمایا کیا ہوا اس سے میرے جھگڑا
 کیا جاتا ہوں قرآن میں یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال افلی طرف جا کے قراءت قرآن میں خلل پڑتا ہے
 اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہؓ اور ضعیف کی گئی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والوں سے سنا
 رفع اس کے کہ مثل دار قطنی اور بقیہ کے اور ابن عدیؓ کہ صحیح ہے جو کہ مرسل ہو اسو کہ حفاظ نے مثل دونوں سفیان بن ابی یوسف
 اور ابو یوسفؓ اور شریکؓ ابی خالد والانی اور جبر اور عبد الحمید اور زائد اور زہیر نے روایت کیا اور سکو موسیٰ بن ابی عیسیٰ

بکرا

ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو سنا و چپ پڑھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے اسطہ امام ہو تو قراءت امام کی کافی ہو اور سکو اور فرمایا کیا ہوا اس سے میرے جھگڑا کیا جاتا ہوں قرآن میں یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال افلی طرف جا کے قراءت قرآن میں خلل پڑتا ہے اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہؓ اور ضعیف کی گئی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والوں سے سنا رفع اس کے کہ مثل دار قطنی اور بقیہ کے اور ابن عدیؓ کہ صحیح ہے جو کہ مرسل ہو اسو کہ حفاظ نے مثل دونوں سفیان بن ابی یوسف اور ابو یوسفؓ اور شریکؓ ابی خالد والانی اور جبر اور عبد الحمید اور زائد اور زہیر نے روایت کیا اور سکو موسیٰ بن ابی عیسیٰ

انھوں نے عبد اللہ بن شداد سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کا اسکو اور اس کا اسکو ابو حنیفہ نے بھی لکھا تو بر تقدیر اس کا
 بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کے ہمارے نزدیک حجت ہو اور دوسرے کہ روایت کی امام محمد بن حسن نے مؤطابین حدیثنا ابو حنیفہ ثنا
 ابو الحسن موسیٰ بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 قال من خلف امام فان قراءۃ الامام کہ قراءۃ اور وہ جو انھوں نے کہا ہو کہ ان حفاظ نے اسکو رفع نہیں
 صحیح نہیں ہے کہ احمد بن منیع نے سند میں ثنا اسحق بن اذرق ثنا سفیان بن اذرق ثنا سفیان و شریک
 عن موسیٰ بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم من کان کما امام فقرأۃ الامام کہ قراءۃ قال و ثنا جابر عن موسیٰ
 ابن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کہ اور میں نے ذکر کیا اور
 جابر سے اور روایت کیا اسکو عبد بن حمید نے حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے کہا حدیث بیان کی ہے حسن بن صالح نے انھوں
 ابی الزبیر سے انھوں نے جابر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اسکو اور اسکو حدیث جابر بن ابی اسحق
 اور دوسرا و شریک اسکو تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جابر اور ابی الزبیر نے رفع کیا اسکو ساتھ طریقوں صحیح کے
 سو باطل ہوا شمار کرنا اور ان لوگوں کو عدم رفع میں اور مقرر ہو جائے کہ متفق ہو وقتہ تو واجب ہے قبول اسکا اور صورتہ
 بہت سے رفع کریں اسکو تو کس طرح واجب قبول نہ ہوگی اور اخراج کیا اسکا ابن عدی نے ابو حنیفہ سے بیان ترجمہ
 میں اونکے اور ذکر کیا او میں ایک قصہ اور روایت کیا اسکو ابو عبد اللہ حاکم نے ثنا ابی محمد بن محمد بن
 حکمان الصیرفی ثنا عبد الفتاح الفضل البکری ثنا مکی بن ابی ابراہیم عن ابی حنیفہ عن موسیٰ بن
 ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 صلی و رجل خلفه یقرأ فجعل رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ عن
 القراءۃ فی الصلوة فلما انصرف اقبل علیہ الرجل فقال استہانی عن القراءۃ و خلف رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فتنازعنا حتی ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام من
 صلی خلف امام فان قراءۃ الامام کہ قراءۃ یعنی کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور پڑھتا تھا
 نماز میں ایک شخص پیچھے آپ کے سوئے کیا اسکو ایک صحابی نے قنات نماز میں توجیب فارغ ہوئے نماز سے آیا اس کے پاس وہ
 شخص سو کہنا کہ تم منع کرتے ہو مجھے قنات پیچھے امام کے سو جھگڑا کیا اور دونوں یہاں تک کہ ذکر کیا گیا اس سے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سو کہنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو کو یا قنات امام کی اسکی قنات ہو اور کہ ابو حنیفہ کی
 روایت میں ہے کہ تھایہ ظہر اور عصر میں اور انکی روایت میں لفظ ظہر اور عصر کا مذکور ہے اور معارض ہے اس کے جو روایت کی ابو داؤد و ابو
 ترمذی نے عبادہ بن صامت سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر میں سو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اور بھاری ہوئی اور قنات توجیب فارغ ہوئے کہا کہ شاید قنات کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ نہ پڑھتا تھا کتاب کیونکہ میں نماز ہو اسکی جس نے نہ پڑھا اسکو اور کہا صاحب ہمارے کہ ہمارے مذہب پر جماع صحابہ اور

صلی اللہ علیہ وسلم سنتے قرار تک ایک جوان کی انصار سے سوا نزل ہوئی کیبت وَاِذَا قَرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ
وَآصْبَحُوا اور روایت کی ابن مردودہ نے تفسیر میں کہ کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز میں بیچھے امام کے

ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت ہو کہ ہر قریب واجب ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہے جہاں
ہی نہیں تخلف کرتا ہی اوس سے مکرنا فتح اور یہ حدیث ہے کہ میں ہر روایت ہوا امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں نے امام ابو حنیفہ
جماعت کو بیچ کچھ پڑھو غیرہ کے تو کہا کہ آجبت تو گھا یعنی نہیں دوست رکھتا ہوں میں ترکا و سکا اور کہا امام محمد نے ہوا میں
کہ حدیث میں نصبت ہو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تر ہو جاوین تعلیم تو نماز اپنی جگہ میں ہی یعنی اوستوت تکلیف جماعت
نہیں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا دیا اخراج کیا اسکا ابو داؤد
اور حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سننے نہ کو اور نہ آوے جماعت میں تو نماز نہیں اؤگی
ما بعد سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری و مسلم پر ہے **ص** اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب جانتا ہو
پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو بہتر گار زیادہ ہو پھر جو سن میں زیادہ ہو **ف** روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا
حضرت امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو
اور اگر سنت کے جانے میں برابر ہوں تو جو اقدم ہو ہجرت میں تو اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے سلام لایا ہو اور روایت کیا اوسکو
ابن حبان اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل علم ہم بابتہ کے **ف** اَفَقَّهَهُمْ فَيَقْضُوا فَيَقْضُوا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر
ہو وین تو جو سن میں بڑا ہو گواشیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہے لیکن اسناد اسکی صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کی ابن ابی
شیبہ نے سند صحیح ابو مسعود انصاری مائند اسکے اور اسکے الفاظ یہ ہیں **يَوْمَ الْقِيَامِ اَقْبَلُكُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَاَنْ كَانُوا فِيهِ**
الْقِرَاءَةُ سَوَاءً فَاسْتَمِعُوا بِالسُّنَّةِ فَاَنْ كَانُوا بِالْعِلْمِ فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاقْدَمُوهُمْ هِيَ السُّنَّةُ فَاَنْ كَانُوا فِي
الْحُجَّةِ سَوَاءً فَاقْدَمُوهُمْ سَبْعًا یعنی اگر ہجرت میں برابر ہوں تو پھر جو سن میں بڑا ہو و اور فرمایا کہ نہ امامت کسے ایک
دوسرے شخص کی امامت کی جا میں اور نہ بیٹھے اوسکے گھر میں اوس جگہ پر جو اوسکی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہو مثلاً ایک مکان میں
فرش ہو اور ایک جا پر صاحب مکان کا مقام عین ہو کہ اوس میں مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہو تو بغیر اذن اوسکے کے یہ نہیں چاہیے
کہ اوسکی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کی عطاء سے کہ کہا انھوں نے امامت کرے قوم کی جو اوس میں افقہ ہو یعنی فقہ والا ہو و اور اس حدیث
میں اور ہمارے مذہب میں مخالفت نہیں کیونکہ مراد اس سے غسل باقرات ہوا قرأت بھی ایک سنن میں ہے اور افضل میں ہے
کہ بعد اوسکے پھر اعلم السنہ جو ارشاد فرمایا تو اوس کی جا ملا دھوگا اور صاحب ہا یہ نے لکھا ہے کہ اوس نے میں جو اقرآن ہو چکے تو
اعلم بھی ہوئے تھے بخلاف اس نے کہ کہ اکثر لوگ اقرآن ہوئے ہیں اور اعلم نہیں ہوتی اسی واسطے جسے مقدم کیا اعلم کو اقرآن پر اور قرأت
کی حاکم نے کہ امامت کریں تم میں وہ لوگ جو بہترین تم میں اور یہ حدیث ضعیف ہے لیکن کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں
وَالْاَقْلَابُ الضَّعِيفُ عَلَيْهِ الْمَوْضُوعُ يُعْمَلُ بِهِ فِي قَضَائِ الْاَعْمَالِ یعنی حدیث ضعیف عمل کیا جاوے گا اور فیصلہ
اعمال میں **ص** اور نماز امام اور گنوار اور فاسق اور اندھے اور بدعتی کے اور ولزنا کے بیچھے مکر وہ ہے **ف** لیکن

غلام کے بیچے تو اس واسطے کہ اسکو خدمت سے فرستیں کہ حکام نہانہ کے اور گنہگار کثر باہل ہو جن اور غاسق کو غلام اپنے
 ہیں کانہیں اولاد نہا جائے پر نہیں کہ اسکا اور ولد الزنا کا باپ معلوم نہیں کہ اسکو تعلیم سے اور لوگ اسکی امامت کو
 مکروہ جانیں اور بدعتی کے بیچے بھی اس واسطے مکروہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر اسکی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ اسکا اوپر
 آگذا اور خدمت کی ابن ابی شیبہ نے معاک سے بسند صحیح کہا انھوں نے امامت کے غلام اولاد سے قوم میں اولاد لوگ ہوں اور
 اسکی سعید بن جبیر سے کہا انھوں نے امامت کے اسے اور روایت کی زیاد بن نمیر سے کہا کہ پوچھا میں نے انس بن مالک سے
 کہ امامت کے کہا کہ کیا اقتیاج ہوا اسکی تلو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدیثاً متفقہ عن کعب بن العباس عن رسول اللہ
 اَنَّ ابَا بَجَلٍ كَرِهَ اِمَامَةَ الْاَعْرَابِ یعنی ابی بجا نے مکروہ رکھا امامت اعرابی کو اور غلام حبشہ ہووے تو امامت
 اسکی مکروہ نہیں روایت کیا اسی نے حدیثاً متفقہ عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم
 والاعرابی فقال العبد اذا اُفقه احب اليّ یعنی غلام حبشہ فقہی دوسے تو دوست تر جزویک سے اسے امامت
 اور ولد الزنا کی امامت اس واسطے مکروہ کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدیثاً متفقہ عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم
 بلغی ان عمر بن عبدالعزیز قال لو جُلّ كان يوق من قوم ما بالعقوب لا يعرف من والداه فتناه ان يؤدبهم
 یعنی تمنا ایک شخص امامت کرتا قوم کی عقوبت میں اور نہیں معلوم تھا کہ کسا لکھا ہو سو منع کیا اسکو عمر بن عبدالعزیز نے امامت کو
 کما حدیثاً متفقہ عن فضیل عن لیث عن جابر بن عبد اللہ عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم
 مجاہد نے امامت ولد الزنا کی اور پھر انکی اور کہا عبد اللہ کہ نہیں دوست رکھتا ہوں میں کہ قاری تھا کہ اندھے ہوں
 اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیے بہت اسباب میں اور اگر یہ لوگ امامت کر لیں تو نماز جائز ہوگی کیونکہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھو نماز بیچے ہر نیک برکے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہے لیکن مجاہد
 نزدیک حجت ہے اور اس معنی کو روایت کیا ابو نعیم اور عقیلی نے اور وہ طریقہ ضعیف ہے اصل اور جماعت عورتوں کی جو امام مرد ہو
 مکروہ ہے اور اگر جماعت کی توجہ عورت امام ہو وہ معتد یوں برابر کھڑی ہووے اور کیا ہے ایسا حضرت عائشہ نے کہا صاحب
 نے کہ حکیم اجتہاد اسلام میں تھا اور کلام کیا اوّلین شیخ ابن التمام اور ذکر کہ فتح القدر بین من باب میں چند تہن اور روایت
 عبدالرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھوں نے داؤد بن حبیب سے انھوں نے عمار سے انھوں نے ابن عباس سے کہا انھوں نے امامت کے
 عورت عورتوں کی اور کھڑی ہونے کے معنی میں آوے معلوم نہیں ہوتا کہ حدیث امامت نسائ کی منسوخ ہووے جائز ہے کہ ابن
 کو ناسخ نہ پہنچا ہووے اور حدیث میں آیا ہے کہ نماز عورت کی بہتر چھبر سے ہے گھر میں اور گھر سے تہ خانے میں روایت کیا اسکا ابن
 خزیمہ صحیح میں اور روایت کی ابن خزیمہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عورت کی افضل ہے اپنے تارکے میں اور ان حدیث
 سے معلوم ہوتا ہے کہ چیزین جماعت کی گنجائش نہیں کہتیں اور حق یہ ہے کہ یہ پیشین وال میں اور پر امامت سطور جماعت کے اور خصوص
 جماعت خاص کی نہیں اور کلام ہمارا جماعت خاص میں ہوا روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا ایک عورت کو کہ امامت
 کرے اپنے گھر والوں کی اور مؤذن مقرر کیا تھا اس کے واسطے لیکن ہمارا اسکی ضعیف ہے اور تہن کی اسکی ابن عباس نے کہا انھا
 تفصیل ففتح القدر میں ہے اور مرد کو عورت کی امامت کرنا مکروہ نہیں اور بیان کیے ہیں اسباب میں ابن ابی شیبہ نے آنا صحیح

حضرت عمر اور علی اور حسن وغیرہم سے صلے جو ان عورتوں کا ہر نماز جماعت میں اور پڑھیں کافر اور عیسائی حاضر ہونا مکروہ اور غیر مستحب نہیں اور چنانچہ جاسیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہوا کہ نہ منع کرو لوگوں کو اللہ کی مسجد میں داخل ہونے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ان ٹانگے عورت تمہارے کیلئے مسجد میں جا کی تو منع کرے اور دلیل منع کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کو عشاء میں حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم میں بھی منع کرو عورتوں کو مسجد میں جائے گہریت کو یعنی رات کو جائے منع کرو اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ اگر دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ کالائے عورتوں بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرتے اور کو بیساکہ منع کی گئی عورتیں نبی اسرائیل کی اور روایت ابن عبد البر تمہید میں عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایامیوں منع کرو عورتوں کو ریت کے بہنے سے اور اگر لشر دکانے کی ریت مسجد میں جانے سے کیونکہ زمین لعنت کیے گئے نبی اسرائیل یہاں تک کہ نکلیں عورتیں اونکی دکانے کی ریت مسجد میں صحیح ہی ہے کہ اس نے بن خصوصاً ملک ہند میں احتیاط اور تقویٰ اور مقتضائے مینداری یہ ہے کہ گھر میں آنے عورت نماز پڑھا اور باہر نکلا اور منع کیا اونکے سے اور اسی پر فتویٰ ہے **صل** متوضی کو میتم کے پیچھے اور دھونے والے کو مس کرنے والے کے پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے کو پیچھے اور کمرے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارے سے بڑھنے والے کے اور نقل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے **اق** اور دست ہر پہلے مسئلے میں خلاف ہے محمد رحمہ اللہ کا اونکے نزدیک جائز نہیں اور تیسرے میں بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے وہی قیاس و لیکن ترک کیا ہم نے اس قیاس کو ساتھ نص کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز پیچھے کے اور لوگ اونکے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت میں اوجھ ہوئے اس میں بہت روایتیں اور اخرج کیا اسکا بخاری و مسلم نے **صل** اقتدار مرد کی ساتھ عورت اور لڑکے اور ختنے کے اوپال کھاتے معذور کے اور قاری کی ساتھ ان پڑھے کے اور پینے والے کی ساتھ تنگے کے اور اشارہ کرنے والے کی ساتھ اشارے سے پڑھنے والے کے **ف** منہ پڑھنے والے کی ساتھ نقل پڑھنے والے کے درست نہیں اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہو یا م دوسری نماز فرض پڑھتا ہو تو بھی درست نہیں مقتدی کی نماز **اق** اقتدار ساتھ عورت اور لڑکے کے سوا سفلے جائز نہیں کہ لڑکے کے اور بڑے نماز نقل ہو اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدار ساتھ نقل پڑھنے والے کے درست نہیں اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے کہ عورتوں کو کیونکہ پیچھے کیا اؤ کو اللہ اور مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں کہ اعلیٰ اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے لڑکا قبل اختلام کے فرض میں اور نہ غیر فرض میں اور ایسا ہی مروی ہے غام اور مجاہد اور شعث سے کہتے ہیں کہ نہ امامت کرے لڑکا جب تک اسکو اختلام نہ ہو اور کہا ابیرہم صحیحی نے نہیں جرح ہوا امامت کرے لڑکا قبل اختلام کے ماہ رمضان میں یعنی تراویح میں **صل** امام قرات کا طول کرے اور اسی طرح پہلی رکعت میں دوسری زیادہ طول کرے مگر نماز فجر میں **ف** کیونکہ مروی ہے صحیح میں کہ جب امامت کرے تم میں سے کوئی تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز میں کیونکہ جماعت میں ضعیف اور بیمار اور بزرگ سب طرح کے لوگ ہیں اور جب ایلا پڑھے تو عینا چاہیے طول کرے اور مسلم میں یہ ہے کہ او میں ضعیف و کثیر و ضعیف اور مرضی سب حاجت میں اور مجاہد میں **ف** اللہ سے کہنا انھوں نے نہیں پڑھی میں نے ہمارے تخفیف کسی امام کے پیچھے ضعیف زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور قرات میں یہ کہ قرات مستحب سے زیادہ کہ نہ کرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے

۱۔ اکیسے چھکے یا اکیسے اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اور اپنے ہمشائین پڑھنے کو شیخ اسم ربک اللہ علی ما
 ربک لیسے و شمس و غیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ یہ غریب میں ہو غرض یہ صورت رعایت حال ضروری ہے کہ
 ترویج میں بھی نہایت طول نہ کرے کہ وہ ایک ایک حالت میں جو کوئی ختم کرتے ہیں جماعت کے مکروہ ہیں نہ کہ میں نہیں چاہوں
 مقتدی ایک ہو امام و سکو و ماہی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام کے پڑھنے کا اور اوکو حکم تاخیر کرنا کہے کیونکہ اگر
 اے پڑھنا بہت آویں کے ہٹنے سے آسان ہوں پہلے مسئلے کی بلیق ہو کہ روایت ہے حضرت ابن عباسؓ کہ رہا میں ایک آ
 نزدیک سمیعہ بنی حارث ہالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا میں حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے بائیں طرف تو پکڑا سریر اور کر لیا کچھ دہائی طرف روایت کی یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم وغیرہم نے اور اگر امام کے
 پیچھے بائیں طرف ہو کے نماز پڑھے تو جائز ہو لیکن گھٹا ہو گا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر وہ آدمی ہوں تو امام سے تھوڑے
 اونسے آگے پڑھ کے نماز پڑھاؤ اور امام ابی یوسف کے نزدیک حج میں اون دونوں آدمیوں کے کھڑے ہونے اور حضرت عبداللہ بن
 مسعودؓ کھڑا کیا اسو و اور علیؓ کہ درہنہ بائیں اور کبھی حج میں کھڑے ہوئے اور جب پڑھنے کے تو کہا ایشاہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 روایت کی یہ مسلم نے اور کہا ابن عبد البرؓ کہ نہیں صحیح ہے رفع اسکا اور صحیح اس کے نزدیک قف ہے ابن مسعودؓ پڑھ کر نماز کو ختم کرنے میں ایسا
 ہی واجہ کیا اور حکم نے دو طریقوں کے ایک طریقے تیسرے میں نقطہ رفع ہے اور دوسرے میں رفع نہیں اور بعض ماری بہت حدیث میں روایت
 کی بابر فی اللہ نے موقوف نہ رہے ہمارے کا و انہی نے کادکی ہادی ملیکہ نے بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طے کھانے کے سو کھایا
 آپ نے پھر کھانے سے ہوتا نماز پڑھوں میں آخر بیان تک کھڑے ہوئے ہم اور تیمم پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہادی میری ہم سے
 پیچھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے اسے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور میں آدمی ہوتے تھے امام
 سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اوپر گے ہوتے تھے آپ اور روایت کی براہ بن لیسہ سے انھوں نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھوں نے
 جب میں آئی تو آگے پہنچے اکیس آدمی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے اس سے مانند اس کے جو اوپر گئے اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
 اور تابعین کا حال اور اگر امام کی نماز میں باطل ہو تو مقتدی بھی پھر پڑھیں گے کیونکہ بدترین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو شخص امت کرے قوم کی پھر ظاہر ہو کہ وہ بیہ وضو تھا یا جنب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور
 حدیث غریب ہے نہیں پایا اسکو سننے اور روایت کی محمد بن الحسن کتاب الآثار میں حدیث بیان کی جسے ابراہیم بن یزید نے اپنے
 نے محمد بن یزید سے انھوں نے حضرت علیؓ سے کہ انھوں نے ان شخص میں جو پڑھے نماز قوم میں جنب کیا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا اور
 لیکن بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق کہ حضرت علیؓ نے پڑھنے پر حالی نماز پھولے سے اور وہ جنب تھے بلکہ وہ
 تھے تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادہ کا اور روایت کی امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 کہ فرمایا امام نماز میں ہو اور روایت ہوئی امام سے کہ نماز پڑھی عمرؓ نے ساتھ آدمیوں کے جماعت کے جنب سے اعادہ کیا اون لوگوں نے تو فرمایا
 حضرت علیؓ نے کہ چاہیے جس نے تھا سے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سورج کی انھوں نے طرف قول حضرت علیؓ کے روایت کیا اسکو
 عبد الرزاق نے اور وہ حمد روایت کی دارقطنی نے جویر سے انھوں نے صفاک بن مزاحم سے انھوں نے پڑھ کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو امام بھول جاؤ اور نماز پڑھانے قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہو گئی نماز اوکی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو اور سکا بھی یہی حکم ہے ضعیف ہو جو یہ متروک ہو اور ضحاک نے نہیں ملاقات کی راوی اور حکم اتفاقاً
 ہے اور پہلے مرد صنف باندھتین پھر لڑکے پھر کھنٹے پھر عورتیں **ف** اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے قریب ہوں مجھے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جوان سے نزدیک ہیں پھر جوان سے نزدیک ہیں آخر حدیث تک روایت کیا
 اسکو مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے اور صحت میں چاہیے کہ خوب بلکہ کھڑے ہوں اور جبکہ باقی نرسے اور شخص
 صنف کی جگہ خالی کو بند کرے یعنی اس میں کھڑا ہو جائے یا کسی اور کو اس میں کھڑا کرے تو حدیث میں ہے کہ معفرت ہوگی اسکی تروت
 کیا اسکو نیز اس نے اسناؤسن اور بت سی خدشیں اس باب میں آئی ہیں فتح القدیر میں مسند کو رہیں اور غشی اسکو کہتے ہیں کہ تروت
 عورت اور مرد دونوں کی غلامتین موجود ہوں اور اسکو عورت پر مقدم کیا کیونکہ اکیثائہ مرد کا اوہیں موجود ہو اور لڑکوں سے
 مؤخر کیا کیونکہ اکیثائہ عورت کا اوہیں موجود ہو **ف** تو اگر عورت مرد کے پہلو میں برابر ہو گئی اور بیچ میں کچھ چائل نہیں اور وہ
 عورت لائق شہوت ہو اور امام نے اسکی امامت کی نیت کی ہو اور نماز میں دونوں شریک ہیں مرد کی نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر
 امام نیت عورت کی نہیں کی ہو نماز عورت کی باطل ہو جائیگی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہیں کہ دونوں اپنے تختے کو امام کے
 تختے پر بنا کر نہ والے ہوں اور دونوں واسطے امام ہو اور نماز میں جو وہ دونوں پڑھتے ہیں یا حقیقہً مثلاً دونوں
 متقدم ہی ہوں یا حکماً مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز میں حدیث ہوا اور و سنے اور عورت بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد برابر ہو گئی
 تو نماز فاسد ہو جائیگی اور سبق کی اگر امام سبق کے اوکر نے میں برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ جب ہو کہ امام عورتوں کی
 نیت کرے اور اگر نیت نہ کی تو عورت کی نماز باطل ہو جائیگی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقتدا کرے ساتھ امام کے برابر ہو گئی
 کے تو اقتدا اسکی صحیح ہوگی مگر یہ کہ امام اسکی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت برابر ہو تو اقتدائیں کی ایک روایت میں نیت
 امام کی شرط ہے اور اکیثائت میں شرط نہیں اور تفصیل اسکی شرح وقایہ عربی میں خوب ہے حسب حاجی چاؤکھ لے اور اگر امامت کی ان شرطیں
 نے قاری اور ان شرطیں کی تو سبکی نماز فاسد ہوئی یا اتھی کو خلیفہ کیا اگر کچھ چلی دو رکعتوں میں ہو سبکی نماز فاسد ہو جائیگی لیکن بقاری کی
 سوہوٹا کہ اسنے قنوت یا وجود قدرت ترک کی اور نماز ان شرطوں کی سو اسٹو کہ جب انھوں نے غبت کی جماعت کی تو چاہے کہ قاری کتنے
 اقتدائیں تاکہ قنوت اسکی ان لوگوں کی قنوت ہو جائے تو گویا ان لوگوں نے بھی قنوت ترک کی اور دوسرے مسئلے میں خلاف امام زفر کا

باب حدث میں بیچ نماز کے

مصلی کو اگر نماز میں حدیث ہو کہ وضو کر کے تمام کر لیوے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین نے نزدیک حکم ہو جائیگی
 اور شروع سے پڑھنا فصل ہے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک شروع سے پڑھے اور باقی نماز کو بنا نہ کرے کیونکہ حدیث متانی
 نماز کا ہے اور چلنا فاسد کرتا ہے نماز کو اور یہی موافق قیاس ہے لیکن ترک کیا جسے دلیل اس کے جو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے شخص کو کرے یا نکسیر اسکی بھوٹے یا مذی نکلے اسکی نماز میں تو چاہیے کہ پھر سے اور وضو کرے اور بنا کرے اپنی
 نماز پر اور یہ حدیث اور پکڑی نو اقتضائے صنف کے بیان میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ ثمانیہ اس کے موقوفاً اوپر عمر اور علی اور
 ابو بکر صدیق کے اور ابن عمر اور سلیمان فاسی رضی اللہ عنہم جمع ہیں اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاؤس اور سالم اور سعید
 ابن جبیر و شعبی اور ابی ہریرہ و شعبی اور عطاء اور کحول اور سعید بن السیب رحمۃ اللہ علیہم جمع ہیں اور روایت کی ابن ماجہ نے حدیث

حضرت مایہ سے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب نماز پڑھے کوئی تم من سے اور حدیث ہو چکا تو اسکو تو کیا کر پڑھے ہے
 ناک اپنی پچھو اور اس جگہ حدیث سے مراد ناک سے خون نکلنا ہی اسی واسطے کہ فرمایا کہ پڑھے ہے نہ ناک اپنی صبر اور اگر امام کو حدیث
 ہو تو مقتدیوں میں کسی کو خلیفہ کرنے سے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے اور جو خمس الیا ہو
 وہ بھی وضو کی جگہ یا پہلی جگہ تمام کرے اگر خلیفہ قانع ہو جائے اور اگر قانع نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے اور
 مقتدی بھی ایسا ہی کرے ورنہ کیونکہ ہر وی حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے سو کرے یا کسی اور کی پیچھے تو چاہیے
 کہ پڑھے یا اعتدال پنا اور پڑھنے کے اور اگر گے کرے اپنی جگہ پڑھو اسکو جسکو کوئی حدیث نہ ہو پنا ہو یا ایسا ہی کہہ آئیں اور کہ شیخ ابن الہمام
 نے غریب ہوا اور اس پر اجماع صحابہ کا ہوا بیان کیا اسکو احمد ابن المنذر نے پڑھا اور علی سے اور روایت کی باثرم نے حضرت ابن عباس
 کہ نہ تھے اسے اور حضرت عمر واسطے نماز پڑھنے کے تو یہ وہی ہے جو نماز میں تو پڑھا انھوں نے ہاتھ ایک شخص کا جو ان کے دہنی طرف تھا پھر
 چیرے تھے صفوں کو تو جب نماز پڑھی مینے یکایک دیکھا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک ستون کے تو اب کی انھوں نے
 نماز کا کہ جب داخل ہوا میں نماز میں تو بھی مینے ایک چیز اور چھو مینے اسکو اتھ سے تو پائی مینے اسکو مری ندی کی اور روایت کی نجی
 نے عمرو بن مہون اختلاف کو یعنی خلیفہ کر کے کو اور روایت کی سعید کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے حضرت علی بن ابی طالب نے سو سیر
 بھوئی اور کی سو پڑھا ہاتھ ایک شخص کا اور گے کیا اسکو اور پھر وہاں اور صاحبین کی دلیل سے جو روایت کی ترمذی عبد اللہ بن
 عمرو بن العاص کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے قبل سلام کے
 تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اسکی اور کہا ترمذی نے نہیں ہی اسناد اسکی قوی اور اضطراب کیا ہی اسکی اسناد میں جس
 اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اسکو اہتمام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصداً
 حدیث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست اور سیر گئی یا اس کے زخم لگے خون جاری ہوا یا اس سے جانا کہ مینے حدیث
 کیا اور سجد اگر مسجد میں ہو یا صفوں کے باہر ہو ہو گئی یا پھر اسکو معلوم ہوا کہ حدیث نہیں ہوا تھا ان سب رتوں میں نماز باطل
 ہو گئی پھر سر سے پڑھے اور اگر مسجد کے باہر میں تھا اور صفوں سے بھی متجاوز نہیں ہوا تو بنا کر درست ہوا اور اگر بعد از شہادت کے جان
 حدیث یا کوئی اور عمل منافی صلوٰۃ کے کیا نماز اسکی تمام ہو جاوے گی اور بعد از شہادت کے اگر تم کرنے والے نے پانی پر قدرت پانی یا موز یا
 تھوڑے عمل سے جو منافی نماز نہیں اقرار کیا یا امت سوت کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو سوت یا واگنی یا تنگے نے پڑھا یا یا تھوڑا
 کہنے والا کہی اور سجد پڑھا ہو گیا یا تریب کو نماز قضا یا داگنی اور اسکا بیان آگے آگیا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا
 یا نماز فجر میں آفتاب نکل آیا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آگیا یا عذر والے کا عذر اٹل ہو گیا یا پتی زخم سے تندہی کی سبب گزرتی
 ان سبب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد از شہادت
 امام نے تھوڑا قضا کیا یا بعد از حدیث کیا مسبوق کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اگر باتین کہیں یا سجدے نکل گیا تو جائز ہوگی اور اگر امام قراۃت
 میں رک گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرے اور اگر ایک آیت پڑھا ہو تو اگر آیت پڑھ چکا کہ نماز جائز ہو جاوے گی اور پھر خلیفہ کیا نماز پڑھا
 ہوگی اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہے اور مسبوق پانچوں کو تمام کرے پھر اور پڑھے کہ کسی نے تھوڑا قضا کیا یا پھر پڑھے
 اور مسبوق باقی نماز پڑھ کیونکہ مسبوق اسکو کہتے ہیں جو بعد از حدیث یا درہم سے زیادہ پیشاب یا زخم لگے یا تھوڑا

ساری نماز اوستے امام کے ساتھ نیائی ہو کر اور مدد کا وسکو کہتے ہیں جسے سناری نماز امام کے ساتھ پڑھتی ہووے تو مطلب اسکا یہ ہے کہ مسنون تو سلام پھر نہیں سکتا کیونکہ اسکی نماز تو ابھی باقی ہے اور مقتدیوں کی نماز ختم ہو چکی اس واسطے وہ کسی مدد کے خلیفہ کو دیکھا کہ وہ اون مقتدیوں کے ساتھ سلام پھر کرے اور جب مسنون نماز کو امام کی تمام کرے تو پھر اگر کوئی مثل سنائی صلوة اوستے کیا مانتا تو مقتدیوں کے کلام کے اور سجدے سے نکلنے کے فاسد ہو جاوے گی نماز اسکی اور پہلے امام کی جسے مسنون کو خلیفہ کیا تھا اگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اوستے وضو کیا اور پھر خلیفہ کو اس طرح پر کہ خلیفہ نماز اسکی نہ گئی اور تمام کر لی اوستے نماز خلیفہ کے اور مقتدیوں کی نماز کسی صورت میں فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکا اور اگر رکوع یا سجدے میں حادث ہوا اور وضو کر کے ہلکے رکوع اور سجدے کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجدے میں یا دیکھا کہ ایک رکعت کا رکوع اور سجدہ نہیں کیا تھا او اسی وقت اوسکو قضا کیا تو جس رکوع اور سجدے میں یا دیکھا تھا اوسکا بھی لوٹنا مستحب ہے اور اگر نہ لوٹایا تو کچھ حرج نہیں اور اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حادث ہوا تو وہ شخص اوسکا خلیفہ ہو جائے اگر چہ امام خلیفہ نہ کرے تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہے امام کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ اوستے خلیفہ نہیں کیا ہے اور یہ عورت اور لڑکا تو امام کی صلاحیت نہیں رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاوے گا سو نماز ان کی فاسد ہو جاوے گی اور امام کی فاسد نہ ہوگی

باب نماز کے مفاسد اور مکرورات کے بیان میں

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہیں بہت ہیں پہلے کلام کرنا اگر چہ پچھلے سے یا خواب میں ہو و ف اور امام شافعی کے نزدیک اگر چھوٹے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دلیل اسکی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع عنی اثمی الخطاء والیثیات یعنی اٹھایا گیا میری است خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہیں گئی بلکہ اس لفظ سے وضع عنی اثمی الخطاء والیثیات یعنی وضع کر لیا گیا است میری خطا اور نسیان اور جب یہ وہ لوگ زبردستی کیے گئے روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری و مسلم کے اور ہماری دلیل قول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معاویہ بن حکم سہلی کے کہ یہ نماز نہیں لائق ہے اوسین کلام آدمیوں کا اور یہ تو تسبیح اور تکبیر اور قنوت ان پر روایت کیا اوسکو مسلم اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ہے محمول ہے اور پر معانی گناہ کے اور نماز کے فاسد نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا کہ دوسرے قصداً اسلام کرنا اور اگر چھوٹے سے کریگا نماز فاسد نہ ہوگی و کیونکہ سلام تک ذکر ہوا و کار سے اور حالت نسیان میں محمول ہوگا اور یہ ذکر کے بخلاف اسکے کہ جب قصد کوئی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاوے گا جس سے تسبیح جواب سلام کا انشاء قصد ہو یا بھولے سے چوتھے آہ یا وہ یا اؤت کہنا یا چونچین آواز سے رو نا کسی مصیبت یا درد چھٹے بغیر قدر کے کھانسناساتون جو صحیح بنیک کاؤنا اٹھوین بری چیز کا جواب انا للہ وانا الیک راجعون سے دینا اور خبر خوش کا الحمد للہ سے اور خبر غیب کا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ سے توین سو امام کے اور کو قنوت کا بتانا اور اپنے امام کو بعض شایخ نے کہا ہے کہ اگر مقدار فرض کے پڑھ چکا ہے یا ایک بیت اوستے دوسری آیت پڑھی اور اوستے قنوت یا بتانے والے کی نماز جاتی ہوگی اور اگر امام نے قنوت لے لیا تو اسکی بھی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر امام کو بتا دیا تو کسی صورت میں نماز نہ جاوے گی اور اسی پر فتویٰ ہے شیعین حضرت دحبہ کے پڑھنا کیا رحون بن جگر پر سجدہ کرنا یا رحون جو کہ آدمیوں سے لگتے ہیں وہ مانگنا جیسے کہے یا اللہ فی ظانی عورت سے میرا

صنف کے سو کچھ پروانگی اور نیکیا جتنے کہتے ہیں کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ ساتھ
صحیح کے کتابوں میں کہتے کہ باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ہر فصل بن عباس سے کہ زیارت کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سچ جنگل کے اور ہماری ایک کتاب چھوٹی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی اور وہ دونوں اون کے
سامنے تھیں تو تیر کر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کتیا اور کہتے کہ ایک حکم یہ کہ
اگر قریب ہو نہ کر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہو تو البتہ کوئی حدیث اس تصریح سے نہیں ملے واللہ اعلم وعلیہم السلام جو شخص
جنگل میں نماز پڑھتا ہے نزدیک اپنے دونوں ابرو میں ایک ابرو کے برابر سترہ کھڑا کرے کہ طول اسکا ایک گز کا ہو اور
ایک انگلی کا موٹا اور ستر کو رکھ دینا زمین پر یا بجا ستر کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہیں ہے اور ستر کی طرف قریب ہونا چاہیے
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھتے ہوئی تم میں سے کوئی تم سے قریب ہو ستر سے روایت کیا اسکو حاکم نے اور روایت
کیا اسکو ابو داؤد اور او سمین کہ نہ قطع کرے شیطان نماز اسکی اور روایت کی نسائی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو کرے
سامنے اپنے مثل لکڑی پالان اونٹ کے تو نہ ضرر کرے گا تنگ جو سامنے تیرے ہوگا اور خراج کیا علم نے عایشہ رضی اللہ عنہا کہ پوچھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں سترہ صلی سے سو کا کہ مثل لکڑی پالان اور ہر آئین ہر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عاتق
ہو کوئی تم میں کا اس سے کہ جب نماز پڑھتے ہو تو اس کے مثل پالان اونٹ کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملے اور گیسے
مرا ایک باقہ ہوا اور یہی گز ہر شریع میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھتے ہوئی تم میں سے جنگل میں تو کرے ستر اپنے
ایک سترہ ایسا ہی پڑھتے آئین اور کہا شیخ کمال الدین ابن الہمام نے کہ یہ حدیث غریب ہے نہیں ملے لیکن روایت کی ابن جابر اور علم
نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھتے ہوئی تم میں سے تو نماز پڑھتے طرف ستر کرے اور نہ چھوڑے اسکو جو گزرے
اس کے سامنے ہو کہ اور روایت کیا اسکو احمد اور کثیر نے اور زیادہ کیا ابن جابر کہ اگر وہ انکار کرے تو لڑے اور کرے
ستر کو ایک دونوں ابرو کے سامنے اسو سے کہ روایت کیا ابو یوسف ووضیاعہ بن المقداد بن الاسود وحمون نے اپنے باب سے کہا کہ نہیں دیکھا
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طوطی ستون یا لکڑی یا درست مگر کرتے اسکو مقابل اپنے ابرو یا بین ابرو
اور نہیں قصد کرتے تھے اسکو قصد کرنے کے یعنی نماز میں اسکی طرف نگاہ نہ رکھتے تھے تاکہ شبیہ ہو و ساتھ ہی یہ ستون کے اولید
بن کمال اسکی اسناد میں ضعیف ہے ووضیاعہ مہول ہے اور جواب سکا یہ کہ پہل قرن ثانی میں مقبول ہے اور دوسرے کہ سکوت کیا اس حدیث
سے ابو داؤد نے اور روایت کی نسائی نے کہ جب نماز پڑھتے ہوئی تم میں سے طرف ستون کے تو نہ کرے اسکو درمیان
آنحضرت کے بلکہ کرے اسکو بائیں ابرو کے مقابل اور روایت کی ابو علی بن لیکن نے زہبی سنن میں ضیاعہ سے مثل اسکا ضعیف
کیا اس حدیث کو احمد اور ابن حجر نے اور کہا فتح القدیر میں کہ دلیل ہے اور غیر طرے کے اور اگر ستر نہ ہوے اور کوئی شخص گز یا چار
یا سترہ اور آدمی کبھی میں گزرے تو اسکو تسبیح یا اشائے سے منع کرے اور دونوں سے منع کرے و کیونکہ
اوپر گزرا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جہاں تک کہ قدرت ہو اور اشائے سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اشائے سے دفع کیا ام سلمہ کے دونوں انکون کو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ضعیف کیا اسکو ابن القطن نے کہ حجر بن
مہول ہے اور نہیں چجانی جاتی مان اسکی لیکن مصنف ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ اس کے باوجود روایت ہے اور اسکا مہول ہونا

وہی نہیں ملے

محمّد بن قیس

بندے کے اور وہ نمازین ہوتا ہے چہرہ جیب التفات کرتا ہے بندہ پچھیر لیتا ہے اللہ عز و جل اپنا اوست اور روایت ہے انیس کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ تو التفات سے نمازین اس واسطے کہ التفات ہلاک کرنے والا ہے تو اگر ضرور ہو تو نفل میں نہ فرض میں روایت کیا اوسکو ترمذی اور صحیح کیا اوسکو اوسے گردن پچھیرے نہ کر وہ نہیں کیونکہ روایت کی ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن عباس کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات کرتے نمازین دانتے بائیں اور نہ پچھیرتے تھے گردن اپنی کہا ترمذی نے کہ یہ غریب ہے اور کہا ابن القطن کہ صحیح ہے اگرچہ ترمذی کے طریقے غریب ہے اور ظاہر ہے اوسکا ایک طریقہ دوسرے ہند براہین ص ستائین کنکریوں کا ہٹانا اگر ایک بار سجدے کے لیے اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم غم سے ہے مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جا ہو تو اس وقت ایک بار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے ابو ذر کے کہ کیا راوی ابو ذر ورنہ چھوڑا اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا اوسکو عبد اللہ الزراق نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز کو یہاں تک کہ پوچھا میں نے آپ کے کنکریوں کے ہٹانے کو کہا کہ ایک بار رخصت دیتا ہوں میں اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ اور روایت کیا گیا موقوف کہا دارقطنی نے اور وہی صحیح ہے اور روایت ہے کتب ستہ میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کنکریوں کو اور تو نماز پڑھتا ہو اور اگر ضرورت پڑے تو ایک بار اور راوی اس کے معنی ہیں ص اٹھویں کمر پہ ہاتھ رکھنا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس روایت کی جامع نے سوا ابن ماجہ ابو ہریرہ کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نماز پڑھنے آدمی کمر پہ ہاتھ رکھنے اور دوسری وجہ کراہت کی یہ ہے کہ مخالف ہر سنت مشہور ہے اور وہ ہاتھوں کا باندھنا ہر طرف کے میچے ص نوپن دونوں ہاتھوں کا کھینچنا اور سینے کو اگے کرنا واسطے سستی کے دشوین کہنے کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سر پہ بیٹھنے اور دونوں زانو کو کھڑا کرے کیا رخصتیں سجدہ میں دونوں بازو کو کھینچا دیتا ہے کیونکہ ہر ایک میں ہے کہ فرمایا حضرت ابو ذر نے کہ منع کیا ہے میرے دوست یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں ایک یہ کہ چوچ ہاروں مثل چربچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی سجدہ میں جاؤں اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہوں اور یہ کہ بیٹھوں مثل بیٹھا کہنے کے اور یہ کہ پچھاؤں میں پچھا نا لومری کا اور یہ کہ غریب ہر نہیں ملی جگہ اور سند احمد میں ہے ابو ہریرہ کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں اور ذکر کہیں ہی چیزیں اول کی لیکن اخیر میں یہ بیان کیا کہ التفات سے مانند التفات لومری کے اور صحیح حدیث حضرت عائشہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے گھائی شیطان اور گھائی شیطان کی کہنے کی طرح بیٹھنا ہے اور اس کے پچھاؤں آدمی دونوں بازو اپنے ہاتھ کھینچانے ورنہ وہ کہ اللہ اعلم ص بارہویں چار زانو بغیر بیٹھنا اس واسطے کہ خلاف سنت ہے ص تیرھویں ایک امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب میں یا مکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا نیچے یا قوم کا وکان پر اور امام کا نیچے ص اس واسطے کہ وہ مشابہ ہر اہل کتاب کے وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا پنا تے ہیں اور وہ میں امام کھڑا ہوتا ہے اور وکان کا بلندی بعضوں نے کہا ہے کہ قدر قامت آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک ہاتھ اور اس سے کم میں کراہت نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ سب جب تنگ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو ص خود وہوین کھڑا ہونا صلی کا

حضرت فرشتہ کے معنی میں جو جاگہ باقی ہو تو اس کو پناہ کہہ سکتے ہیں بعض آیات میں ہے کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر عینہ نما
 تیجہ منکے پڑھنے کا صحت ہو تو تصویر کا ہونا اس کو اور پناہ کہہ سکتے ہیں یا اگر پناہ باقی ہو تو اگر تیجہ یا تیجہ منکے پڑھنے کا صحت ہو تو تصویر کا ہونا اس کو اور پناہ کہہ سکتے ہیں
 و کیا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہم میں داخل ہوتے ہیں اس طرح میں کہتا ہوں تصویر ہوتی ہے ایت کیا اس کو سب سے عینہ نما
 ایک حدیث طویل میں ہے کہ اس کے معنی میں بہت حدیثیں ہیں جن میں فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے خود اپنے
 مالک اس کو گھر میں لے گیا اور تصویر میں ہونے سے اس کو تصویر میں ہونے کے نماز پڑھنا سیکھایا اور کابل کے کسبے اور گھر کے
 عاجزی کے پڑھنے تو کہ وہ نہیں سیکھ سکتا پھر ان میں جو گھر میں پہنچے ہوتا ہوا اور لوگوں کے پاس ان کی پروں سے
 تین جاتا اور ان کی پروں نماز پڑھنا کیونکہ ان کی تو عزت کرتا ہوا شہر کے گاہکوں کے پاس پڑھنے کے پڑھنے میں کہ
 جلتے تھے اور نماز کی کچھ عزت دیکھتے تھے حالانکہ اگر کسی امیر کے دربار میں جاتا ہوا تو وہ اس کے عہد کے پڑھنے میں ہوتا تھا
 جاتا تو کتب و گاہ حکم الہی میں میں جاتا تو وہ پڑھنے کے پڑھنے ہونے بغیر تمام اس نماز پڑھنے اور یہ جب ہو کہ اس کے پاس
 کپڑے ہونے اور اگر کسی پاس آتے تھے کپڑے نہیں تو اونہی کپڑوں میں پہننے سے نماز پڑھنے سے انھار ہونے ناک کے دو کر تے کیوں
 نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا اور تیسویں آسمان پر نہ کرنا تیسویں مسجد پکڑی کسی طرح پر کرنا و کیا کہ روایت کی ابن ابی شیبہ
 نے عیاض بن عبد اللہ قرظی سے کہ دیکھا حضرت سہیلہ علیہ السلام نے کسی دکان پر اور پر ہج عاصی کے سوا اشارہ کیا ہاتھ سے کہ
 اوٹھا لے عاصی اپنے کو معنی پیشانی پر سے اس کا کپڑا لے کر پیشانی کی محل سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن مسعود
 کہ وہ جب بارہ کرتے تھے نماز کا اقرار لیتے تھے عاصی سر پر اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور ابن عمر و عتبہ بن ہشیر سے
 ص کیسوں آیتوں کا گناہ اس وقت کہ شغل ہو نماز میں ص بانیسویں کہ پڑھنے میں تصویر اور اس کا پناہ
 کیونکہ وہ مشابہ عورت کے اوٹھانے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہے ص اور مسجد کے اور وطنی اور پیشاب اور بھانڈا کرنا
 ہوتے بسبب عزت اور حرمت مسجد کے ص اور نہ نماز مسجد کا ہونا کہ یا بھی کر وہ ہوتے کیونکہ اس میں قلت جہا
 ہوگی ص اور مسجد کا نقش کرنا ہاتھ کی اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا سجدہ
 اور یہ دیکر نا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ بیٹھا باتیں کر رہا ہو اس کے تیجہ نماز پڑھنا مکروہ نہیں و کیا کہ روایت کی
 ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب پاتے تھے راہ طنت ستون وغیرہ کے کتے تھے کہ میرے دست تیری پیچھے ہوتا تھا
 ہوا اس کے جو روایت کی برابر نے حضرت علی سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا تیجہ ایک شخص کے سوا کیا اس کو
 کہ اعادہ کرے نماز کا اور اسی طرح سب کے تیجہ بھی درست ہو کیونکہ صحیح ہے کہ حضرت سہیلہ علیہ السلام سے اور اوپر گناہ نماز پڑھنے
 تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور دوسو فی قصین درمیان ان کے اور درمیان قبلہ کے
 اور مخالف ہوا اس کے جو مروی ہے کہ حضرت سہیلہ علیہ السلام سے کہ فرمایا آپ نے نماز پڑھنا تیجہ سوسے اور باتیں کرنا والے کے
 لیکن ضعیف ہے اور بھی مروی ہے سند بزرگ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ حضرت سہیلہ علیہ السلام نے فرمایا منع کیا گیا میں کہ نماز پڑھنے
 میں طرف دونوں لوگوں کو کپڑے ہوں اور باتیں کرتے ہوں اور کہنا پڑھنے کہ نہیں جانتا ہوں میں اس کو بگڑا میں عباس اور جواب
 اس کا یہ کہ جب آواز کی شدت ہو اور اس سے خوف شغل کا ہو نماز میں اللہ و اس کو ص اور جس فرشتہ پر

اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر تین رکعت ہیں کہا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا حَقِصٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَهَبٍ وَهَبٌ عَنْ أَحْسَنِ**
قَالَ أَجْمَعُ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يَسْلُمُ إِلَّا فِيهِ **أَخْبَرَنَا** یعنی اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر
تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیر کر دو رکعتیں اور روایت کی طحاوی عبد الرحمن بن ابی زیاد سے انھوں نے اپنے پاس انھوں نے
ساتھ فقیہوں کے سب تابعی ہیں سعید بن المسیب اور عروہ و قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارج بن زید اور عبد اللہ
بن عبد السلام بن یسار کہا سب نے کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیرے مگر اخیر رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک
چاہے ایک رکعت پڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو اوپر گذری اور فرمایا حضرت **الْوُتْرُ كَهَاتِهِ وَوَاحِدَةٌ**
عَنْ إِخْرَاءِ اللَّيْلِ یعنی وتر ایک رکعت و آخرات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے غرض حاصل سب باتوں کا یہ کہ حدیثیں
دونوں طرف موجود ہیں لیکن سب صحیح ہیں کتنے سے کم بھی نہ پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت بہ نماز مغرب
بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور سی طرح ایک رکعت پڑھنے سے بھی وارد ہوئی تو مقتضا
احتیاطی ہے کہ تین رکعت پڑھے کہ سب کے نزدیک درست ہو **وَاللَّهُ أَكْبَرُ بِالْصَّوَابِ** ص ہمیشہ تیسری رکعت
وتر میں قبل رکوع کے دونوں ہاتھ اٹھا کے کبیر کہے دعا قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک چھویں رکعت
سے آخر میتے تک قنوت پڑھے اور پھر کبھی وتر میں نہ پڑھے **فَإِنْ جَاءَا جَاءَا** کہ اس جگہ کہ تین غلات ہیں اول تو یہ کہ جب
قنوت پڑھے وتر میں تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے یا فقط
نصف آخر رمضان میں اور تیسرے یہ کہ سوا وتر میں اور جگہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ ص سوا وتر کے
اور کسی نماز میں دعا قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد رکوع کے بھی قنوت پڑھا کر
فَإِنْ جَاءَا تو اول مسئلے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کی واقطنی نے سعید بن غفلة سے کہا کہ سنا میں ابو بکر اور عمر اور
عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہتے تھے پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا بعد رکوع کے
لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ آخر نماز کا جب ہوتا ہے کہ نصف پڑھ جاوے اور اس صورت میں قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا آخر نماز
میں ہے اور ایک حدیث صحیح انکی دلیل یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا اوسکو کہنا کہ سنا میں مجاہد رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلمات کہتا ہوں میں انکو وتر میں جب اٹھاتا ہوں **سَمِعْنَاكَ اللَّهُمَّ اِهْدِنَا صِرَاطَكَ** کہ کجیت
آخر تک اور بیان اسکا قنوت میں آویگا اور دلیل بھاری یہ ہے جو روایت کی نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد وغیرہم نے
ابن ابی شیبہ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھتے تھے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ میں نسائی کے ہے کہ تھے وتر پڑھتے
ساتھ تین رکعت کے اول میں **سَبِّحْ اسْمَكَ كَلِمَاتٍ كَلِمَاتٍ** اور دوسری میں **قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ** اور تیسری میں **قُلْ هُوَ اللَّهُ**
أَحَدٌ پڑھتے تھے اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابو داؤد بسبب اضطراب کے اور صحیح یہ ہے کہ زیادت ثقہ کی اگرچہ مقبول ہے اور اگر تسلیم کریں تو یہ حدیث
کی خطیب کے کتاب القنوت میں باوجود صحیح عبد بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی وتر میں قبل رکوع کے اور ذکر کیا اوسکا
اجوزی تحقیق میں اوسکو کیا اوس اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي عِيَّاشٍ**
عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الْوُكُوفِ

عبد اللہ سے کہا کہ نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں مگر ایک مہینے بعد ترک کیا اور سکو نہ پڑھا اور سکو قبل اس کے
 اور نہ بعد اس کے اور ضعیف کیا اور سکو ساتھ قصاب کے ترک کیا اور سکو احمد بن حنبل سے اولین میں اور ضعیف کیا اور سکو عمرو بن
 علی فلاں ابو حاتم نے اور محال انکی تصنیف کا یہ کہ وہ کثیر الوهم تھا تو اب یہ حدیث رفع اوس حدیث قوی کا جو ابو ہریرہ مروی نہیں
 اور جواب کا یہ کہ اس طرح ابو جعفرین کا نام ہے کہ ابن المدینی نے اوس میں خلط کرنا تھا حدیث میں اور کہا ابن معین نے خطا کرتا تھا
 اور کہا احمد قوی نہیں اور کہا ابو نعیم کہ اس کا کتبہ گشتیگا اور ہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ وہ منقول ہوتا تھا ساتھ
 ذکر حدیثوں کے علماء مشہورین اور قوی ہر قصاب کی حدیث کو وہ جو روایت کی تھیں بن معین نے عاصم بن سلیمان کہا کہ کہا
 جہنم سے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں کہا انس کہ جیو لکھو
 وہ نہیں پڑھی قنوت غنیمت مگر ایک حدیث کہ بدعا کرتے تھے ایک قبیلہ قبیلوں مشرکین تو یہ حدیث خود مخالف ہر حدیث انکی
 اوس حدیث میں اس حدیث میں اگر ضعیف و ضعیف کیا اور سکو بن معین نے لیکو بخیر میں کی اور سکی اور لوگوں اور یہ حال ابو جعفر
 کہ نہیں بلکہ اس کے برابر ہوا اوس زیادہ ہوا اعتبار میں کیونکہ ضعیف کرنے والے قیاس کے کہ میں ضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے
 اور ضعیف کیا تھی بن معین نے بسبب کے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مزعم پوچھا میں نے قیاس بن معین کو کہا کہ ضعیف نہیں ہے
 جابگی حدیث اسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہر حدیث اور منقول ہوتی ہے اور یہ ضعیف حدیث حدیث کو نہیں اسو کہ غایت کیا
 غلطی ہے اور سکی ذکر حدیث میں بدل منقول لیکو ضعیف کیا اور سکو اور لوگوں سے سوچو کچھ بھی کہا انسانی نے متروک ہوا کیا تھی
 ضعیف ہے اور مروی ہے احمد کہ وہ کثیر الخنا تھا اور روایت کی ان سے حدیثیں منکر اور تھے وکیع اور ابن المدینی ضعیف کرتے تھے اور سکو
 اور کلام کیا ان میں امام المہدی بن حمی بن سعید القسطنطانی لیکو تھے شعبہ کہنا کرتے تھے قیاس پر اور تشبیح کی انھوں نے بھی بن سعید
 بسبب ضعیف وکیع کے قیاس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطے سے شعبہ لازم کہ قیاس بن معین کو اور کہا ابن حبان نے کہ میں نے
 حدیث قیاس کی روایات قیا اور متاخرین سے اور تلاش کی سینے انکی تو دیکھا میں نے اور سکو سی امانت اور حبان تھا اور زیادہ
 ہو اس اور سکا تو لکھا گیا حفظا و سکا اور کثرت روایت اسکی مستقیم بن اور کہا ابو حاتم نے محمل اسکا صدق ہے اور قوی نہیں اور کہا
 شمس الدین بن علی قول معتبر قول شعبہ ہے اور نہیں جرح ہے ساتھ اس کے تو کہم کو ابو جعفر زری اور مؤید اور سکی وہ جو روایت کیا اور سکو اس
 خطیب بدی نے کتاب القنوت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جب کہ بدعا کرتے کسی قوم کو اور سنا
 اسکی صحیح ہے اور ضعیف کیا ابن ابی حاتم نے اوس حدیث انکو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں یہاں تک کہ انتقال
 کیا اور شیخ کی اور سکو کہ یوں حدیثوں میں جو ہیں ہماری کتابوں کی محاطت چاہیے بسبب اس بات کے کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث
 باطل ہے اور بعض روایات اسکی مشہور بالوضع ہوئی ہیں اور فرمایا حضرت جو حدیث بیان کرے جسے ایسی حدیث جو جانتا ہے کہ وہ جھوٹ
 ہے تو وہ بھی کا ذہن میں ہے اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے جو ابن ابی سلیمان انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے
 علقمہ سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں کبھی مگر ایک مہینہ اور نہ دیکھا قبل اس کے
 اور نہ بعد اس کے اور اس مہینے میں قنوت پڑھی واسطے بدعا کے ایک قوم پر مشرکین سے اور اس ہنادین کسی طرح کا غبار نہیں اور
 اسی واسطے خود انس نے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسے کہ روایت کی طبرانی نے حکا ثنا عقبہ لما اللہ بن مسعود

ابو حاتم

ابو نعیم

ابن معین

ثُمَّ اشْتَدَّ بَنُو فَرْحَانَ ثَمَّ غَالِبُ بْنُ فَرْحَانَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّسْرِ بْنِ مَالِكٍ سَرَفِيٍّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَهِدَ بَيْنَ
 قَاكَيْفَتُ فِي صَلَوةِ الْفَكَدَا يَعْنِي كَمَا غَالِبُ بْنُ فَرْحَانَ تَتَابَعُ فِي صَلَوةِ النَّسْرِ بْنِ مَالِكٍ سَرَفِيٍّ شَهِدَ بَيْنَ
 فَجَرَّزُ كَوَجَّحِي قَنُوتَ بِمَعْنَى طَوِيلُ قِيَامٍ كَيْفِي آتَاہُ اور جَائِزُہ کہ غلطی ابو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ النس نے کہا ہو اس قنوت کو
 اور وہ بھی ہوا کہ قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث میں آیا ہر أَفْضَلُ الصَّلَاةِ طَوِيلُ الْقَنُوتِ یعنی
 أَفْضَلُ صَلَوةٍ وہ جو میں طویل ہو قیام کا تو ثابت ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کی ابن جبار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تھے رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت کرتے نماز صبح میں مگر یہ کہ دعا کرین واسطے کسی قوم کے یا بد دعا کرین کسی قوم کو اور اس قنوت سے
 مراد طویل قیام کیونکہ قنوت بمعنی دعا کے کس طرح ثابت ہوگی اور روایت صحیح ہوئی ابو مالک سعد بن طارق سبھی سے انھوں نے اپنے
 باپ سے کہا کہ نماز پڑھی میتے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے عمر
 رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی
 پھر کہا کہ ایسی میرے یہ بدعت ہر روایت کیا او سکول نسائی اور ابن ماجہ نے اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہر اولین ہا میں ہے
 کہ میتے اپنے باپ سے کہا کہ ایسا میرے نماز پڑھی تھے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور پیچھے حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کے کو نے میں پانچ برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے پھر میں کہا کہ ایسی میرے محدث یعنی بدعت ہر اور اخراج کیا مانند اسکے
 ابن ابی شیبہ نے اور اس سے باطل ہو گیا قول خازمی کا کہ قنوت فخر بن منقول ہر خلفاء اربعہ سے اور اسی پر جمہور میں اور بھی
 روایت کی ابن شیبہ ابو بکر اور عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ وہ نہیں قنوت پڑھتے تھے فخر بن اور روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب
 قنوت پڑھی انھوں نے نماز صبح میں انکار کیا لوگوں نے اون پر سو کہا انھوں نے نہ مانگی ہم نے اپنے دشمن پر اور انکار کرنے والے لوگ صی ابو عثمان
 تھے اور بھی روایت کی ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر سے کہ وہ نہیں پڑھتے تھے قنوت فخر بن اور روایت کی
 ابن عمر سے کہ انھوں نے قنوت فخر بن نہیں دیکھا میں نے ان میں جانا سینہ اور کتاب غایت میں ہر کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فخر سے
 کہا کہ نہیں قسم کسی نہیں پہچان میں ہم او سکول سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ نہ میں نے ابن عباس سے کہتے تھے قنوت
 نماز فخر بن بدعت ہر ذکر کیا او سکول منہ نے اور وہ جو قتل کی خازمی کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھوں نے ساتھ اپنے
 باپ کے نماز فخر بن سو یہ غلط ہے کیونکہ او پر گزرا کہ حضرت عمر نے نہیں قنوت پڑھی فخر بن اور اسناد اسکی نہایت صحیح ہر اور دوسرے کہ کہا
 صحیح ابن حسن ثَنَا ابُو حَنِيفَةَ عَنْ حَكَمٍ دِينَ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي هَيْمٍ النَّخَعِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِيِّ بْنِ يَزِيدٍ أَنَّ
 صَحْبَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ سَمِعْنَاهُ فِي الشَّعْرِ وَالْحَضَرِ كَوْرًا قَانَتَانِي الْحَجْرَ يَعْنِي اسود صحبت میں عمر بن الخطاب
 کی برسوں سفر اور حضر میں اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا انھوں نے حضرت عمر کو نماز فخر بن اور اس سند پر کسی طرح کا غبار نہیں
 اور نسبت ابن عمر کی طرف نسیان اس امر میں نہایت بعید ہر کیونکہ نسیان اس امر میں ہوتا ہر جو کبھی کبھی وقوع میں آتا ہر اور
 یہ نماز صبح میں تھا تو کیونکہ نسیان اور کما قبول کیا جاو گیا باوجود اسکے کہ خود اسکا قول ہر مَا شَهِدْتُ وَ مَا عَلِمْتُ یعنی
 نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے واللہ اعلم بالصواب اور پڑھے وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت یعنی میری
 رکعت میں بھی سورت پڑھے فاتحہ دلیل اسکی یہ ہر کہ حضرت پہلی رکعت میں سورت الشوریٰ لکھنے پڑھا اور دوسریں قُرْآنُ الْكَرِيمِ

جواب

ابو عبد اللہ بن عباس

بہترین ساری سے روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار کعتیں قبل فجر کے اوسمیں ایک ہی سلام ہو یعنی دو رکعتوں کے بعد سلام نہ پھیرے بلکہ جب چاروں پڑھ لے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکے پڑھے اور تسک کیا ہفتے اوسے جو روایت کی ابو داؤد نے اور ترمذی شہائل میں ابو یوب النصاری کہ فرمایا حضرت نے کہ چار قبل فجر کے نہیں ہوا نہیں سلام کہو لے جاتے ہیں انکے واسطے دروازے آسمان کے اضعیف ہے یہ حدیث بسبب ابو عبد اللہ بن عباس ضعیفی کے اور ایک لفظ میں ترمذی کی شہائل میں ہے کہ اس میں ایسا سوال کیا اوسمیں سلام حاصل ہوا کہ نہیں اور اسکا ایک سرطریقہ جو روایت کیا اوسکو امام محمد بن حسن نے سوط میں سکا ثنا بکر بن عمار الجلی عن ابی ابراہیم و الشعمی عن ابی یوب النصاری انہ علیہ السلام کان یصلی اربعاً اذا زالت الشمس فسأله ابو یوب عن ذلك فقال ان ابواب السماء تفتح فی هذه الساعة فأحب ان یصلی فی تلك الساعة فقلت انی کلمت فی کلام فراءة قال نعم قلت ای فصل بکونہ یصلی قال لا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار کعتیں قبل فحرق زوال آفتاب کے تو سوال کیا اوسے ابو یوب نے اس سے پوچھا کہ حضرت نے کہ کھولے جاتے ہیں اس ساعت میں دروازہ آسمان کو چاہتا ہوں میں کہ پڑھے اس ساعت میں میری کوئی نیکی کہ اس میں کیا سب کعتوں میں قنوت ہر فرمایا کہ ہاں کہ اس میں کیا فصل کیا جاوے اور چاروں میں ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہیں یعنی چار کعت کے بعد میں سلام پھیرا اور دن میں چار کعت سے نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے کروہ میں اور رات کو آٹھ کعت سے زیادہ چار کعتیں دن میں ایک سلام سے پڑھنا افضل میں اور صبح میں نزدیکات میں ہر دو رکعت میں ایک سلام چاہیے اور اگر اس کی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں زیادہ کیا اس پر اگر کراہیت نہ تھی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم حجاز کے اور افضل رات میں نزدیکات صبح دو دو ہیں اور دن میں چار چار اور امام شافعی کے نزدیکات دن میں دو دو پڑھنا افضل میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک چار چار پڑھنا رات دن میں مثل میں امام شافعی کی دلیل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صلوۃ اللیل والنہار صلوۃ یعنی نمازین رات کی دو دو ہیں روایت کیا اسکو صحابہ بن ابی عمر بن عمر سے اور صحابہ میں نزدیک اقامت تراویح میں ہر دو یہ حدیث اسکی سند میں شعبہ کہ ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ اوسمیں تو بعضوں نے اوسکو رفع کیا اور بعضوں نے وقف کیا اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اوسمیں رات کی نماز کو اور نہیں بیان کیا دن کی نماز کو اور ایسا ہی صحیحین میں اور کہ انسائی نے یہ حدیث نزدیک سیر خطا اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبریٰ میں کہ اسناد اوسکی جید نہیں معارض ہوا اس کا اسم کی اسوۃ کہ وجود سند کا نہیں مانع ہے خطا دوسری جہت سے کہ عارض ہوئی ہونہات کو اور سیوطی روایت کیا اوسکو حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں پھر کہا کہ جال اسکے ثقہ ہیں مگر یہ کہ اس میں علت ہو کہ اوسکے ذکر سے کلام طویل ہو گا انتہی اور ترمذی تسلیم کے قرین جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہے کہ فرمایا حضرت نے صلوۃ اللیل صلوۃ یعنی نمازات کی دو دو ہیں اور نہیں ذکر کیا اوسمیں دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہما حضرت عائشہ نے نہیں نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی کبھی اور آئے میرے پاس مگر پڑھیں چار کعتیں اور اس سے معلوم ہوا کہ رات میں چار کعتیں ایک سلام سے اپنے پڑھیں اور روایت کی ابو داؤد حضرت عائشہ سے کہما تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے گھر میں اور پڑھتے چار کعتیں پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سو کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم میں یہ حدیث معاذ سے کہ پوچھا اوسے حضرت عائشہ نے

کہ کتنی کعبین پڑھتے تھے نماز غمی کی کہا کہ چار کعبین اور زیادہ کرتے تھے بتنا چاہتے تھے اور روایت کی ابوعلیٰ موسیٰ نے نبی
 مسدین حدیثاً شکیاناً بنی خروخ شیطانیہ بن سلیمان قال قالک حکمہ سمعت اُمّ المؤمنین
 عائشہ تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الطلحی اربع رکعات کا بفصل بنی بنی
 یعنی تھے حضرت علی المرتضیٰ سلم نماز پڑھتے چاشت کی چار کعبین نہیں کرتے تھے سچ میں اُنکے سلام اور لیکن اول حدیث
 ثابت نہیں ہوتا کہ ایک ہی سلام چاروں پڑھتے تھے اور ایک دلیل ہے مروی ہے مجین میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہ انھوں نے
 پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کس طرح تھی نماز حضرت علی المرتضیٰ وسلم کی رات میں رمضان کی کہا کہ نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان
 میں اور غیر رمضان میں کیا رکعت پڑھتے تھے چار کعبین تو نہ پوچھا دن کیعتوں حسن اور طول سے پھر چار سو نہ پوچھا اور حسن
 طول سے یعنی بہت صحیح طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو بعد چار کعبیوں کیا اس مسئلہ ثابت ہوتا ہے والا تین رکعت سو نہ
 پوچھا حسن اور طول سے اور پر بیان کیجئے ہم سنت ظہر میں کہ اپنے چار کعبین ایک ہی سلام سے پڑھیں تھیں اور جس سے
 ملاویہ کہ دو رکعت کا ایک ایک شفع علیہ السلام ہر دو رکعت کے بعد تشکیک واسطے بیٹھے نہ یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا ویلی
 اسپر یہ جو خارج کیا اور سکوترندی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے انھوں
 نے عمران بن ابی انھوں نے عبد اللہ بن نافع سے انھوں نے ربیعہ بن اکارث سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو رکعتیں میں تشدد پڑھا جاتا ہر دو رکعت میں واللہ اعلم ص فرض کی دو رکعتوں میں اور
 وراہ نوافل کی سب کعبتوں میں قنوت فرض ہر کیونکہ مروی ہے مجین میں ابو قتادہ سے کہ تھے حضرت علی المرتضیٰ سلم پڑھتے
 ظہر میں دو رکعتوں میں ناکہ اور سورت اور پچلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور گزرجکا اگر تسبیح پچلی دو رکعتوں میں
 کہ یا چکا ہے تو بھی درست ہر روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سبیعی انھوں نے علی ابن سعید رضی اللہ
 سے کہ کہا انھوں نے قنوت کراول کی دو رکعتوں میں اور سورت اور پچلی دو رکعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ روایت فرمائی ہے
 روایت کی امام محمد نے حدیثاً شکیاناً بنی ابان القرظی عن حکماء عن ابراہیم عن علقمہ بن قیس ان عبد اللہ
 ابن مسعود حکان لا یفر الخلف الا مام فیما یجوز ویفی ما یجوز فیہ من الاولین وکافی الاخرین
 ولا اصلہ وحداک فی ان الاولین یفانحہ سورۃ کو یقرآن فی الاخرین یعنی حضرت عبد اللہ بن
 مسعود رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے پچھلے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز میری نہ نماز سری میں اور نہ پچلی دو رکعتوں میں اور نہ
 پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتوں میں ناکہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے پچھلی دو رکعتوں میں ص اور جس نفل کو
 قصد شروع کر لیا ہو وہ تمام کرنا اور سکا لازم ہے اگر وہ طلوع یا غروب تک کے وقت شروع کیا ہو تو اگر ہو سکے شروع کیا ہو ورنہ
 مثلاً اور سکو معلوم ہو کہ ظہر میں پڑھی اور سوت شروع کی اور بعد اسکے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں اور نماز تو رخصت
 قضا کرنا اور سکا واجب نہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دو گانے میں تو رخصت کر دیا ایک دو گانے کی قضا لازم آوے گی اور امام ابی یوسف
 رحمہ اللہ نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو رکعتوں کے بعد پچھلے کے تیسری رکعت کے واسطے پڑھا ہو اور لو سکو تو رخصت کر دیا تو
 دوسرے دو گانے کی قضا کرے کیونکہ اول دو گانہ تمام ہو چکا اور یہ سبب نہیں ہے کہ ہر گانہ ایک نماز علیہ دہر و

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم **صَلُّوا الدَّلِيلَ وَالْثَمَارَ كُنْتُمْ تَكُونُونَ** یعنی نماز رات دن کی دو رکعتیں ہیں یعنی
 ہر دو رکعت ایک نماز علیحدہ ہے **صَلُّوا** اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دو تون دو گانہ یا پہلے دو گانہ یا دوسرے دو گانہ
 کی ایک رکعت میں یا اول دو گانے کی ایک رکعت میں یا اول دو گانے میں اور دوسرے کی ایک رکعت میں قنوت ترک کی وجہ سے
 کی قضا لازم آوے گی اور اگر دو گانے کی ایک رکعت میں یا دوسرے دو گانے میں اور ایک رکعت میں اول کی ترک کی تو چاروں رکعتوں
 کی قضا لازم آوے گی اور پہلی اور چھٹی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور ساتویں اور آٹھویں
 میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں سب کے نزدیک
 قضا دو رکعتوں کی لازم آوے گی تو امام صاحب کے نزدیک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آوے گی و دو صورتوں میں چار
 رکعت کی اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورت میں دو رکعتوں کی اور چار صورت میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب
 صورتوں میں دو رکعت لازم آوے گی اور سب آٹھ صورتیں ہیں اگر چار رکعت نفل شروع کیا اور اول دو گانے کے کشم میں تو ٹھٹھا والا
 دوسرے دو گانے کی قضا لازم آوے گی اور اگر چار رکعتیں نفل شروع کیا اور اول دو گانے کی قضا لازم آوے گی اور چھٹے کے
 نفل پڑھنا شروع اگر چھٹے پہنچتا ہو درست ہے کیونکہ روایت کی جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کہ ایک پوچھا میں نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہو کر تو وہ نفل ہے اور جو شخص بیٹھا پڑھے تو وہ
 اجر برابر نصف قائم کا ہے اور جو شخص بیٹھا لیٹ کے تو اسکو اجر برابر نصف قائم کے ہے اور قائم کے معنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا
 اور قائم کے معنی بیٹھے کے پڑھنے والا کہ امام نووی کہہ چکے ہیں کہ نفل میں بیٹھا اور فرض میں بیٹھے کے پڑھنا بیحد جائز نہیں تو
 اگر عاجر نہ قیام سے اور بیٹھے کے پڑھے تو اسکا اجر قائم سے کم نہیں ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہو کر
 مرد یا مسافر تو ثواب اسکا مثل صحیح تندرست اور مقیم کے لکھا جاوے گا اخراج کیا اسکا بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اس میں مخصوص ہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھے کے اور پوچھا صحابہ ارشاد فرمایا آپ نے کیا ثواب لکھا نصف
 ہو قائم کے فرمایا کہ میں نہیں ہوں مثل تمھارے روایت کیا اسکو مسلمان نے ابن عمر سے صل اور کثرت سے بیٹھے کے شروع کرنا اور پھر
 بیچ میں بیٹھے جانا کہ وہ نماز نفل ہے شہر کے سوا رہی پر اگر چہ قبلہ کی طرف ہو نہ ہوا شام سے درست ہے اور یا شہر کے
 آئین قید شہر کے اندر درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے
 تھے ہمارے وہ متوجہ تھے طرف خمیر کے یعنی مونہ آپ کا خمیر کی جانب تھا اٹھارے سے اور جب کہ نفل مخالف قیاس ہے تو اپنے
 مورد میں متوجہ ہو گا اور یہ حدیث خود شرح وقعات میں مذکور ہے روایت کیا اسکو مسلمان اور ابوداؤد اور نسائی نے اولو میں اشارے کا اور
 نہیں اور غلطی بیان کی واقطنی اور نسائی نے عمرو بن یحییٰ کی کہ اس نے علی حمار کا لفظ کہا اور صحیح علی را حلیہ ہے یعنی اپنی اور چھٹی
 اور روایت کی واقطنی نے غراب مالک بن انس سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ تھے طرف خمیر کے
 حمار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا اسپر اور امام ابن شیبہ نے نسائی کی اشارے کی طرف صحیحین کے
 اور زبلی نے نہیں دیکھا اسکو صحیحین سے اور کہا عبدالحق نے صحیحین میں کہ متفرد ہوئے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے
 کہ شیخ ابن الہمام وقتاً راکباً فی باب التورفی السکر فی صحیح البخاری من حدیث ابن عمر یعنی دیکھا میں نے

اولیٰ
ابو یوسف بن عثمان

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان میں بیس رکعتیں سوا وتر کے سو ضعیف ہیں بسبب شیبہ براہیم بن عثمان جہلم
ابو یوسف بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہے اور اس کے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہر روایت صحیحہ کے مترجم کتابہ کی براہیم بن عثمان
کو ذکر کیا ہے اس لیے ہی شیخین لا اعتدال میں کہ روایت کی عثمان و اسحق بن عیینہ کہ وہ ثقہ نہیں ہیں اور کہا احمد نے ضعیف ہے
اور کہا بخاری سکوت کیا اوس اور کہا نسائی نے متروک ہے حدیث اوسکی اور دنا کر ابو شیبہ سے ایک وہ ہے جو روایت کی بغوی نے
حدیث بیان کی ہے منصوص بن ابی ترجم نے کہا حدیث بیان کی ہے ابو شیبہ نے اوسے حکم سے اوسے نے منقسم انھوں نے
ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے رمضان میں سوا جہا حجت بیس رکعت اور وتر اور پھر کہا شیخ ابن الہمام
ہاں میں کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے ثابت ہوئے موطا میں ہر پندرہ روزانہ کہا کہ تھے لوگ کھڑے ہوئے زمانہ عمر بن الخطابؓ
میں ساتھ بیس رکعتوں یعنی تین تراویح کی کہتے ہیں اور تین وتر کی اور روایت کی ہے یحییٰ نے معرفت میں سائب بن یزید
کہا کہ کھڑے ہوتے تھے ہم زمانہ عمرؓ میں ساتھ بیس رکعتوں اور وتر کے کہا نووی خلاصہ میں سنا اوسکی صحیح ہے مترجم کتابہ کہ روایت
کی ابن ابی شیبہ بن الخطابؓ کے انھوں نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھا اوسے اوس کے ساتھ بیس رکعتیں اور روایت
کی ابو الحسنؓ کہ حضرت علیؓ نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے اوس کے ساتھ بیس رکعتیں اور عبد الغفر بن رفیع سے کہا کہ تھے ابی بن کعب
نماز پڑھتے ساتھ بیس رکعتیں میں پنج رمضان کے بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں اور بیس سے انھوں نے ابی البختری
کہ وہ پڑھتے تھے پانچ ترویج رمضان میں اور وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں اور ابی اسحق سے انھوں نے حارث سے کہ وہ امامت کرتے
اگوں کی رمضان میں رات کو ساتھ بیس رکعتوں اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتوں اور قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور
علاء کہہ اٹھ بنے یا مینے لوگوں کو اور وہ پڑھتے تھے بیس رکعتیں مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام کہ حال اہل ان
روایتوں کے قیام رمضان کے سنت اوس میں کیا رکعتیں ہیں مع وتر کے جماعت کیا اوس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا
بسبب وضو کے اور میں شک ہے کہ ان دونوں امور میں کونسی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متحقق ہے اب تراویح سنت ہوگی اور میں
رکعتیں سنت خلفاء راشدین کی ہیں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمیز لازم ہے سنت سیری اور سنت خلفاء راشدین کی بلاناہی و
سنت اہل کی کے اور یہ لازم اس بات کو نہیں کہ تراویح کی بیسوں رکعتیں سنت ہو جاوین اس واسطے کہ سنت اوس امر کو کہتے ہیں
حسبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفیت کی ہو و مگر قدر سے اور تقدیر نہ ہونے عذر کے مؤلفیت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا رکعت پر بیس ہیں رکعتیں وتر کی ہو میں تو اس صورت میں بیس رکعتیں مستحب ہوگی اور اگر اہل اومین سے سنت حبیبہ کی روایت
بعد عشاء کے مستحب ہیں اور وہ سنت اور ظاہر کلام مشائخ کا یہی ہے کہ سنت میں رکعت ہیں اور مقتضی دلیل کا وہ ہے جو ہم نے
بیان کیا تو یہ صورت میں اولیٰ وہ ہے جو قدوریؒ میں لفظ بیس سے کہہ جو ذکر کیا صاحب ہدایہ اتقی ما قال الشیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقاء کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ خسوف چاند کے تاریک ہونے کو کہتے ہیں اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض اہل فہم سے اس طلاق کرتے ہیں
اور ہندی میں اوسکو گھن کہتے ہیں جو وقت کسوف کے امام جمعہ کا آدمیوں کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے
ماخذ نقل سے کہ اور ہر رکعت میں ایک رکوع کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک رکوع کرے اور قنوت کا اٹھا کرے اور طول قنوت کا کرے

بخاری

اکثر احادیث میں نماز کا ذکر نہیں لیکن ذکر نماز کا بعض احادیث میں وارد ہے بیان کیا اور انکو شیخ ابن الہمام نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ
 مصنف میں یکی سے انھوں نے عیسیٰ بن جعفر بن عاصم سے انھوں نے عطاء بن ابی مروان اسلمی سے انھوں نے اپنے
 اپنے اماں کے ہم ساتھ عمر بن الخطابؓ واسطے استسقا کے سونہ کیا کچھ اگر استسقا ص اور موندہ قبل کی طرف کریں
 چار کو نہ اوشین وقت بعض احادیث میں یاد کروا دینا اسطرح پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کا نماز یاد کروا
 یا بین طرف کیا اور بیان کیا کہ وہ اپنی طرف کیا اور ظاہر یاد کروا یا بین ہو گیا اور باطن یاد کروا ظاہر ہو گیا روایت کیا اور سکو
 ابو داؤد اور اکثر احادیث میں اسکا ذکر نہیں اسوا کے زمانے نزدیک کریں کہ شاید عجم میں داخل ہو ص اور ذمی حاضر ہو تو وہی
 کافر کو کہتے ہیں یہ سلام میں اسکو من دیگیا ہو اور سپر خبر یہ نہ تھا ہو تو ذمی ہو اگرچہ وہ کافر عادیہ وہ طلب واصلت کے اور وہ پیرت برقی ہر

باب فرض پانچ کے بیان میں

حسنہ کہ نماز فجر یا مغرب نما شروع کی اور پھر تکبیر کہی واسطے جماعت کے نماز توڑے اور جماعت پڑھے اگرچہ ایک رکعت پڑھا
 ہو و اگر ایک رکعت زیادہ پڑھ چکا ہو و مثلاً دو رکعت تو فجر میں اسکی نماز تمام ہو چکی اور مغرب میں اکثر نماز ہو گئی اور اکثر کو حکم کر
 اور حینے عشا یا عصر میں شروع کیا اور پھر تکبیر کہی واسطے جماعت کے تو پڑھ اور مل جاو اگر پہلی رکعت کا سچو کر رہا ہو تو وہ
 دوسری رکعت بھی اسکے ساتھ بار الیہ تاکہ ایک گانہ نفل پڑھو جاو اور ایک رکعت منافع ہو جاو فرمایا اللہ تعالیٰ ولا تطلقوا عما
 یعنی داخل کر دینے علمین کو بعد اسکے سلام پھر جماعت میں ملے اور بغیر دوسری رکعت ملے نہ توڑے اور اگر ایک رکعت کم پڑھا
 ہو تو توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو و اگر چار رکعتی نماز میں تین پڑھ چکا ہو اور تکبیر ہوئی نماز کو تمام کرے بعد اسکے نفل جماعت
 سے پڑھے مگر عصر میں پھر امام کے ساتھ پڑھے کیونکہ نفل بعد عصر مکروہ ہے اور اگر کسی میں اذان ہو گئی تو سب سے پہلے نماز کے مکروہ
 مگر اسکو جو دوسری جماعت کا غلط ہو کہ روایت کی ابن ماجہ نے علی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جس شخص نے کہ بائیں اذان سے پہلے پھر کمال بغیر کسی حاجت کے اور وہ پھر ایسا ارادہ نہیں کرتا سو وہ موقوف ہو اور روایت کی ابو داؤد و مرسل
 میں میں بن المسیب سے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں نکلتا اگر کوئی شخص سب سے پہلے اذان کے مگر منافق لیکن جس شخص کو کہنی جاتا
 ہے کہ لا ہو و اور وہ پھر آنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مرسل سعید مقبول میں بالاتفاق کیونکہ پایا اون لوگوں انکے مرسل کو مسند
 اور روایت کی جماعت نے بعد انکار علی ابوالشعثا کہ اسے تھے ہم ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسی بین خدا ایک شخص
 جب اذان دی تو وہ نہ تھکا کہ ابومرہ کہ اس شخص نے نافرمانی کی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابو القاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی کفایت ہو اور روایت کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مسند میں اور زیادہ کیا اس میں کہ حکم کیا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکلتا سب سے پہلے
 بعد اذان کے ص اور اگر ظہر یا عشا کے وقت سب میں اقامت ہوئی مکروہ ہے کہ قبل نماز کے وہاں سے نکلتے اگرچہ آٹھ پڑھ چکا ہو مگر کہ
 دوسری جماعت کا قیام ہو و اور فجر عصر مغرب میں اگر نفل جاو تو جائز بغیر کراہت کے اگرچہ تکبیر ہو چکی ہو کیونکہ اگر جماعت میں شریک
 ہو چکا و کا تو وہ نماز نفل ہو گی اور نفل بعد فجر اور عصر کے مکروہ ہے اور مغرب میں تین رکعتیں ہیں اور میں کو نفل شروع نہیں
 اور جو شخص قیام ہے اگر سنت فجر کی پڑھو گا تو نماز فرض جماعت سے پہلے کی سنت کو ترک کرے اور جو ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو ترک
 کرے اور اگر سنت فجر کی بدین فرض کے فوت ہوئی تو قضا کرے جب تک کہ اذان سے پہلے کیونکہ فرض تو پڑھ چکا اور فقط نفل باقی رہا

یعنی کسی اور سب سے پہلے
 امام ہو گا اسکا
 جائز ہے وہاں
 جماعت وقت ہو گا
 منہ مدخل

اور فضل بن قیس کے کردہ یہ بیان تھا کہ آفتاب نکلے اور بلال اس کی گزری صل اور بعد آفتاب سنا کہ کچھ نہیں کے
 نزدیک تھا کہ اسے اور امام محمد کے نزدیک وال تک تھا کہ اسے اور بعد زوال کھٹکے اور اگر ساتھ دین کے فوج والی
 ہو تو اگر قبل زوال کے تھا کہ اسے تو دونوں کی تھا کہ اسے اور میں شیعہ کے نزدیک یہ وال کچھ بھی ایسی کے نزدیک وال کے فوج والی
 کی تھا ایضاً و اور حضرت علی علیہ السلام کی جیسا کہ تعریض میں فخرت ہے فی حق تو آپ نے تھا کیا تھا اور سنا تھا کہ
 قبل زوال کے ساتھ اذان اور قامت جماعت اور یہ حدیث شرح وقایہ میں موجود ہے اور روایت ہے ابو قتادہ سے
 کہنا کہ میری ہمتیں ساتھ ہی علی علیہ السلام کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاشکے
 سوتے رہیں اور علی علیہ السلام سو فرمایا آپ نے فوج کرنا ہوں میں کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے
 جگا دو تمہارا میں آپ کو ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جاگے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا دیکھا کہ کل ایک گناہ آفتاب کا پھر کہا حضرت علی علیہ السلام نے کہ کہاں کیا وہ چہ تھنے کہا تھا اور
 جواب دیا بلال نے کہ کبھی میں نے نہیں سنا کہ سب کو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نے قبض کر لیں
 ارواح تمہاری اور پھر چیر دیا ہر سوتے چاہتا ہر آدمی بلال کھڑا ہوا اور اذان سے نماز کی اور نماز کیا اور تب بلال بولیا
 اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی جماعت روایت کیا اسکو بخاری و مسلم ابوداؤد و نسائی ترمذی وغیرہ میں ہے اور
 ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگا یا اور آفتاب کی گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور چلے پھرتے اور وہ منو کیا اور اذان کی
 بلال نے پھر پڑھی انھوں نے سنت فجر کی بعد اسکے پڑھی نماز فجر کی اور سنا ہو آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک
 نے زمین مسلم سے ہر روایت کی نسائی نے ابن عباس اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نماز کی تھا کہ اسے تو بھی افان
 اور قامت کہے اور جماعت پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر میں ہے کیونکہ اوہین تاکید زیادہ ہے سب متہن سے اور باقی
 سنتوں میں یہ حکم نہیں صحت شریک چاہے کھوت ہو جماعت جائیگا یا نہ ترک کیا جائے گی اور بعد دین کے قبل دیکھا
 سنت کے چھ لکھ سے اور سوال کیا کہ فی سنت تھا نہیں کیا وگی و کیونکہ سنتیں عشر اور عشا کی سنت ہیں
 مغرب کے اول میں سنت ہی نہیں اور غریب و رشتا کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں لیکن ان کی تاکید نہیں اور نہ فجر کی پہلی
 لے ارشاد فرمایا لَنْ تَكُونُوا قَوْمًا طَاهِرِينَ حَتَّى تَكُونُوا قَوْمًا يَتَّقُونَ كَوَاكِبَ كَوَاكِبِ رَوْدِ الْوَالِدِينَ تَكُونُوا قَوْمًا يَتَّقُونَ
 اور کو قیامت کیا اسکو ابوداؤد و ابویہریرہ اور اسناد اسکی صحیفہ میں لیکن قابل قبول کے ہے اور عیین میں ہے حضرت عائشہ رضی
 سے کہ نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی فعل کو سنت فجر سے اور سنن نسانی میں ہے کہ دو کعبین
 قبل فجر کے بہترین دنیا سے اور توجہ زمین پر اور فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے سنت ظہر میں کہ شخص چھوڑ گیا یا کویت کو
 قبل ظہر کے نہ چھوڑ گیا اسکو شفا مت میری اور یہ حدیث ہے میں کہ ما شیخ ابن الہمام نے واما ما ذکرہ من حدیث
 مسند الطبرانی کا لفظ اَعْلَوْیَہ یعنی جو ذکر کیا اور سکو حضرت سنت ظہر میں سوا اسکو جانتا ہے اور حدیث اوکو نہیں ہے
 لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے چار کعبت کو بل ظہر کے اور دو کعبتوں کو
 قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے اسکو کبھی اور فرمایا حضرت علی علیہ وسلم کہ لا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ حَتَّى تَعْلَمُوا

حدیث صحیحہ
 کہ غرض اسکی
 کہ غرض اسکی

قَالَ فِيهَا لَرَّ غَائِبٌ يَعْنِي مُتْرَكٌ كَرُوهُرُ كَعْتُونَ كَوَقْلٍ خَيْرٌ كَمَا وَتَمِينَ وَبِهِ عَطَائِينَ بَيْنَ الْمَدِّ تَعَالَى سَعِ خَرَجَ كَمَا سَا
 ابُو بَعْلَى مَنَ بَنَ عُمَرَ سَعِ اَوْ كَمَا خَضِرَت عَالِشَهُ مَضَرَّةً كَتَحْتِ سَوَّلَ الْمَدِّ عَلِيهِ سَلَامٌ پڑھتے تھے سنتوں کو اور کبھی ترک کرتے تھے
 لیکن بنی و کھیا مینے آپ کو کہ ترک کی ہوں کہوشین قبل بخیر کی سفارہ حضرتین روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسطین بواسطہ
 بن ابی ظبیان انھوں نے اپنے پاس انھوں نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے سنا اور جس شخص نے ایک کعت ظہر کی جماعت سے
 پانی جماعت اٹھنے نہیں پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پانی تو اگر کسی نے قسم کھائی کہ ظہر کی نماز میں جماعت سے پڑھوں گا اور اس
 ایک کعت پانی قسم اسکی چھوٹھی ہوئی کیونکہ اس نے جماعت کو نہیں پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کسی میں پایا اور
 جماعت اٹھیں ہو چکی تھی تو اس نے چاہا کہ فرض کو تنہا ادا کرے تو کبھی وغیرہ کے نزدیک سنتین نہ پڑھے اور بنی و کھیا کے
 بھی نزدیک فرض سے شروع کرے لیکن حج یہ کہ سنتین پڑھتے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور جیسے کائنات کی
 اور امام رکوع میں ہو اور ٹھہرا یہاں تک کہ امام نے سر اٹھالیا تو وہ رکعت اوسکو نہیں ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی
 اگر کسی شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع میں گیا درست ہو گیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہیں ہوا

باب قضا نمازون کے پڑھنے کے بیان میں

اگر کسی شخص کی ایک دن رات کی نماز یعنی پانچ نمازین اور ترفوت ہوئے ترتیب سے پڑھنا فرض ہو اور بعض وقت ہوں
 بعض قضا اور میں بھی ترتیب فرض ہو کہ کیونکہ روایت کی واقطنی نے پھر پہلی سے اسمعیل بن ابی ہریرہ حمانی سے انھوں نے
 سعید بن عبد الرحمن جمعی سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول
 جاو نماز اور نہ یاد کیا اوسکو اگر اس وقت میں کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہو سو تمام کر لے نماز اپنی اور بعد اوسکے اوس قضا نماز کو
 پڑھے اور جب فارغ ہو اوس نماز سے تو اعادہ کرے اوس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اوسکو مالک نے
 نافع سے انھوں نے ابن عمر سے موقوفہ اور صحیح کیا واقطنی اور ابو زرعة نے وقت اوسکا اور اختلاف کیا انھوں نے اوس شخص میں
 جس نے رفع میں خطا کی سو ان میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضوں نے طرف ترمذی
 کے اور لیکن شک نہیں اس بات میں کہ رفع زیادت ہو اور زیادت ثقہ سے مقبول ہو اور یہ دونوں شخص ثقہ ہیں کہ انھیں بن حنین نے
 ترمذی میں نہیں حرج ہو ساتھ ان کے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد اور احمد اور سی طرح توشیح کی ابن معین نے سعید کی اور ذکر کی ترمذی نے
 توشیح اوسکی بہت لوگوں نے میزان الاعتدال میں تو اگر کوئی کہے کہ یہ دونوں برابر مالک کے نہیں اور مالک نے وقت کیا اوسکا جو
 اوس کا یہ کہ یہ کچھ جاننے نہیں جو حسین برابر توشیح میں دونوں راویوں کی شرط ہے بلکہ زیادت ہو اور زیادت میں برابر ہونا
 راویوں کا قوت میں شرط نہیں اور حجت نہ پکڑی جاوے گی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہ سو جاو کسی نماز سے
 یا بھول جاو اوسکو تو پڑھے اور اسکو جب یاد کرے اوسکو کیونکہ اس سے یہ عادم نہیں ہوتا کہ اہل ہوا اس نے نماز بھولے پڑھ لی ہو اسکو
 پھر اعادہ کرے اور وہ نماز فاسد ہو گئی اور دلیل اول مسئلے کی یہ کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ
 تحقیق میں نہیں کہ اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازون دن خدشہ کے بیان تک کہ کچھ رات گئی تھی سو حکم کیا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم بلال کو اور انھوں نے اذان دی پھر فاسد کہی اور نماز پڑھی اول ظہر کی پھر اوست کہی اور نماز پڑھی عصر کی پھر اوست کہی

کر لیا یا بیچ کے تشہد میں بعد تشہد کے پھر چار بار اور امام صاحب مروی ہے کہ اگر ایک روت تشہد پر سے زیادہ کیا تو سجدہ
 سو واجب ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ اگر اللہ صلی علیہ وسلم اتنا زیادہ کیا تو واجب ہو گا اگر جب ایک کن کے موافق زیادہ
 ہو جائے قیام یا قعود یا دو بار رکوع کرے یا جہری نماز میں آہستہ سے پڑھے اگر ہستہ والی میں پکار کے پڑھے یا پہلا قعدہ ترک
 کرے غرض ترک واجب کرے تو ان سب رتوں میں بعد ایک سلام کے دو سجدے کرے اور پھر تشہد وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور
 امام شافعی کے نزدیک قبل سلام کے اور پھر میں اختلاف ہے کہ بعد دو تون سلام کے سجدہ سو کرے یا بعد ایک سلام کے اور اول کو
 اختیار کیا صاحب ہدیہ اور دوسرے کو صاحب کافی نے اور میں کہتا ہوں کہ صحیح یہی ہے کہ بعد دو تون سلام کے کرے اور یہی مروی ہے احادیث
 میں اور ایک سلام کی روایت میں نہیں پائی دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کی بخاری مسلم ابوداؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے
 عبد اللہ بن جحیفہ اشجونی سے کہا کہ پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی سو کھڑے ہو گئے بعد دو رکعتوں کے اور نہ بیٹھے تو کھڑے ہوئے
 لوگ بھی ساتھ آپ کے یہاں تاک کہ جب تمام کر لیں نماز آپ نے اور بتا کر کیا لوگوں نے سلام کا تکبیر کہی اور بیٹھے تھے تو سجدے کیے دو سجدے قبل اسکے
 کہ سلام پھیریں اور سجدہ بعد سلام کے بھی مروی ہے صحاح ستہ میں صحیح مسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں پھر دو رکعتیں پھیریں اور سلام
 پھیریں پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ایک روایت میں مسلم اور ابوداؤد اور نسائی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی عصر اور سلام
 پھیر دیا آپ نے بعد میں رکعتوں کے یہاں تاک کہ ماروئی کہ پڑھی باقی رکعت پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اور میں قول آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کُلُّ سَهْوٍ سَجْدَةٌ تَانِ بَعْدَ السَّلَامِ یعنی ہر سو کو اسے دو سجدے ہیں بعد سلام کے سورہ روایت کیا ابوداؤد
 ابوداؤد اور ابن ماجہ اسمعیل بن عیاش سے حدیث ثوبان سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لَکُلِّ سَهْوٍ سَجْدَةٌ تَانِ بَعْدَ السَّلَامِ
 کہا بہت سی نے متفرد ہو اساتھ اسکے اسمعیل بن عیاش اور وہ قوی نہیں اور ہمارے نزدیک یہ ممنوع ہے کیونکہ اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے
 توثیق کی اسکی امام احمد والبقیل کن الدین شیخ بخیری بن معین نے اور ضعیف اسکی ابو اسحق قراری سے مقبول نہیں اور کچھ
 کہ ابو زرہ جو امام ہیں اس میں کہ انھوں نے نہیں بتا شام میں بعد ازاعی اور سعید بن عبد العزیز کے حافظ زیادہ اسمعیل بن
 عیاش سے اور عبد اللہ بن عیسیٰ کلاعی اسکی اسناد میں ثقہ ہے اور کہا ابن معین نے نہیں صرح ہے ساتھ اسکا وزر میں حق عنسی نے کہ
 کیا اسکو ابن حبان ثقات میں اور عبد الرحمن بن جبیر نے نفیر کہا ابو زرہ اور نسائی نے ثقہ ہے اور کہا ابو حاتم نے صالح اسی نے
 اور ذکر کیا اسکو ابن حبان ثقات میں اور خجوتی منکر گنا اس حدیث کو میں التفات کیا گیا طرہ کلام اونکے کے علاوہ اسکے
 کہ ساوت کیا اس سے ابوداؤد اور ترمذی تسلیم ایک حدیث قولی اور موجود ہے روایت کی ابوداؤد عبد اللہ بن جعفر سے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص شک کرے نماز اپنی میں تو چاہیے کہ سجدے کرے دو سجدے بعد سلام اور ثانی حدیث میں تو بہت ہیں کہ بیان
 اونکے طول ہو گا بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سجدہ سو کرنے کے جب شک کرے کوئی تم میں سے
 نماز اپنی میں تو چاہیے کہ سوچے صواب کو تو اوسی پر عمل کرے اور نماز کو تمام کرے اور سلام پھیرے پھر سجدے کرے دو سجدے اور روایت
 کی ابی حاتم بن حنین بن اسمعیل نے ایک حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما صحیح کہا اس سے حَدَّثَنَا الشَّرِيفُ ثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي
 ابْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ابْنِ أَبِي هَيْمٍ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّهُ صَلَّى الظُّرَّ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ حَمَادًا أَوْ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثَانِ

عبد الرحمن بن عبد اللہ بن اسمعیل بن حبان
 جعفر بن نفیر

اور اگر یوں ہی چار چھین تو ولایت ہو گی اسطے شیطان ضرور دوس کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی صلی اور اگر سوچے
میں کچھ نہ معلوم ہو گا کہ اختیار کرے اور جسکو اخیر نماز کا جائے اس جگہ بیٹھ جاوے تو اگر اوسے شک کیا کہ تین کھین یا چار
پڑھیں اور کچھ لٹکے تو ہن کو معلوم ہو تو تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھ کے پھر پڑھتی رکعت پڑھے و تا کہ بعد از نماز
تو جاوے اور مروی ہے عنید الرحمن بن عوف سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی تم میں سے نماز میں سوئم جا
کہ ایک پڑھی یا دو پڑھیں تو بنا کر سے ایک پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کر سے دو پڑھیں یا اگر نہ جائے کہ تین پڑھیں
یا چار پڑھیں تو بنا کر سے تین پڑھیں یا چار پڑھیں تو بنا کر سے دو پڑھیں یا اگر نہ جائے کہ تین پڑھیں

باب بیار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب سے یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے
اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدے میں رکوع سے زیادہ جھکے
اور کوئی اونچی چیز سجدے کے واسطے نہ رکھتا اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہ ہو چپٹ لیٹے اپیر قبیلے کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے
نماز پڑھے یا کروٹ پر لیٹے مگر مونہہ قبلہ کی طرف کرے اور چپٹ لیٹنا بہتر ہے اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور کھ
اوپکا اور دل سے اشارہ کرے و روایت کی جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ تھی مجھ کو تو اسیر اور پوچھا
سینے نی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کہا کہ پڑھ کھڑے ہو کے اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو ہا پر زیاد
کیا انسانی نے اور اگر قدرت نہ رکھے تو چپٹ لیٹ کے نہیں تکلیف دیتا ہر اسکے مگر موافق طاقت اوسکی کے اور
تین ذکر کیا اشارے کا لیکن جب لیٹ کے پڑھ گیا تو بالضرر اشارے ہی سے پڑھ گیا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے نہ رکھے کیونکہ
ہدایت میں حدیث ہے اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کرے اور زمین تو اشارہ کر پنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی
لیکن روایت کی زبانی سے سنیں اور یہی نے معرفت میں جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کی ایک لیل میں کی سوچا
اوسکو کہ سجدہ کرنا ہی تکیہ پر سوچینک یا آپ نے ابی دوس لیل میں ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اور سپر اور حضرت اوسکو بھی پھینک دیا اور کہا
اگر قدرت رکھتا تو زمین پر پڑھتا تو اشارے سے پڑھتا اور اگر سجدہ کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کہا زبانی نے نہیں جانتے ہیں ہم کہ سینے
روایت کیا ہوا سکو و ثوری سے مگر ابوبکر خفی نے اور متابعت کی اسکی عبد الوہاب عطاء نے ثوری انتہی لیکن ابوبکر ثقہ ہر کاشیہ خیرین
نے اور میں کہتا ہوں کہ اس باب میں بہت آنا صحیح مروی ہو میں ہیں روایت کی بن ابی شیبہ نے ابن عمر سے کہ عیادت کی
انھوں نے صفوان کی اور پایا اوندکو کہ سجدہ کرتے ہیں تکیہ پر سوئم کیا اوندکو اور کہا کہ اشارے سے پڑھتا اور روایت کیا مسروق سے کہا
کہ داخل ہوئے عبد اللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا اوندکو کہ نماز پڑھتے ہیں لکڑی پر سوچیں لیا اوند نے اور دور کیا اوسکو اور کہا کہ اشارہ کر جا
کہ تیرا سر ہوگا اور روایت کیا جلیل بن جیم سے کہا کہ پوچھا میں نے ابن عمر سے نماز میں سے اور لکڑی کے کہا کہ نہیں حکم کرتا ہوں میں تم کو
عبادت بتوں کے بلکہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو کے ورنہ بیٹھ کے ورنہ کروٹ لیکر اور روایت کیا عروہ کہا انھوں نے
کہ مرثیہ اشارہ کرے اور نہ اٹھاوے اپنے مونہہ کی طرف کسی چیز کو اور کنا ابن ابی شیبہ نے کہ اس باب میں روایت ہے ابو سعید
اور گئے طرف اوسکے تابعین ابراہیم اور سعید بن المسیب اور شرح اور ابن سیرین اور عامر اور عطاء اور طاہس اور مشرق اور روایت

کتاب صلوٰۃ

کتاب صلوٰۃ

واقعتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھنے پر اگر کھڑے ہو کر پڑھیں تو اگر قدرت نہ کرے پڑھیں اور نہ پڑھیں کرے طرقت قبلہ
 کے اور یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ حسن بن حسن غزالی کے اصل اگر رکوع اور سجدہ نہ کر سکے اور بیٹھا اور کھڑا ہو سکے پڑھ سکے
 اشارے سے پڑھے اور یہ کھڑے ہو کر اشارہ کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص نماز اشارے سے پڑھتا ہے اور شخص نماز کے اندھا
 ہو گیا نماز پھر سر سے پڑھے اور جو شخص اشارہ کر رکوع اور سجدہ کرتا تھا نماز میں کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا باقی نماز کو کھڑے ہو کر
 پڑھے اور سر سے نہ اٹھاوے اور جو کشتی جاری ہے اور میں معذور ٹیپہ کے نماز پڑھنا درست ہے اور جو بندہ بھی ہو تو درست نہیں اور اگر
 کوئی ایک دن رات تمام دیوانہ یا بیہوش ہو جائے کہ نمازوں کو اوس دن کی قضا کرے اور اگر کھڑی ہو کر پڑھے یا نہ پڑھے یا نہ پڑھے
 یا بیہوش ہو تو قضا کرے اور امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتوں تک حالت یہی تو قضا لازم آوے گی اور جو شخص نماز تک زیادہ تک
 رہی تو قضا سا قضا ہوگی و اگر کما عاصب ہلینے کے قیاس سے کہ جب کسی نماز کا وقت گزر جائے بیہوشی میں تو نماز اوست سا قضا ہوگی و
 اور پانچ نمازوں تک قضا کرنا باسحان ہے اور یہی مذہب ہمالک اور شافعی کا اور ولیم ہر جو روایت کی وائلیتی حضرت ایشہ رضی اللہ
 عنہا سے تحقیق کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کو کما نہیں ہے اور نمازوں کی
 قضا کا اوس نماز کی جسا وقت باقی ہو اور وہ میں ہوشیار ہو جاوے اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے سناہ میں اوسکی حکم میں ملکہ
 بن سعد بن ابی حمزہ نے کہ روایت اوسکی موضوع میں اور کما ابن عیینہ میں ہر وقت اور میں ہر ماہوں اور کاذب کما او کو
 ابو حاتم وغیرہ اور کما ہمارے ترک کردی گئی ہے حدیث اوسکی اصیل ہمارے ہے کہ روایت کیا محمد بن حسن بن عیسیٰ بن ابی سعید
 عن حماد بن ابی سلمہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یقضي یعنی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ شخص بیہوش ہو جاوے ایک دن رات قضا کرے اور روایت کی عبد الرزاق ثانی سے
 کہ بیہوش ہے بن عمر ایک مہینہ سو نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا اور روایت کی ابو یوسف بن حرمی آخر کتاب ایک حدیث ثنائی
 یونس ثنائی عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ما فات یعنی بیہوش ہے بن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا قال اللہ اعلم

باب سبب تلاوت کے بیان میں

سبب تلاوت کا ایک سبب ہے سبب کی شرطوں سے دو چیزیں کے ہیں یعنی بغیر ہاتھ اوٹھانے کے اور تشہد اور سلام
 کے اور سبب تلاوت میں جو نماز کے سبب سے میں پڑھتا ہوں پڑھتا ہوں اور جو پڑھتا ہوں میں جو ایک آیت پڑھتا ہوں پڑھتا ہوں
 پہلی آیت سورہ عرف کے اخیر کی دوسری سورہ عدہ کی تیسری سورہ نمل کی چوتھی سورہ نمل کی پانچویں سورہ نمل کی چھٹی سورہ نمل کی
 سبب کی سورہ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک سبب آیت سیرہ یعنی واشرکوا فانتہکوا میں بھی سبب کے وقت
 اور ہمارے نزدیک سبب سے سبب و اوس جگہ کے سے کہ وہ سبب نماز کا ہو یا نہ ہو اگر کھڑے ہو کر پڑھے یا نہ پڑھے یا نہ پڑھے
 جو دلیل ہے یہ حدیث عقبہ بن عامر کی کہ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبب کی سورہ حج کی سورہ حج کی سورہ حج کی
 میں فرمایا کہ ہاں اور جو اوس دو بیہوش ہو کر نہ پڑھے کما ترمذی میں ہر سنا دلی قوی اور یہ
 سبب کے اسناد میں اوسکی ابن ابیہ ضعیف ہے اور روایت کی ابو داؤد نے مرسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا

نزدیک مدت قصر کی ہو کیونکہ یہ بھی ایک سفر کی نعمتوں میں سے ہے جیسے مسافر کے کاتین دن میں رات سنانے کے واسطے نماز قصر
صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے مقیم گاہ پر اور ایک رات اور سافرتین دن اور تین رات اور بھی حدیث ہماری حجت ہے اور امام شافعی کے نزدیک
مدت قصر کی ایک رات ہے اور اخرج کیا ابن ابی شیبہ نے عطاء بن ابی رباح سے کہ کما سینے ابن عباس سے کیا قصر کو دن میں عرفات
یکم کا کہنیں اور قصر کو روز و لیل کا کہنیں طائف کا اور عسفان تک کہا کہ ماں اور یہ لڑکا لیس میل تھا اور اشارہ کیا
انھوں نے ہاتھ نہ سے اور دوسری روایت میں ہے عرو سے کہ فہری بچہ عطاء بن ابی رباح سے کہ کما کہ قصر کو عرفے سے بطین فحل
کہان قصر کو طائف عسفان اور طائف اور حیر کے کثر حدیث کا دلیل امام شافعی کی کوئی محکمہ نہیں ملی اور روایت ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جب نکلے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے اصل مسافر کے واسطے اگرچہ سفر سے اوسکی گناہ کا
قصر واجب تک کہ اپنے شہر میں داخل ہو یا آدھے مہینے کے رہنے کی نیت کرے کسی شہر میں یا کانون میں تک اس کے واسطے
خصت ہے یعنی اجازت ہو کہ چار گھنٹے نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی مسافر نے آدھے مہینے سے کم رہنے کی یا نیت کی اقامت
کی مدت کی یعنی آدھے مہینے کے رہنے کی دو گاہ میں یا کسی شہر میں داخل ہو کر اوس ارادہ کرے وہاں کل پر سون چلا جاوے گا اور ابن
اوسکو یہ ہو گئی تو ان صورتوں میں قصر کرے و اگر خطا کیا یا زیادہ سی طرح سے گذر جاوے گا جہاں جاوے گا اور نیت بند
دن رہنے کی نیت کرے اور پندرہ دن مدت اقامت کے ہیں اور قیاس کیا اوسکو فقہاء نے طہر کر کے اوسکی بھی اقل مدت پندرہ دن ہیں اور
ماثور بن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ابن و دونوں طحاوی نے کہا انھوں نے اذ اقامت بکدام ما انت مسافر فراقا
فی نفسک ان تقیم خمسین یوماً و لیکلک کحل الصلوۃ یساوان کنت لا تدری ہستے
تقطع قاصداً ہا یعنی جب آئے تو کسی شہر میں اور تو مسافر ہو اور نیت کرے پندرہ دن رہنے کی تو پورا کر نماز کو اور اگر
نہیں جاتا تو کب جاوے گا وہاں تو قصر کر نماز کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حجاز سے کہ ابن عمر تھے حجاز کے اور اقامت
پندرہ دن تمام کرتے تھے نماز کو اور امام محمد نے کہا لا یأثم من ثلث ابو حنیفۃ ثلثا مویسی بن مسلم عن ثجاہد عن
عبد اللہ بن عمر قال اذا کنت مسافراً فصدت نفسك علی اقامت خمسین یوماً فان لم
الصلوۃ وان کنت لا تدری قطعی قاصداً اور معنی اس کے وہی ہیں جو اوپر گذرے تمام ہو مومن فتح القدیر کا
مترجم کہتا ہے کہ اخرج کیا ابن ابی شیبہ نے مسیب سے کہ جب جمع کرے جاوے کوئی شخص پندرہ دن کی اقامت پر مگر
نماز کو اور مسجد میں جب سے کہ جب اقامت کرے تو پندرہ دن پر تمام کر نماز کو اور کہا ہنسیان نے جب ارادہ کرے کوئی شخص
کسی تمام پر پندرہ دن نماز کو تمام کرے جب کہ ارادہ کرے اور جب جائے کہ کب نکلیں گے وہ دو کعتیں اگرچہ گذر جاوے
ایک سال اور یہی قول ہے اور کایہ عبارت ضعف ابن ابی شیبہ کی ہے اگر لشکر اسلام دایہ عرب میں داخل ہو تو پادار اس کے
قلعہ کو گیر لویے یا بغیوں کے تئیں و الا اسلام میں شہر کے باہر گھیر لیا تو ان سے تون میں اگرچہ وہ اقامت کی نیت
کی نیت کرے یا مہینہ تو گئے نماز کو قصر کرے اس کے واسطے کہ وہ مقیم نہیں جانتے ہیں اقامت کی نیت کرنے سے مگر بجائے لو کہ اپنے
خیون میں اگر آدھے مہینے کی اقامت کی نیت کرے تو وہ مقیم ہو جاوے گا اس واسطے کہ نیت اقامت اولیٰ باہر شہر کے رہتے ہو
اور جو تجارت وغیرہ میں اولیٰ نیت اقامت کی جنگل میں بیچ نہیں اور اگر مسافر نے چار دن کھینچ پوری ٹرین اور پہلے بعد میں بیٹھا

کیونکہ صحابی ہوئے ہیں فقط دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہے اور نہ حدیث میں کیونکہ غایت یہ ہے کہ حدیث منزل ہوگی اور منزل
 خصوصاً جب صحابی کی ہو تو محبت کے ساتھ روایت کی جائے گی اور اگر فراموش کیا بیٹھی ہے تو طریق بخاری سے تمیم داری سے کہ
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب یہ لوگ اور پڑھ کر اور غلام اور مسافر کے اور روایت کیا اور سکو طبرانی نے حاکم بن عرو سے
 اور اوہ میں زیادہ کیا عورت اور مرثیہ کے اور مروی ہے ابو الجعد تمیمی اور تھی ابو کو صحبت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے
 چھوڑا تین جمعے سستی سے مراد کیا اور اسکے دل پر روایت کیا اور سکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اور
 ابن خزیمہ اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے چھوڑے تین جمعے برابر لکھا یا لکھا منافیہ سے
 روایت کیا اور سکو طبرانی جمعہ کبیر میں حدیث جابر جفی سے اور وہ کنعیہ ہے لیکن اسکے واسطے بہت شواہد ہیں تو نہ ضرر کریں
 تصنیف جابر کی اور اصل بھی دن جمعے کے سنت ہے اور گزرا بیان اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھ گئے حضرت علی رضی
 اللہ عنہ غسل دن جمعے سے کہا کہ غسل دن جمعے اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے محمد بن کثیر
 سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لایا ہر اس پر اوپنچھلے دن پر تو اوپر نماز جمعہ ہر دن جمعے کے مکرر
 اور اس کے اور غلام اور مرثیہ پر اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں جمعہ اور تشریق اور عید فطر اور فحی مگر شہر جمع
 میں اور شل اسکے مزی و خلیفہ سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا اور سکو ابن خرم نے
 اور اسناد اسکے یہ حدیث تاجی بن حصین عن محمد بن عمار عن طلحہ بن سعد عن عکبک عن ابن عبد اللہ بن ابی انہی
 اور یہ صحیح ہے اور جو روایت کیا اور سکو ابن عباس نے کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعے کے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا ایک مرتبہ میں
 یعنی کواؤنہیں کچھ اسکے مخالف نہیں کیونکہ قرآن کا اطلاق عرب کے عورت میں شہر ہو تا ہے اور شاہد ہے اسکا کلام اللہ تعالیٰ کا کہ
 تِلْكَ هَذِهِ الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقُرْطَيْنِ عَظِيمٍ اور اس جگہ قرین سے مراد مکہ اور طائف ہے اور نہیں شک ہے کہ
 میں کہ شہر ہو اور ہائے میں اس حدیث کو رفع کیا ہے لیکن مرقع نہیں پائی گئی واللہ اعلم حص اور شہر کی تفسیر میں اختلاف ہے
 بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس پر امیر اور قاضی ہو کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حدوں کو قائم کرے اور بعضوں کے نزدیک
 شہر وہ جگہ ہے کہ حیثیت وہاں لوگ جمع ہوویں تو اوس جگہ کی بڑی مسجدیں نہ سماویں اور صاحب وقایہ نے اسی کو اختیار
 کیا ہے اور شہر کا کنارہ وہ ہے جو مقام شہر کے متصل ہو اور شہر کے فائدے کے واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑانے کے واسطے یا لشکر اور ترے
 کیواسطے یا مردہ دفن کرنے کے لیے یا جازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جمعے کا پڑھنا حج کے
 موسم میں بنیامین خلیفہ کیواسطے اور امیر حجاز کے واسطے درست ہے اور امیر مکه کیواسطے اور عرفات میں درست نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ
 بادشاہ ہو یا اسکا نائب تیسری شرط یہ ہے کہ ظہر کا وقت ہو وقت یعنی قبل وقت ظہر کے اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہیں
 کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مائل ہو جاؤ آفتاب تو پڑھ ساتھ آویسوں جمعے کو ایسا ہی ہے یا اسے میں اور یہ حدیث مروی
 ہوئی ہے مصعب بن عمر سے کہ جب بھیجا اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو لکھا کہ پڑھ جمعے کو جب مائل ہو جاؤ آفتاب صحیح کیا
 میں حضرت انس مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جمعے کو جب مائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کی مسلم نے
 سلمہ بن اروع سے کہ تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہوتا تھا آفتاب اور لیکن روایت کی واقفی نے

یہ صحیح ہے
 صحیح بخاری
 صحیح مسلم
 صحیح ابوداؤد
 صحیح ترمذی
 صحیح نسائی
 صحیح ابن حبان
 صحیح ابن کثیر
 صحیح ابن عساکر
 صحیح ابن ماجہ
 صحیح ابن خرم
 صحیح ابن ابی شیبہ
 صحیح ابن ابی عمیر
 صحیح ابن ابی نجر
 صحیح ابن ابی اسود
 صحیح ابن ابی سہل
 صحیح ابن ابی عمیر
 صحیح ابن ابی نجر
 صحیح ابن ابی اسود
 صحیح ابن ابی سہل

ابو جعفر
محدث

عبداللہ بن سیدان سے کہا کہ میں حاضر ہوا ساتھ ابو جعفر رضی اللہ عنہ کے محسن ہونا خطبہ کا قبل زوال کا وہ ذکر کیا گیا
ایسا ہی عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے اونہ بنیں دیکھا میں نے کیوں کہ عیب جانا ہوا سکو اور یہ والہت کرتا ہوا اس بات پر کہ خطبہ
قبل زوال کے تھا لیکن یہ کچھ قاض نہیں ہو سکا اتفاق کیا ہی نہیں ہو پر حضرت عبداللہ بن سیدان کے چوتھی شرط یہ ہو
کہ پہلے خطبہ واقع ایک تسبیح کے وقت ظہر میں ہو اور یہی نمبر ہمام الحدیث کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک شرط یہ بھی لکھی ہے
پڑھا جائے اور امام شافعی کے نزدیک خطبہ صومریں کہ ہر خطبہ میں حمد و ثناء اور حکم تقویٰ کا ہو اور یہ خطبہ قراوت کے طور پر پڑھا اور دوسرا
وہ ایک طور پر پانچویں شرط یہ ہے کہ جماعت ہو اور جماعت کی حد یہ ہے کہ امام کے سوا تین مرد ہوں اور اگر امام کے بعد کر نیلے پہلے
مقتدی ہجراک ہوں تو ہر صورت میں امام ظہر شروع کرے اور اگر مقتدی پہلے جاوے اور تین مرد ہوں یا امام کے بعد کر نیلے پہلے
ایک سب ہجراک ہوں تو ان دونوں صورتوں میں امام جمعہ تمام کرے چوتھی شرط یہ ہے کہ اون عام ہو جسے یعنی تمام لوگوں کو سب میں
جانے کا حکم ہو اور ہر شخص کے جمعہ کے سوا سب نمازوں میں لائق ہو جسے میں بھی امامت کے لائق ہو تو اگر مسافر
یا بیمار یا غلام کے ہیں امام ہو کر درست ہو جائیگا اور امام زفر کے نزدیک درست ہو گا اور معذور اور قیدی کی نظر جماعت کے
ساتھ دن جمعہ کے شہر میں مگر وہ ہر امام الیوسف کے نزدیک وہ جگہ شہر میں مسجد درست ہیں مگر جب ایسا شہر ہو کہ او
دو جانب ہوں تو دو قسم کا حکم دیکھا جیسے بغداد اور امام محمد کے نزدیک دو جگہ یا تین جگہ یا زیادہ جگہ شہر میں باوجود ہر جگہ
کہ شہر کے دو جانب ہوں یا نہ ہوں اور کسی پر فتویٰ ہے کہ جو مدینہ ایسی بھی ہزار گنا شہر کی شہر میں بل جمعہ ہو جائیکہ مگر وہ ہوگی اور ہر شخص
محدث نہیں ہونے شرط ہے اور جمعہ کیلئے دو اجازت کہ امام جمعہ کا ہونا شیخ فخر بن عبد الوہاب کی باطنی جاوے جسے کی غازی او ایہ پانچ امام
کا نمبر ہے اور صاحبین کے نزدیک نماز باطل ہوگی اگر جب نماز جمعہ کی باقی اور شخص کو جسے کی نماز میں تشریف لے جائے یا سکو مسجد میں
تو شخص جمعہ کی نماز ہو کر نہ ہو شرط ہے اور اسے جمعہ یا یا امام الحدیث اور امام الیوسف کا ہوا امام محمد کا نہ ہے کہ اگر کسی
امام کے ساتھ دوسری گنت کے اکثر کیا ہے کہ اسے پندرہ گنا کرے اور اگر دوسری گنت کا اکثر نہ پائے اور شامل ہو تو اسے پندرہ گنا کرے
ہر جمعہ کو اسے نہیں یا کیونکہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مائتہ گنا کو قصص لئلا و صافات کو قاصصا یعنی جواباً تم پڑھو
اور ہاں ہے تو اسکو ادا کر لو اور پوری حدیث یوں ہے کہ کتاب تم کی جاوے نماز تو نہ اؤ تم دوڑے ہوئے بلکہ اپنی جال سے اور
لازم ہے کہ یہ طریقہ ان اور سکون ہو جو ادا اسکو طر اور جو فوت ہو جاوے تمام کر روایت کیا اسکو احمد ابن حنبل اور ابن ماجہ
قاصصو کہے آئموا ہر ادب بھی فراموش کیا اس حدیث کو بخاری سلم ابو داؤد ترمذی سائی ابن ماجہ وغیرہ نے ابو ہریرہ اور ایک حدیث
میں صحیح ابن حبان کے لفظ بھی واقع ہے یعنی قاصصو اور اسی طرح سے بیان کیا اسکو و ما طیب لہ کہ اسکا غلطی سفیان بن عیینہ نے
اس نقل میں اونہن جانتا ہوں کیونکہ روایت کیا ہوس لفظ کو زہری سے سوا سفیان کے کہا ابو داؤد و ترمذی کہ اسوا سفیان
کے یہ لفظ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کی امام احمد نے مسند بن عبد الزاق سے انہوں نے ستم بخاری و ترمذی اور ابن
قاصصو کا لفظ ہے اور روایت کی بخاری اور ترمذی حدیث لیتے ہیں اسنے زہری اور احمد ابن حنبل اور سفیان کی روایت نے زہری کا مذکور
اور بھی کہا بخاری حدیث لیتے ثنائی لیس عن النضر بن عمار عن ابی سلمہ و سعد بن عقیل عن ابی ہریرہ کا ماند اسکا بھی
روایت کی ابو نعیم نے مستخرج میں ابو داؤد طحاوی نے مستخرج میں ابی ہریرہ سے اسکا روایت کی ہے اور اسکا بھی

صورت میں قول ایدو ایدو کا اور تفہیم اسکی فتح القاری میں ہے جس اور جب پہلی اذان پہنچے تب لوگ خریدنا بیچنا چھوڑ دیں جسے
 اور جمع کی طرف متوجہ ہوں اسواسے کہ فرمایا اللہ نے فَاَسْتَوُوا اِلٰی ذٰلِکَ اَللّٰہُ وَذَرُوا لِبَیْعٍ وَّابِیْعِی رُوْطُوْطٍ یَّادُکُمْ
 اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو جس اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اوٹھے نماز اور بات حرام ہر جانی ہر گشت کیونکہ فرمایا حضرت علی
 علیہ السلام نے جب تک امام تو نہ نماز نہ کلام ہو اور رفع اسکا غریب ہو اور معروف یہ ہو کہ یہ کلام نہ ہری کا ہر روایت کیا اسکو
 مالک نے موطائین کہا کہ کلام امام کا منع کرتا ہی نماز کو اور کلام اسکا منع کرتا ہی کلام کو اور روایت کی بن ابی شیبہ نے مسند
 میں عن ابیہ کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر ماروہ رکھتے تھے نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ ثمالی عباد
 بن العوام عن یحییٰ بن سعید عن یزید بن عبد اللہ عن ثعلبہ بن اربع مَالِکٍ الْقَوَیْطِیِّ قَالَ اَدَّ سَرَّکَ
 عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَکَانَ کَلَامًا اِذَا اَخْرَجَ یَوْمَ کَیْفَ کُنَّا الصَّلٰوۃَ وَالکَلَامَ یَعْنِیْ بِاِیْمِنِ عُمَرُ وَعُثْمَانُ کُوْکُ
 جب نکلتا تھا امام دن جمع کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علی سے مانند اسکا اور بھی روایت کی
 عروہ کہا کہ جب بیٹھے امام منبر پر تو نہیں ہر نماز اور کلام ہر گشت کیونکہ جمع کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز پڑھتا
 اور اخراج کیا علی بن ابی طالب سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے جب تو نے کلام کیا اپنے صاحب اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے
 کیا تو نے اور جو معاضہ کیا اسکا بعض لوگوں نے کہ آیا ایک شخص اور حضرت علی علیہ السلام خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ ٹھیک ہی بتاتے نماز اور
 کہا نہیں کہا کہ پڑھ دو رکعتیں لغوی کیونکہ دوسری روایت میں ہے النسخ فی ابیہ کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور حضرت علی علیہ السلام
 خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ کھڑا ہوا اور پڑھ دو رکعتیں اور باز رہے آپ خطبے سے یہاں تک فارغ ہوا
 و شخص نماز سے اخراج کیا اسکا وار قطنی نے اور کہا کہ اسناد کیا اسکا عبید بن محمد بن عیسیٰ اور وہ ہم کیا اوسمین پھر کمال وار قطنی نے
 احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل وار قطنی نے کہ نہ تھا کیا آپ نے اسکا اور کہا کہ یہ مرسل صحابہ ہر اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل حدیث
 تو اسکا مقصود یہ عمل ضرور ہے اسناد اسکا زیادت ہے جب تک قبل کے معارض نہ ہو کیونکہ اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں نہ یہ کہ
 مخالف مذکور ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور فقط زیادت اسکی موجب غلط نہیں ورنہ مقبول کیجا زیادت اسکی اس
 حدیث میں والیہ صحت تک کہ تمام کے خطبے کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان ہی جاوے دوسری بار امام کے اگر
 و اور حضرت علی علیہ السلام کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جماعت نسو مسلم کے صاحب بن یزید
 کہا کہ تھی اذان دن جمع کے اول اسکا جب امام بیٹھا تھا منبر پر حضرت علی علیہ السلام کے زمانے میں اور ابو بکر اور عمر کے
 سوجب خلافت ہوئی حضرت عثمان کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ میں ہے کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک شخص میں
 کہ نام اسکا زور تھا بار میں بعض روایتوں میں ہے کہ زیادہ کی حضرت عثمان بنی سیری اذان اور تیسری اذان ان میں سے ہر ایک ایک
 اقامت کو بھی اذان میں شمار کیا ہو جیسا کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے بَلِّغْ کُلَّ اَذَانٍ صَلَوةً یَعْنِیْ دَرِیَانِ دَوْنِ
 اذانوں نماز یعنی ایک اذان اور اقامت کے توقع ہو گیا اس سے وہ اعتراض جو وارد کیا اسکو بعض لوگوں نے کہ اذان کے حضرت علی علیہ السلام
 خطبہ پڑھتے تھے اور اسکا بعد نماز تو سنتیں کہ سبقت ہو تیں کیونکہ یہ اول اذان حضرت کے وقت میں تھی اور وہ جو واجب اسکا
 بعضوں نے لوگوں کہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کہ تو وہ ہر حالت ہر کیونکہ یہ اذان متصل ہوتی ہے خطبے کے بلا فصل اور جائز ہے بات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکلنے پر دو تین پڑھتے ہوں اور پھر اذان ہو کر خطبہ شروع ہوتا ہو کیونکہ اور عہد میں باب
الغفل میں بیان کیا کہ چلا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے بعد ازاں آیت الکرسی پڑھتے تھے کہ یہ دو ساعت جو کہ ایک خطبہ پڑھتے
اور میں دروازہ آسمان کو میں چاہتا ہوں کہ پڑھنے میں میری جانب سے اور وقت میں کوئی عمل نیک ص اور لوگ امام کی طرف منور ہو کر
خطبہ میں اور امام باطرات کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے اور وہ دونوں کے بیچ میں ایک بار بیٹھتے تھے کیونکہ کہا ابن ابی شیبہ نے
ممنعت من شئنا النہار بنی عن ججاجہ عن الحاکم عن قسطنطین عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ کان یخطب یوم الجمعۃ قائماً ثم یقعدا ثم یقعدا ثم یخطب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خطبہ
پڑھتے دن جمعہ کے کھڑے ہو کر پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے ص اور جب خطبہ تمام ہو جاتا
تو آقامت کی جاوے اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھاؤں چنانچہ خطبہ طویل کرنا نہایت مکروہ ہے ہر وقت
کیا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر بن عمرو سے کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کا قصہ کرتے اور نماز کا بھی قصہ کرتے اور کہا حضرت عبداللہ
بن مسعود کہ قصہ خطبہ کا اور طویل نماز کا مخبر میں اتفاق سے اوٹھنے کے اور عمار سے مروی ہے کہ منع کیا کہ لوگوں کو طویل کرین خطبہ کو پسینہ لگے
ابن شیبہ میں ہر اور بہت مذمت میان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں کی جو طویل کرتے ہیں خطبہ کا اور نماز میں کمی کرتے
ہیں اور یہ علامت قیامت میں آپ نے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ جو لوگوں کی عادت ہو کہ دو خطبوں کے بیچ میں جب امام بیٹھا ہو تو
دعا مانگتے ہیں بدعت ہر اور نہایت مکروہ ہے اور اسی طرح قبل نماز جمعہ کے جو لوگ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کے پکارے ہیں بدعت ہر
اور ہرگز جائز نہیں اور جمعہ کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہے حدیث میں جمعہ کو عید فرمایا ہے

باب عیدین کی نماز کے بیان میں

مستحب ہے کہ عیدین کے روز نماز کے پہلے کھانا کھا لے اور مسواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو ملے اور پانچا پیر پینے
و لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا ختم نہ کرے کہ کھانا کھا کر پینے کو باجموع بخاری میں ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خطبہ پڑھنے کے واسطے نماز سے پہلے یہاں تک کھانا کھاتے تھے کہ پھر نہ اوکھلتے تھے اور کو طاق اور کین سو اکر یا سو اکر
کہ ہر روز نماز کے وقت سنت ہر اور لیکن منسلک ناسو میان اسکا غسل کے باب میں گذرا لیکن خوشبو ملنا تو ہر وقت
خوشی کا ہر اور اجتماع کا اور جب جمعہ میں خوشبو لگنا مستحب ہے تو عیدین میں بطریق اولیٰ مستحب ہے گا اور چپا کپڑا پہنے کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک جہیز ہوتا تھا یا کسی در کپڑے سے اور یہ حدیث ہائے میں ہر اور روایت کیا ہے یعنی
مانند اسکے طریق شافعی سے اور اخرج کیا طبرانی نے اور مسلمین تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کے ایک جہیز
اور جہیز اس عبادت ہو کہ میں ایک کپڑا ہوتا ہے اور میں خطبہ ہوتے ہیں مرغ اور منبر ص اور خطبہ کا ادا کرے فائدہ
بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ میں آگیا ص اور عید کی طر تکیہ آہستہ آہستہ ادا ہو جاوے و شایان جہیز میں ہر عید میں
نہ اس کپڑے میں کیونکہ وہ موم و زعفران میں داخل ہے تو نزدیکی میں کے جہیز کے بیسا کہ عید قربان میں اور امام صاحب نے فرمایا
جہیز کے اولیٰ روایت میں اونسے جہیز کے اور کہا امام صاحب نے کہ جہیز کا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے بدعت ہر اور مخالف
ہر رسول کے قول واذکر لکھ لکھ فی نفسک کفر عا و یخفف من ذنوبک انجھیں من القول یعنی ادا کرنا کو عجزی

ابن ابیہ کی ضعیف روایت کا ظاہر ہوا اضطراب اس حدیث کا تو کبھی تو اوس میں ہر عن ابن ابیہ عن یزید بن ابیہ عن
عن الثوری عن یزید بن ابیہ عن بعض من ہر عن ابن ابیہ عن یزید بن ابیہ عن الثوری عن یزید بن ابیہ عن
عن ابیہ عن بعض من ہر عن ابن ابیہ عن یزید بن ابیہ عن الثوری عن یزید بن ابیہ عن
وحدیث میں بیان کیا اونی تصحیح کہ ابن القسطنطینی نے کہا اوس نے کہ تیرہ بیٹا عبد اللہ کا نزول یکشنبہ میں
مترک ہوا اور کہا احمد نے کہ کچھ نہیں اور میں روایت کی اوس اپنی سند میں اور ایسا ہی کہا ابن ابیہ نے اور کہا انس بن مالک نے
مترک ہوا اور کہا ابو زرعتہ وہی حدیث اوسکی ضعیف روایت اور کہا امام احمد نے نہیں ہر یکمیر عیدین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کوئی حدیث صحیح لیکن سند کبریٰ کئی ہر اوس میں ساتھ قول ابو ہریرہ اور لیکن جو مروی ہر صحیح سے سونہا لا عبد الرزاق نے
ثم استبان الثوری عن ابیہ عن الحسن بن علی عن حماد بن اسحق عن مسروق عن ابن مسعود عن عبد اللہ بن مسعود
عن ابیہ عن الثوری عن یزید بن ابیہ عن بعض من ہر عن ابن ابیہ عن یزید بن ابیہ عن الثوری عن یزید بن ابیہ عن
میں تو کبیرین یا قبل قرات کے پھر کبیر کہتے تھے اور کوع کرتے تھے اور دوسری رکعت میں قرات کرتے تھے اور جب فاتح ہوتے
قراۃ تکبیر کہتے تھے چار بار اور اول رکعت میں تین تکبیر عید کی ہیں اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری میں بھی تین عید کی
اور ایک رکوع کی اور روایت کی اوس نے باسناد صحیح اوسی اسناد کہ اکتھے ابن مسعود و بیٹھے اور نزدیک انکے ابو موسیٰ اشعری تھے
اور خلیفہ بن ابیہ اوسے سعید بن ابیہ سے تکبیر سے نماز عیدین کہا خلیفہ بن ابیہ سے پھر ابو موسیٰ کہا ابو موسیٰ نے کہ پھر عبد اللہ بن مسعود
کیونکہ وہ ہم میں قدیم ہیں اور سب زیادہ بڑے ہیں پھر ابو موسیٰ نے کہا ابن مسعود تکبیر کہے چار پھر قرات کرے اور تکبیر اور کوع
کرے پھر کوع دوسری رکعت میں اور قرات کرے پھر تکبیر کہے چار بعد قرات کے اور ایک دوسرا طریقہ ہے کہ روایت کیا اوسکو
ابن ابیہ نے باسناد صحیح مسروق کہ تھے سکا تیرہ عبد اللہ بن مسعود تکبیر عیدین میں تین تکبیرین یا پنج پہلی رکعت میں اور چار
دوسری رکعت میں اور اس مرویہ کہ ایک تکبیر تحریمہ کی اور تین عیدین کی اور ایک رکوع کی اول رکعت میں اور دوسری میں ایک
رکوع کی اور تین عیدین کی اور ایک دوسرا طریقہ ہے اس حدیث کا روایت کیا اوسکو امام محمد نے ثم ابیہ عن یزید بن ابیہ عن
عن ابیہ عن الثوری عن یزید بن ابیہ عن بعض من ہر عن ابن ابیہ عن یزید بن ابیہ عن الثوری عن یزید بن ابیہ عن
عن ابیہ عن بعض من ہر عن ابن ابیہ عن یزید بن ابیہ عن الثوری عن یزید بن ابیہ عن
فقال ان غدا عیدکم فکانت اصنع فکالاً اشیراً یا ابا عبد اللہ عن مسروق عن ابن مسعود عن عبد اللہ بن مسعود
ان یصلی بغلیا اذاناً ولا اقامۃ وان یمکث فی الاولین ثم یسجد فی الثانیۃ اربعاً وان یصلی بسبب
القرآن یتین وان یسجد بعد الصلوۃ علی سراج لیم یسجد فی ایک روز حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے مسی کو تین
اور تھے اوسے ساتھ خلیفہ بن ابیہ اور ابو موسیٰ اشعری تو سکا اوسکو پھر ولید بن عقبہ اور وہ امیر کوفہ کے تھے اوس نے
میں اور کہا کل عید ہر تھاری تو کیا کرو تین یعنی کس طرح نماز پڑھاؤں میں کہا ابو موسیٰ اور خلیفہ نے کہ بتاؤ اوسکو پھر
تو حکم کیا اھوں اوسکو کہ پڑھے بغیر اذان اور اقامت اور تکبیر پہلی رکعت میں یا پنج اور دوسری میں چار اور موالات کرے
درمیان دونوں قراتوں اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سوار سے پڑھے اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ ساتھ ابن مسعود اور

ابن ابیہ

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے تین کپڑوں میں سپید تھنے سحول کے اور حوال نام کا مقام کا ہو ملک میں کپڑے
 اوس جگہ کے بہت اچھے ہوتے ہیں اور روایت کیا اسکا مواجیح سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیکن اوس میں کپڑے نہ تھے
 اوان کپڑوں میں کرتا اور نہ عامہ تو اگر یہ کہا جاوے کہ کرتا اس جناح پر اور وہ بھی کفن میں لازم ہے جیسا کہ امام مالک نے توجہ
 کپڑوں میں کفن ہو دیا اور وہ غلط ہے کیونکہ خارجی میں ہر عورت ابی بکر قال لعائشۃ فی کہ کفن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فقالت فی ثلثۃ اقواب قمیض وازارۃ ولفافۃ یعنی پوچھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کہ کتنے کپڑوں میں کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑوں میں کرتا اور ازار اور لفا
 اور عقیقہ ہر سبب نامہ بن عبد اللہ کو فی کے اور عقیقہ کیا اوسکو نسائی نے اور اگر ہو و اوان لوگوں میں جسکی حدیث لکھی ہوگی تو
 بھی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی معارض نہوگی اور جو روایت کی امام محمد نے امام عیاض سے عن حماد بن ابی سلیمان
 عن ابراہیم التیمی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی ثلثۃ قمیض ولفافۃ ولفافۃ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کفن دیے گئے ایک جوڑے مینہ میں اور کپڑے میں مثل ہر اور مثل اگر چہ ہمارے نزدیک حجت ہے لیکن تقدیم اوسکی حدیث حضرت عائ
 پر مستطیع سے ہوگی ہاں اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیض کی مروی ہے چند طریقوں سے تو معارض ہووگی حدیث حضرت عائشہ رضی
 اور اوان طریقوں میں دو طریقے بیان کیا اور تیسرا طریقہ وہ ہے جو روایت کی عبد الرزاق حسن بصری مثل در جو تھا طریقہ وہ
 جو روایت کی ابو داؤد ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ کفن دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں اوس کرتے ہیں میں انتقال
 کیا اور ایک جوڑے بجاری میں اور بکران ایک شہر کا نام ہے اور ضعیف ہے بسبب یزید بن ابی رباح راوی کے لیکن ترجیح شاید اسطوری
 ہو کہ کفن کو مرد و عورت زیادہ جاہلین و نداس مقام میں شک ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اوس
 قمیض میں جس میں انتقال کیا پھر اوسپر کپڑے کفن پہنایا جاوے گا واللہ اعلم اور حالہ یعنی جوڑے عرب کے عورت میں دو کپڑوں کا نام ہے
 ازار اور چادر اور ہمارے نزدیک عامہ میں لیکن اچھا جانا اوسکو بعض لوگوں نے کیونکہ مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ عامہ باندھتے
 مرد کے اور کفن میں یہ ہے کہ سفید ہو و مروکیو اسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہے عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا
 حالت حیات میں اوسکو درست تھا اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہو و اوسکی طرح لڑکی بھی حکم بالغ اور بالغہ میں ہر اور دو کپڑے
 کفایت ہیں کیونکہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لفظ و میر دو کپڑوں میں سو و ہوا و نکوا اور کفن دو محجوبہ امین کیونکہ زندہ سے کو زیادہ احتیاج
 ہے کپڑے کی طرف سے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہیں آئیں کفایت ہے کیونکہ زمینت لباس اور جمیع امور دنیاوی
 کی تاجیات ہر اور جب حیات سے قصد انفکاک کیا تو اوسوقت زمینت وغیرہ مفید ہے اور روایت کی عبد الرزاق حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں کپڑوں میں جن میں بیاڑ ہو تھے کہ وہاں نکوا اور کفن دو محجوبہ امین تو کہ حضرت عائشہ رضی
 اللہ عنہا نے کیا خرید کرین ہم تمہارے واسطے نیا کپڑا فرمایا کہ میں زندہ زیادہ محتاج ہر طرف سے کپڑے کے مروی ہے اور صحیح بخاری میں
 مروی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت اوسکے معارض ہر اس کے جوڑے کیا متہ مصنف عبد الرزاق اور سید عبد الرزاق کی کچھ کہ میں سنت بخاری
 میں ہے کہ اوس نے بھی زیادہ صحیح ہے اور اسکی یہ ہر انا معنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ قال انہ صلی
 عورت کیواسطے پیراں اور ازار اور دھانی اور لفا اور سینہ بند جس سے اوسکا پستان باندھے جاوین سنت ہے اور اوسکے واسطے

ابو بکر

ناصح بن عبد اللہ مکنی

ع

ابو بکر

ع

ابو بکر

سیدنا

و معلوم ہوا اور دالت کرتی تھیں اور سید جبریل کی ابن حبان نے مجمع میں حمران بن حسین سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جہان
تختہ انجاشی تھا ایک ہاتھ سے سوکھتے رہے اور ناز پڑھو اور سب کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور منہ باندھی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور ترکیب میں چار ترکیبیں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ جہان کے سامنے ہر اور اس معلوم ہوتا ہے کہ گمان اور کھانسی طرف تھا کہ جہان سے
پر بغیر ہر جہان سے کے ناز کس طرح ہوگی تو شاید کہ کشت ہوا ہو آپ پر بات و معیات نجاشی میں واللہ اعلم تو اگر کوئی اعتراض کرے
کہ سو انجاشی کے اپنے لہذا وین معاد یعنی پر ناز پڑھی اور وہ حاضر تھے بیسا کہ اور سے حضرت جبریل علیہ السلام ہو کہ میں اور کہا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے میں تو اگر چاہو تم لپیٹ دوں میں تھا اس واسطے زمین کو یعنی اوس زمین کو جہاں وہ زمین
ہوئے میں حاضر کروں اور تم ناز پڑھو اور سب فرمایا کہ اچھا تو مارا پنا بازو زمین پر حضرت جبریل علیہ السلام نے تو اٹھا آپ کے واسطے گشت
اور کہا اور ناز پڑھی آپ نے اور سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں تھیں زمین فرشتوں کی ہر منہ میں ستر ہزار فرشتے تھے پھر پوچھا
ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو کس سب سے درجہ پایا او منہ کہا کہ اچھی گئی تھی اور کو صورت قل ہو اللہ احد کی
پڑھتے تھے اور کو آتے جاتے اور چلتے اور کھڑے کوڑھتے روایت کیا اور کو طہران سے حدیث ابی امامہ اور ابن سعدی طبقات میں حدیث
نس اور ناز پڑھی آپ نے دین حارثہ اور بفرطیاریہ سے کہ روایت کی واقعتی مغازی میں صحابی ثقیف محمد بن صالح بن
عاصم بن عمر بن قنادہ و محمد بنی عبد المجار بن عمارہ عن عبد اللہ بن ابی بکر قال لما التقى الناس
مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنابر فكشف له ما بين يديه وبين السام فمكوا
يخشون من الله فقال صلى الله عليه وسلم انك الزاوية زيد بن حارثة قمضى حتى استشهدا
عليه وذكاه وقال استغفر والله دخل الجنة وهو يسكن ثم اخذ الزاوية جعفر بن ابی طالب
مضى حتى استشهدا عليه وذكاه وقال استغفر والله دخل الجنة وهو يطير فيها اجماعا
حيث شاء يعني حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا اور کو شام تک اور دیکھتے تھے اور ابی کی جگہ کو پھر فرمایا
اپنے لیا نشان کو زید بن حارثہ نے اور گزرتا اور شہید ہوا اور ناز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عالمی ان کے واسطے
رکھا کہ بخشش مانگو اور اس کے لیے داخل ہو جنت میں اور وہ دوڑتا ہو جنت میں پھر لیا نشان کو جعفر بن ابی طالب نے اور
شہید ہوا پھر ناز پڑھی اور پھر اور عالمی ان کے واسطے اور کہا کہ بخشش مانگو اور اس کے لیے اور داخل ہو اور جنت کو اور ظاہر
نست میں ساتھ دونوں بازو جہان چاہتا ہوں جواب اس کا یہ کہ خصوصیت نجاشی کا منہ دعوی اوس تقریر پر کیا کہ جنت میں
نہ ظاہر ہوا آپ کی واسطے اور نہ دیکھیں آپ کو اور جو مذکور ہوا اور اس کے خلاف ہر باوجود ضعف روایات کے جو سفارشی ہوں
مسل کو دونوں طرف سے اور جو ابن سعدی طبقات میں ضعیف ہر سا علیہ کے اور وہ بیاض کا ہوا اور کہا کہ بیاض کا اتفاق کیا
میں اس کے ضعف پر اور طہران کی روایت میں بقیہ بیاض کا ہوا اور وہ بھی ضعیف ہوا اور اگر اس کو تسلیم کریں تو لازم آتا ہے کہ حضرت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کو ان میں مڑھوں ناز پڑھی ہوا ہے اور ان سب پر اور یہ ہرگز ثابت نہیں ہوا اصل اور ناز پڑھا
یہ کہ پہلے تکبیر کے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کے پھر بعد اس کے ہاتھ نہ اٹھا اور شافعی کے نزدیک ہر ترکیب میں اٹھا اور ناز پڑھا
تکبیر کے اور درود صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر تیسری تکبیر کے اور یہ دیکھا کہ اگر وہ بالغ ہوا اللہ اعلم بحقیقہ و مستحکم

سیدنا

برائے

مسند میں ابن عمر سے منقول روایت ابن عباس کے اور زیادہ کیا کچھ اور نکالا جازمی نے کتاب النسخ و المنسوخ میں انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیریں اور نبی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کہ پڑھی تھی اوسکو آپ نے تکبیریں کہیں کہیں اور میں چار بیان تک کہ محلہ دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث یا محتمل ثابت ہوا کہ صحیح چار تکبیریں ہیں اور ایسا ہی بیان کیا اوسکو مشایخ عظام نے واللہ شیخنا آئنا اعلو وعلیہ السلام اور شروع کرنا ساتھ درود اور ثلث کے سنت دعا کی ہر روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہہ دیا کرتا تھا اور نہیں درود بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنا کی اللہ تعالیٰ پر سو کہا کہ جلدی کی اس شخص نے تو بایا اوسکو اور کہا کہ جب عاکرے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حماد و ثناء کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر عاکرے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں ص اور شخص کو نماز پڑھے وہ مرنے کے سینے کے برابر بکھڑا ہووے اس واسطے کہ یہ مقام قلب کا ہے اور یوں میں تو زایمان ہے تو کھڑا ہونا سینے کے پاس اشارہ و طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہونا سنا اوسکے سے کہ اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے اور کہا کہ یہی سنت ہے لیکن اسکی اشاد میں کلام ہے ص اور بہتر ہر امامت کے واسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلے کا پھر امامیت کا عصبات کی ترتیب سے اور ولی سے مرنے کے اجازت لیکے بغیر کو امامت کرنا درست ہے اور اگر ولی کے سوا دوسرے نے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہے کہ نماز کو دہراؤ اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ دہراؤ اور جو مردہ بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک شبہ سترنے کا ہووے یعنی تین روز تک اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک عورت پر انصاف سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اوس ابن حبان اور حاکم نے اور سلوک کیا اوس اور اخراج کیا مالک نے مؤطائیں بھی مضمون ص اور سواری پر نماز جنازہ درست ہے اور قیاس کو مقتضی ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہیں بوجہ ہونے اسکان غائکے اور استحسان نہیں جائز ہو کیونکہ اوس میں تکبیر تحریم موجود ہے اور جن میں جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مرنے کو رکھکے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مرد اوسکے باہر ہو تو اوس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرد پر مسجد میں تو نہیں اجر ہے واسطے اوسکے اور ایک روایت میں فلاشی کہ اوس صالح سولی تو اوسکا اوسکی سناد میں ثقہ ہے لیکن اختلاف ہو گیا تھا اوسکو آخر عمر میں نقل کیا نسائی نے ابن مسیح کہ وہ ثقہ ہے اور حینے قبل اختلاف کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذر نے سنا اوس قبل اختلاف کے تفصیل کی اسکی شیخ ابن العلام نے اور وہ جو مسلم ہیں کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں جنازے کی ایک قطعہ ہے کہ اوس سے عموم ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعد ہو اور وہ جو بھیقی نے روایت کی کہ حضرت ابو بکر پڑھا کہی نماز مسجد میں اوسکی سناد میں معتدل غنوی مشرک ہے واللہ اعلم ص اور جو اوسکا پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر رویا ہے تو نام اوسکا رکھا جاوے اور نماز پڑھی جاوے روایت کی نسائی نے جابر سے کہ جب روکو لڑکا نماز پڑھی جاوے اوس پر اور وارث ہوگا لکن نسائی نے اور واسطے مغیرہ بن مسلم کے حدیث منکر ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے سفیان نے

صالح سولی

معتدل غنوی

مغیرہ بن مسلم

کی اور بھی دونوں نے عبد السمیع سے کہا کہ جو جاوے ساتھ جنازے کے تو پکڑے چاروں کو تخت کے کیونکہ یہ سنت
 بخیر روایت کی امام حنفی نے اور بھی سے کہا انھوں نے سنت سے ہر بات کہ اٹھائے جنازے کے چاروں کو تخت کے
 اخراج کیا اور سکا بن ماجہ اور لفظ او سکا یہ ہر کہ جو اٹھائے جنازے کو تو پکڑے چاروں کو تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک
 ان کے کاٹش گردن کی بڑ پر رکھے اور چھپے کاٹش سینے سے اور نیا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ اور چھپے کو ابن سعد
 طبائین اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف کے اور مروی ہے یہ بھی بہت صحیح ہے لیکن جواب او سکا یہ ہر کہ او سوقت جو مٹا لا کہ
 کا اسوا جنازہ اس طرح پڑھایا گیا اور مروی ہے یہ بھی بہت صحیح ہے کہ تشریف فرشتہ جنازے میں حاضر ہونے سے یا کوئی اور سبب کا
 اور جلد ہی چلنا حدیث میں وارد ہے روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے عبد السمیع سے کہا کہ پوچھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ کس طرح چلے گا جنازہ کے فرمایا کہ کم جنب سے اور جنب ایک دم ہو ورنے کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نکاح الاصحاح
 والونج کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر معرہ نیک ہو تو تم جلدی لے جاتے ہو اور سکوٹر
 نیک کے اور اگر یہ ہو تو جلدی رکھتے ہو تم لو سکوٹر نہ ہو تو اپنے حص قبل جنازہ رکھنے جانے کے بیٹھا مارو ہر کہ کیونکہ بیٹھنا جنازے
 معاویہ تھا کہ اس سے اعراض و تغافل ہو اور چھپے بیٹھا ہو اور جنازہ اس کے سامنے سے گزرے تو کھڑا ہو اور بعضوں نے کہا
 کہ کھڑا ہو اور صحیح اول ہے کیونکہ روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے ہلو کھڑے ہو کا ساتھ جنازہ
 پھر بیٹھنے لگے بعد اس کے اور حکم کیا ہلو بیٹھنے رہنے کا اور روایت کیا او سکا امام احمد وغیرہ نے حص اور جنازے کے پیچھے چلنا
 مستحب ہے اور اس باب میں دونوں طرح کے آثار و دہین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازے کے چلتے تھے اور
 حضرت عمر اور ابو بکر وغیرہم سے آگے چلنا ثابت ہے اور جو یہ کہ جس طرح چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا چلنے پیچھے
 جنازے کے اور پیدل جس طرف چاہے اور اگر کاناڑہ چھنی جاوے او سپر روایت کیا او سکو اصحاب سنن نے اور ترمذی
 صحیح کیا او سکو اور ایک روایت میں ہے کہ چلے آگے او سکو اور پیچھے او سکو اور دامنے او سکو اور ابن او سکو اور روایت کی
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر آگے جنازے کے حص قبر کھودے اور لحد
 بناؤں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد ہمارے واسطے ہے اور شمع واسطے غیر ہمارے کے ہر روایت کیا
 او سکو ترمذی نے ابن عباس اور اساد بن اسکی عبد اللہ بن عامر کہ اس سے کہ اس میں گفتگو ہے اور ابن ماجہ میں ہے
 انس بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مدینے میں دو شخص ایک لحد بنا رہا تھا اور ایک نہیں بنا
 تھا تو کہاتے کہ جو پہلا آوے گا اسی سے قبر ہو ان کے تو پہلا آیا بننے والا لحد کا اور لحد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اور لحد کی وصیت کی ستمند واسطے اپنے مرض موت میں حص اور مرد کو لحد میں اوس طرف سے جو قبر سے قبل کی طرف قریب ہے کہ
 ف اور ایسی ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم بن محمد سے اور ابو داؤد نے مرسل میں کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قبر میں قبلہ کی طرف سے اور زمین کھینچے گئے کھینچنے کے یعنی کھل کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک اس میں چاہیے اور وہ یہ ہر کہ
 رکھا جائے تخت پیچھے قبر کے کہ ہووے سے سر طرف سے کا مقابل میں دونوں قدموں کے قبر سے پھر داخل کیا جاوے سر مرد کا قبر میں
 اندر کیا جاوے اور مرد میں پیر اس کے مقام او سکا سر کے پھر داخل کیے جاوے اور اندر کیے جاوے اس طرح اور پھر بھی ہی ہر چند

حدیث ابن عباس

زخمی پایا جاوے تو بخیر علاج جب ہر جیسے جنب اور طائفل اور تنسایا اور کاہر تو وہ شہید نہیں اور جسکو کہ تیز چیز سے قتل نہیں کیا بلکہ
 بھاری چیز سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو یا شہر کے یا لوطیے والوں نے اور نکاحا مستعمل جس چیز سے چاہیں
 ماریں شہید ہوتے اور جنب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اور نہ کو کرایا جاوے گا اور صاحب کے نزدیک نہیں لیل
 امام صاحب کی یہ کہ روایت کی ابن حبان اور حاکم نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 تھے اگر کسی کو قتل کیا گیا مسئلہ بن حاضر غنی صاحب تھا را غسل دیتے ہیں اور سو لاکھ تو پوچھا صحابہ نے اونکی بیوی کا کہ کھلے
 تھے وہ اور جنب تھے انہیں برکت تک و فرمایا آپ نے کہ اسے غسل دیتے ہیں اور سو لاکھ اور کہا حاکم نے صحیح ہر اوپر شرط مسلم
 اور بیوی کا ذکر نہیں کیا اور نام اونکی بیوی کا جمیلہ بنت ابی سلول ہے بن حسین عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
 یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جاوے تو وہ شہید ہر اوپر لیل اسکی صاحب ہوا ہے یہ بیان کی ہر کہ شہداء اہل کے سب ہتھیار
 تہین مارے گئے تھے اور پھر کسی کو غسل نہیں دیا گیا صحر اور جو طلح سے مارا جاوے بلکہ حد یا قصاص سے تو بھی شہید ہیں
 اور جسکے مرنے سے دیت واجب ہو وہ بھی شہید نہیں مگر باپ اپنے بیٹے کو مار لے تو وہ شہید ہر اوپر اگر کسی شخص کو میدان
 میں زخمی نہ پایا خود بخود مر پاپا تو وہ شہید نہیں تو اگر کسی مسلمان کو ایک مسلمان نے کہ وہ باغی اور کیتا نہیں یا مسلمان کو ذمی نے
 مار ڈالا تو اگر تیز چیز سے مارا ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہید ہر اوپر جو اس نے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحب کے نزدیک تیز چیز سے
 شہد نہیں اور جو غیر میں کہ مرنے سے خاص نہیں جیسے پوستین اور قبا اور ٹوپی اور تھیار اور موز وہ شہید ہوتار لی جاوے گی اور اگر کفن
 میں کوئی چیز کم ہو تو زیادہ کفن اور جو زیادہ ہو تو کم کفن اور سو غسل نہ یوں اور نماز پڑھیں اور خون پھر اہل ادفن کر دیا جاوے
 و کیونکہ روایت کی امام احمد نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے احد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں ان
 لوگوں پر فتن کر دو انکو ساتھ دشمنوں انکے کے اور خون اور یہ تلمزم ہر عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون کہاں باقی رہے گا اور
 غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئیں ہیں اخراج کیا بخاری اور اصحاب میں نے لیث بن سعد انھوں نے ہر ہی انھوں نے عبد الرحمن
 بن کعب انھوں نے جابر بن عبد اللہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے وہ شخصوں کو شہیدوں احمد اور فرماتے تھے کون سا
 زیادہ ہر حافظ قرآن کا ثوب بتا کوئی کسیکو اوسکو گرے کہ میں اور کہتے ہیں گواہ ہوں انہیں قیامت کے سوا حکم کیا
 آپ انکے فتن کا خون میں انہیں غسل دیا انکو زیادہ کیا بخاری اور ترمذی نے اور نہیں نماز پڑھی اوپر کہا انسانی نے نہیں
 جانتا ہوں کہ متابعت کی ہو لیث کی کہ میں نے ہر ہی اس نام پر اور بخاری نہیں اختیار کیا اوسکو اور روایت کی ابو داؤد و جابر سے
 کہ لکھا ایک شخص کو تیر سینے میں یا حلق میں سو مگیا اور رکھا گیا اسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور سند اسکی صحیح ہر اوپر روایت کی لسانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لمیٹ دو انکو انکے خون میں کیونکہ میں
 ہر کوئی زخم کہ لکھا ہوتا کی راہ میں مگر اوپر کادون قیامت کے کہ رنگ سکا زخمن کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے
 نزدیک سپر نماز بھی پڑھی سچا اور کہتے ہیں کہ انکو انجو کرنے والی ہر واسطے گناہوں کے بعض فقہانے اسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 ذکر کیا ہے اور ایسا ہی صحیح ابن حبان میں اور صحیح بخاری میں ہر جاب سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور چیلوں
 احمد کے اور جواب ہماری طرف یہ ہر کہ روایت کی ابو داؤد و ترمذی میں عطاء بن ابی رباح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے

اور شہداء کے کتاب معارض ہوگی حدیث جاہل کی ہمارے نزدیک لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ سب تو جواب دہ کیا ہے کہ یہ سب تو صحیح ہے
 میں نے ان کے اساتذہ کرام سے سنا ہے کہ میں نے اس کو سنا ہے کہ یہ سب تو صحیح ہے حدیث مرفوعہ تو تو حجت ہوگی اور وہ یہ کہ
 جو روایت کی جاگرتے ہیں کہ کہ اگر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور رضی اللہ عنہ کو اپنی انکسائش میں ملتی تھی اس سبب کہ
 شہداء کے پیر کے لئے لوگ قتال سے سوکھا ایک شخص سے کہ دیکھا سینٹ اوکو ملائے وقت کے نیچے تہ کے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کے پاس اور دیکھا اوکو اور انکمال اور وہ سے پکار کے سوکھا ہوا ایک شخص انصار میں اور ملا وہ
 ایک کپڑا بچھلائے گئے معزز صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھی اپنے اوپر پھر باقی تہید پڑھتے جلتے تھے اوپر نماز پہلو میں حضرت حمزہ کے
 اور اوٹھتے جلتے تھے اور حضور رضی اللہ عنہ وہیں رکھے گئے یہاں تک کہ پڑھی نماز سب شہداء پر اور فرمایا اپنے کہ حمزہ سردار
 شہیدوں کے ہیں اللہ کے نزدیک ان قیامت کے اور کہ اس معجزہ اسنادوں کی اور میں نکالا اوکو شہیدین سے لیکن اسنادوں کی
 میں وہ ہر ایک کو اگر ضعیف کیا بھی اور سائی نے لیکن کہا اہوازی نے کہ تھے عطا بن مسلم تو میں کرتے تھے انکی اور احمد
 بن حنبل نے ثنائی اوپر پوری ثناء کہ ان عدنی نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اس کے کہ چرخ تو نہ کہ جوگی حدیث درجہ حسن سے
 اور وہ حجت ہو او شک نہیں میں کہ قوت کرگی حدیث ابو داؤد کو اور کہا احمد ثنائی عطاء بن مسلم ثنائی حاتم بن
 سکتہ ثنائی عطاء بن الشافعی عن ابن مسعود قال قال الامام ابو یوسف احمد یختلف المسلمین
 بیان تک کہ کہ قوضع حمزہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی رسول من الا انصار قوضع الی جذبہ فصل علیہ
 قوضع الا انصار یوثرک حمزہ ثنائی ما حکا قوضع علی جذبہ حمزہ فصل علیہ ثنائی قوضع و قوضع
 فصل علیہ یوثرک سبعین صلوٰۃ یعنی تیس عزمین دن احد کے ہر پچھے مسلمانوں کے بیان تک کہ اس کے گئے
 واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لایا گیا ایک مرد انصار میں سے اور کہا گیا اس کے پہلو میں سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اوپر پڑھایا گیا وہ شخص اور چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ پھر لایا گیا دوسرا شخص اس رکھا گیا پہلو میں حمزہ کے اوپر پڑھی آپ کے
 اوپر پڑھایا گیا وہ شخص اور چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پڑھی اوپر دس دن نماز ستر بار اور یہ بھی درجہ حسن کہ نہیں
 ابو عطاء بن السائب اگر کہ آخر میں مخطاؤں کا ذکر کیا تھا لیکن جن لوگوں نے اس سے اول نمبر میں روایت کی تو وہ صحیح ہوا میں جانتا ہوں
 کہ حماد بن سلمہ نے اس سے قبل غیر کے سنا کیونکہ حماد بن زید نے قنات ہو اہل قنات غیر کے سنا اور وفات انکی عطا کے بعد چاروں میں سے
 اور حماد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل حماد بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت انکی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم کہ حسن کہ تم کی
 اور روایت کی و قطنی نے ابن عباس کے جب پھرے شرک لوگ شہیدوں احد سے یہاں تک کہ کہا پھر گئے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حمزہ کو اور تکیہ کی اوپر دس بار اور ذکر کیا یا تندر اور وایتوں کے اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہیں تو دور دور تک یہ ضعیف ترین
 تب بھی حاصل اول حدیثوں کا حسن ہو جاتا نہ کہ ہر حدیث حسن ہو و علاوہ اسکے کہ ما قد نئی مغازی بن محکم ثنائی حمزہ
 رضی اللہ عنہ عن عطاء بن ابن عباس اور ذکر کیا اس حدیث کو تو رفع ہو گیا اسکا اور روایت کی ہولی بن بوعبید بن
 سے کہا کہ تھا میں اس لشکر میں کہ جیجا تھا اوکو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ عمرو بن العاص آئے انہیں طسین کی طرف اور ذکر کیا وہ
 اوکا کہ قتل کیے گئے ان میں مسلمانوں میں ایک سو تیس کی مئی اور نماز پڑھی اوپر عزمین العاص او ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ تھے

مختلف برآمد

عطاء بن السائب

اور تھے اور وقت ساتھ تھے کہ نو ہزار سال اور دوسرے کہ ناز شمس کا ہر کرنے کا رستہ ہے اور وہ شہید میں ضرور ہوا ہے اور
اور عائشہ اور بنو ابی رافعہ کو غسل دیا جاؤ وقت اور وہیں اس کی گزری کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ غسل دیتے ہیں جتنا کہ وہ لگا اور
کو اسو سے غسل دیا جاؤ کہ سیف کافی ہوئی شہداء کے حق میں غسل کے بدلے کیونکہ وہ معصوم تھے بخلاف ان کے کہ ان کا گناہ نہیں
ہو تو ان کے حکم میں ہو گا اور اگر ایک شخص کو شہر میں مقتول پایا اور قاتل اس کا معلوم نہیں برابر کہ قاتل اس کا لو ہے یا بڑی لاشی
یا چھوٹی لاشی سے ہو اور غسل اس کو دینا چاہیے اگر ایسے موضع میں جہاں دیت اور قسامت لازم آتی ہے جیسے محلہ اور گھر وغیرہ میں
چراہ ہو اور اگر شہر کا کسی جامع میں پڑا ہو تو اگر معلوم ہو کہ تیرہ سے قتل ہوا ہو غسل دیا جاوے گا کیونکہ وہ شہید ہے اور اگر
تیرہ چیز سے نہیں قتل کیا گیا ہو بلکہ بڑی لاشی سے امام صاحب کے نزدیک غسل دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں دیا جاوے گا اور اگر چھ
لاشی سے قتل ہوا ہو سب کے نزدیک غسل دیا جاوے گا اور اگر چھ سے معلوم ہو کہ کس سے قتل ہوا ہو تو غسل دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص مسجد میں
ترخمی ہوا بعد اس کے سو یا ایک چھ یا ایسا یا اس کا علاج کیا یا نیمے تک زندہ کیا یا ایک وقت نماز تک عاقل رہا یا کچھ وصیت کی
غسل دیا جاوے گا اور نماز پڑھی جاوے گی ان سب صورتوں میں اور امام محمد کے نزدیک فقہ و وصیت غسل دینا اور اگر باغی یا کافر والا
مارا گیا اور غسل دینا اور نماز نہیں پڑھتے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں نماز پڑھی باغی یا پراسا ہی ہے۔ سے میں

باب کے تحت بیان میں

کعبہ میں فرض اور قفل پڑھنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک ہاتھ میں کہا ہے کہ درست نہیں اور ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ
اگر جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبہ کے یہاں تک کہ اگر موہ نہ کیا طرف دروازے کے اور وہ کھلا ہو اور چوکھٹ بھی برابر ہو ٹ کے
بالان کی لکڑی کہیں تو نہیں جائز ہو گا اور یہی ہر ان کی کتابوں میں کہ اگر معاذ اللہ مثلاً کعبہ گرا یا جاوے تو نماز اس کے باپ اور طرف
موہ نہ کر کے درست ہے اور اس کے اندر جائز نہیں بلکہ جب اس کے سامنے سرد ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اور صاحب شرح وقایہ
فت اور ہمارے نزدیک اس واسطے درست ہے کہ نہایت صحیحین میں ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبہ میں
اور سامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ اور بنہ کر لیا اور سو کچھ رہے تھوڑی دیر اور میں کہا ابن عمر نے کہ پوچھا میں نے بلال سے جنت
نکالے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیسے دو ستون بائیں طرف اور ایک آئینی طرف اور میں نے پوچھا اپنے پھر نماز پڑھی
تو تھا خانہ کعبہ کا اوپر سے چھ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصحیح کی انھوں نے ساتھ اس کے نافع سے انھوں نے
ابن عمر سے قویہ حدیث اور ہوا اس کے معارض ہوا اس کے جو کالادون دونوں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
داخل ہوئے کعبہ میں اور وہیں چھ ستون تھے سو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رکے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر
کو کیونکہ اثبات مقدم ہو فی پڑھنے والوں کی حدیث بلال کی کہ صلح سے اس جگہ اور وہاں غلط ہے کیونکہ خود بخود
میں ابن عمر سے کہ پوچھا میں نے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں کہا کہ ہاں دو تین آیتیں
معاین ہوا اس کے صحیحین میں ہر قول ابن عمر سے کہ بھول گیا میں پوچھا اس سے کہ کتنی کھینچیں تو اس صورت میں جمع
اس طور پر ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبہ میں دن نحر کے سو میں نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر دوسرے
روز سو نماز پڑھی اور یہ جمع و واج میں تھا اور یہ مروی ہے حضرت ابن عمر سے ساتھ اس کے شرح کیا اور اس کا قسطی نے تو محمد بن سنان

نصابِ نیت کی پانچ ہین اوگلے کی تیس اور بکری کی چالیس تو بیاونٹ پانچ سے یا گلے تیس سے یا بکریاں چالیس سے
 کم ہون زکوٰۃ واجب نہوگی و کیونکہ فرمایا حضرتؓ اور جسکے نہون بکریا و نٹ تو نہیں ہوا تو میں صدقہ مگر یہ کہ چاہے
 مالک اور سکا یعنی فرض تین زکوٰۃ آوین اور جب ہو جاوین پانچ تو آوین ایک بکری ہو اور فرمایا کہ جب ہون کم چالیس بکریوں
 آدمی کے پاس تو نہیں ہوا تو میں صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اور سکا اور فرمایا و فی البقرۃ شینے کل تلتائین تبیع یعنی گائے
 ہر تیس ہین ایک گلے یا ایک برس کی اور دوسرے ہین لگی ہو ص ہر پنجے ہین اوٹ کے سختی ہون یا عزلی ہست
 سختی اوٹ اوٹ کو کہتے ہین کہ عزلی اوٹ اور عجلی سہل کے پیدا ہوا ہوا اور عزلی جسکے مان باپ و نون غری ہون ص
 ایک بکری واجب ہو تو دس ہین دو بکریاں اور پندرہ ہین تین اور تیس ہین چار واجب ہوگی اور چھتیس اوٹ ہو جاوین ایک
 مخاض یعنی ایک برس کی اوٹنی کہ دوسرے ہین لگی ہو اور جب ہو جاوین چھتیس تو ایک بنت لہون یعنی دو برس کی اوٹنی
 کہ تیس برس ہین لگی ہو اور جب چھتیس ہون تو ایک حقہ یعنی تین برس کی کہ چوتھے ہین لگی ہو اور جب آو ہون تو ایک مکہ
 چار برس کی یا پچو ہین ہو اور جب چھتر ہون تو دو نیت لہون اور جب اکاونے ہون تو ایک بیس تک دو حقے پھر اس طرح ہر پنجے
 ہین ایک بکری یا ایک سو پتالیس ہین ایک بنت مخاض اور دو حقے اوٹ ڈیڑھ سی ہین تین حقے واجب ہون پھر ہر پنجے ہین ایک بکری
 پھر ہر پچیس ہین ایک بنت مخاض اور چھتیس ہین ایک بنت لہون پھر ایک سو چھانوے ہین دو سو تک چار حقے واجب ہون
 پھر بعد دو سو پچھتے شروع کیا جاوے گا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا ش او ایسا ہی وارد ہوا حدیث میں
 آہین خلافت امام شافعی کا ہوا اللہ اشکو ص اور جب تیس گلے ہون یا چھتیس تو ایک تبعہ یعنی ایک سال کا بچہ اور جب
 چالیس ہون تو ایک تبعہ یعنی دو برس کا یا بڑا یا بڑا اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کر دے تو بیاٹھ ہون تبعہ دے اور پھر تک
 پھر جب ہتر ہون ایک تبعہ اور ایک تبعہ دے پھر جب اسی ہون تو دو مسنہ اور جب نوے ہون تو تین تبعہ اور جب سو ہون تو
 تبعہ اور ایک تبعہ اور جب ایک سو دس ہون تو ایک تبعہ اور دو مسنہ پھر جب سو اور بیس ہون چار تبعہ یا تین مسنہ تبعہ ہی
 ہر ایک تیس ہین تبعہ اور ہر چالیس ہین شہ ویا کو بگا اور چالیس بکریاں یا بھیر ہون تو ایک بکری یا بھیر ایک تیس ہین دو بکریاں
 پھر جب سی و ایک بکری یا تین بکریاں و پھر جب چار سو ہون تو چار بکریاں دے پھر اسی طرح ہر سیکڑے ہین ایک بکری ویا کرے
 اور ایسا ہی حدیث میں آیا ہوا میت کیا اوٹ کو ابو داؤد نے حضرت علیؓ سے اور اسناد اوٹ کی نصیحت ہوا اور مروی ہوا کتاب حضرت
 ابو بکرؓ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر کیا ہوا اوٹ کو بخاری ص اور جو خیرا گے شے تجارت کے نہیں ہون وین زکوٰۃ
 نہیں مگر یہ تجارت کے لیے ہون فاسو سٹے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نازل ہوا پھر آوین کچھ اور جب تجارت کے
 لیے ہون تو زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ مال و نکاح مال اور اموال کے ہر ص اور اوٹ کا سے بکری اگر گھریں اوٹ کو کھلایا جاتا ہو
 اور چارہ دیا جاتا ہو تو وین زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ جوڑ کا تین گدین جب ہین کہ وہ جانور سوا نم یعنی جنگل سے چرائے جاتے ہون
 اکثر مدت ہین سال کی اور جو جانور کہ کام کے لیے ہین جیسے بیل یا حوتنے کے یا بوجھ لانے کے لیے تو وین بھی زکوٰۃ واجب نہیں
 بکری کے اور اوٹ کے اور گائے کے بچوں ہین جتنے چاہے ہون زکوٰۃ نہیں ہر گڑے کی تبعیت میں مثلاً چالیس بچوں ہین
 بکریوں کو یا پنج ہین اوٹوں کے آوین ہین گایوں کے اگر ایک بھی بڑا ہو گا تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور نیزے اگر نہ گھوڑے ہون

تو زکوٰۃ واجب نہیں اور نری مادہ ہون تو بھی ایک ایت میں واجب نہیں اور اگر زیادہ ملے جائے ہون گھوڑے میں ایک دینا۔
 لازم آویگا یا ان کی قیمت لگا کر انصاف ہو جائے لیکن ان حصہ لازم آویگا ^{واسطے تجارت کے} اور سیدہ ابامہ البخنیہ کا ہوا اور قول الامام فرما
 یہی ہوا کہ صاحبین نہیں زکوٰۃ ہر گھوڑے میں کیونکہ حدیث میں آیا کہ نہیں ہر صدقہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے
 میں روایت کیا اوسکو جاری و مسلم غیر ہائے اور جواب سکا یہ کہ مراد اسکا وہ گھوڑا ہو جو واسطے جہاد ہی کے ہو اور ایسا ہی قول
 یزید بن ثابت یا وہ جو گھڑی کھانا ہو اور دلیل امام صاحب کی یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے پر چرنے وار میں
 ایک پیارہ یا دس درم ذکر کیا اس حدیث کو شیخ تفتی الدین امامین واقطنی سے روایت جابر رضی اللہ عنہ سے اور بعض روایت
 کہا کہ پہلے واجب تھی زکوٰۃ گھوڑوں میں پھر منسوخ ہو گئی جیسا کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ فرمایا
 نے تحقیق کہ میں نے معاف کی تم سے زکوٰۃ گھوڑے اور غلام کی تو نکالو صدقہ درہم میں اور صحیح نہیں کیونکہ جائز ہر کہ عفو میں ملکہ
 سابق سن ہو اور حدیث واقطنی ناسخ اس حدیث کی ہو اور دلالت کرتی ہے اس پر جو روایت کی واقطنی نے زہری کی کہ سابق سن
 یزید بن خبری او کو کہنا کہ دیکھا میں نے اب اپنے کو کہ کھڑا کرتے تھے گھوڑوں کو پھرتے تھے صدقہ اسکا حضرت عمر اور حکم کیا حضرت عمر
 نے ایسا ہی روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور روایت کی عبد الرزاق نے ابن جریج سے انھوں نے ابن شہاب کہ عثمان رضی اللہ عنہ
 لیتے تھے گھوڑوں کا اور سابق بن یزید نے خبری او کو کہ عمر بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑوں کا کما زہری نہیں جانتا ہوں
 میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت رکھا ہو صدقہ گھوڑوں کا اور روایت کی امام محمد نے امامین ثنا ابی حنیفہ عن
 حماد بن ابی سلیمان عن ابی ابراہیم التیمی کہ قال فی الجبل الساعیۃ الیٰی یطلب المسلمان شدۃ
 فی کل فرس دیناراً او عشرة درہم وان شدت فالقیمۃ فیکون فی کل صاعۃ درہم خمسۃ
 درہم او فی کل فرس درہم او اثنی عشر یعنی جو گھوڑے چرتے والے کہ طلب کی جاوے اولاد او کی اگر چاہے ہر گھوڑے
 میں ایک پیارہ یا دس درہم اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب ہر دوسرے درہم میں پانچ درہم ہر گھوڑے میں مذکور ہو یا موٹ اور روایت
 کی واقطنی نے کہ مشورہ کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ٹھہرا کہ ہر گھوڑے سے درہم لے جاوے جس زکوٰۃ اور کفارہ
 اور نذر اور شہر میں قیمت کا بھی دیدیا درست ہو اور جو صدقہ یعنی صدقہ لیتا ہو مال کی طرف سے اوسکو چاہیے کہ اسنظام لےوے
 تو اگر اوس سن کا جاوے جو واجب ہوا اوسنظام لےوے اور کی کیو یا اعلیٰ لےوے اور جو بڑھے دیوے اور اوسنظام لےوے کہ فرمایا
 حضرت نے واسطے معاف کے نہ لے تو اچھے مال اوسکا اور ایسا ہی مروی ہے سنن ابوداؤد اور نسائی میں جو اور جو مال کہ بیچ سال میں بڑھ
 جاوے اس نصاب سے اپنی قسم میں مل جاوے گا مثلاً اوسکے پاس سال میں دوسرے درہم تھے اور بیچ سال میں سو اور بڑھ گئے تو بیسوا
 بھی اون دوسو کے ساتھ ملائے جاوینگے تو تین سو کی زکوٰۃ لازم آوے گی اگر چہ اس سو پر پور سال نہیں گذرا ہوا زکوٰۃ نصاب سے
 متعلق ہوتی ہے اور جو کچھ عفو ہوا اسکا حساب نہیں مثلاً جو کوئی پینتیس اونٹ کا مالک ہو تو واجب ایک اونٹ مخافہ میں ہے اور جو
 زیادہ ہیں وہ معاف ہیں بیان تک اگر اس سال میں س ہلاک ہو جاوے زکوٰۃ کسی ہی واجب ہوگی اور اگر بعد ایک سال کے تمام نصاب ہلاک
 ہو جاوے زکوٰۃ ساقط ہوگی اور اگر بعض ہلاک ہووے تو جتنا ہلاک ہو اوسکی زکوٰۃ ساقط ہوگی اور پہلے جو کچھ نصاب ہلاک ہووے اوسکو
 عفو میں صرف کریں گے بعد اوسکے اوس نصاب میں جو عفو سے متصل ہو بعد اوسکے اوس نصاب میں کہ اوس سے متصل ہوا اگرچہ

بکریوں میں سے ہیں بکریاں ہلاک ہو جاویں یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو چالیس بکریوں پر ایک اونٹ پر
 ایک بکری باقی رہی اسی طرح اگر چالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاویں یا کوئی تین سو سے ایک اونٹ یا کوئی پچیس میں
 کوئی سو سے متصل ہو چکیں اونٹ نہ جاویں گے اور وہیں ایک بنت مناسل لازم آوے گی اور اگر چالیس اونٹ سے میں ہلاک ہو جائے
 میں صرف کیسے جاویں گے اور کیا واپس بیٹین جو غنہ کے قریب ہو یا پنج اوں نصاب میں جو اوں نصاب قریب ہو یا ایک
 کو میں اونٹ میں یا بکریاں باقی رہ جاویں گی اور جو پچیس ہلاک ہوں پندرہ رہ جاویں گی تو تین بکریاں لازم آوے گی اور جو پچیس ہلاک ہوں
 میں رہ جاویں گی تو دو بکریاں لازم آوے گی اور جو پچیس ہلاک ہو جاویں یا پنج رہ جاویں گی تو ایک بکری لازم آوے گی یا ایک نصاب یا
 نہ ہنگامہ اور جانا چاہیے کہ لینا خراج کا امام کو پوچھتا ہے اور اسی طرح و سوان حصہ فاج کا اور نہ کوۃ سودا اور نہ کوۃ مال
 تجارت کی سب امام لپیو گیا تو اگر باغیوں نے خراج لے لیا تو مالکوں سے دوسری بار نہ لیا جاوے گا کیونکہ خراج حق لٹنے والوں پر
 اور وہ کافروں سے لڑتے ہیں اور اگر نہ کوۃ مال تجارت کی لے لی اور نہ کوۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکوں کو
 نہ لیا جاوے گا اور اگر انھوں نے اس کے مصروفین میں صرف نہیں کیا تو ان لوگوں کو چاہیے کہ چپکے سے دوبارہ نہ کوۃ دیوے اور
 یہ فتویٰ ہوا بعضوں کے نزدیک نہ کوۃ پھر دینا لازم نہیں اور بعضوں کے نزدیک اگر ان کو دینے کے وقت نیت صدق کی کرے تو
 نہ کوۃ اس سے ساقط ہو جائے گی اور شیخ ابو منصور مائتہی اس کو قبول نہیں کیا وہ اس کی تفصیل اسکی اہل میں بھی رہے اس
 جگہ نظر اس بات کے کہ حوام فہم محتار کہ کیا صر اور جو لڑکا تعلیمی ہو تو اس کے مال سے جزیہ نہ لیا جاوے گا اور عورت قلبی کمال
 سے مثل ان کے مردوں کے لیا جاوے گا جتنا چاہیے کہ تعلیمی مشوب ہر طرف تعلیم کے اور نہ تعلیم کے کہ ایک قوم بھی مشرکین حضرت عمرؓ سے
 سے جزیہ طلب کیا اور انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دنا دیوے گے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی جزیہ ہے
 تیر جو تم چاہو اپنے یہاں نام رکھ لو گے تو تیرا اس سے نہ کوۃ کے دو بے پر صلح ہو گئی اور ان کے مالکوں نے نہیں لیا جاوے گا اور جو تو تیرا لیا
 اور جو صاحب نصاب کے ہوا اس کو ایک سال کے بدلے یا زیادہ نہ کوۃ کا دیدنا اور بھی اس کو کئی نصابوں کی نہ کوۃ کا دیدنا درست ہے مثلاً
 اس کے پانچ سو درہم اور اس نے کئی نصابوں کی نہ کوۃ تو میں سے ادا کی اور بعد اس کے وہ نصاب و سکولی پہلی نہ کوۃ اور اس کے بھی کافی
 ہوگی اور جو پوری ایک نصاب کا مالک نہیں اور وہ پیشہ کئی نصابوں کی نہ کوۃ دے تو درست نہیں ۱۰ پہلے سال سے نہ کوۃ دیدنا
 اس واسطے درست ہے کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ پوچھا عباسؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے نہ کوۃ ہجری دینے میں قبل گزرنے سال کے واسطے مساعت کے طرہ نیکی کے توازن دیا اپنے اذکار و نصاب
 سے دینے کا میں مشتاق ہوں اور چاندی کا دس درہم کہ ہر دس درہم سات مثقال کے ہوں اور اس وزن کو وزن سب کے ہیں
 تو ایک درہم آدھا اور پانچواں حصہ مثقال کا ہو گیا تو دس درہم سات مثقال کے ہوں اور مثقال میں قیراط کا ہوتا ہے اور درہم چودہ
 قیراط کا اور قیراط پانچ کھوکا ہوتا ہے ۱۱ کہنے کہ فرمایا حضرت نے نہیں کہ پانچ اوقیہ سے چاندی میں نہ کوۃ اور نہ کرنا اور پانچ درہم
 کو اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو درہم ہوئے اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے
 اور اس میں کہ یہ نصاب صدقہ چاندی کا ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم اور زمین ہر ایک سے نصاب میں پچھو درہم و چوبیس درہم
 پانچ درہم میں اور روایت کی دارقطنی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا سادات بن ہاشم کو جب بھیجا اذکار میں کہ پیرتہ کہ اپنے

ابو یوسف

ابو حنیفہ

ابو حنیفہ

مروئیہ کہ کنا چاندی اور سونے کا اند کوۃ نہ دینا اور سکی گناہ اور حراج کیا اور سکا فاکم نے مستدک میں محمد بن حجاج سے
 انھوں نے بتا دی اسناد انھوں نے صحیح و اس پر شریعت جاری اور لفظ ابو یوسف کہ جب ادا کی جائے کوۃ اور سکی تو وہ کتر نہیں ہے
 لیکن کہا بیعتی سے کہ تفرق ہوا ساتھ سے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب سے کہ یہ کچھ ضرر نہیں کرتا کہ نہایت بن عجلان
 روایت کی اس پر بخاری نے اور توفیق کی اس کی بن عجلان اور وہ جو کہا عبد اللہ بن عجلان سے کہ نہیں محبت پوری جاوے گی ساتھ اس کے
 قول پر ضعیف نہیں کہا یہ کہ سنیہ اور انکار کیا اور شیخ ترمذی الدین بن قتیب العیسیٰ اور وہ جو کہا ابن ابی حنیفہ کہ محمد بن حجاج
 اس کی سنہ میں کہا ابن حجاج کہ بنا کر احادیث کو اور نسبت کرتا ہوا اس کی طرف ثقات کے کہا صاحب تنبیہ سے کہ یہ ہم پر ہوا
 کا قبیح ہے اسناد کہ محمد بن حجاج کہ اب وہ اور ہوا پر جو روایت کرتا ہوا ثابت بن عجلان فقیر ستامی ہوا روایت کی اس سے
 مسلم نے اور توفیق کی اس کی احمد اور بن عیین اور ابو ہریرہ اور حماد بن عمار اور ابو داؤد وغیرہم نے اور عتاب بن یسیر روایت کی ابو داؤد
 توفیق کی اس کی ابن عیین اور روایت کی اس پر بخاری ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہے ابو یوسف سے انھوں نے بنی علی علیہ
 وسلم سے کہ نہیں ہر زکوۃ کا بیعتی نے باطل ہے نہیں ہر اصل اس کی اور ذکر کیا اس کو شوکانی منہ ثقات و صحیحی پر
 جابر کا قول اور جو آثار مروی ہیں ابن عمر و حضرت عائشہ اور اسامہ سے سو وہ سو قوت میں اور معارض میں ان کے اور آثار
 روایت پر حضرت عمر سے کہ انھوں نے لکھا ابو یوسف شہری کو کہ زکوۃ دیوین عورین اپنے دیوین کی روایت کیا اس کو
 ابی شیبہ اور ابن مسعود کہ زکوۃ ہر روایت کیا اس کو عبد اللہ بن عمر نے اور لکھا عبد اللہ بن عمر نے حضرت یوسف سالم کے کہ
 نکلے زکوۃ اپنی بیعت کے دیوین کی روایت کیا اس کو و تلمیذی نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عطاء اور ہر ہر
 اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شاذل سے کہ انھوں نے کوئی انکلی زکوۃ یعنی زکوۃ ہر اور ہی
 روایت کی عطاء اور ابی ہریم نخعی سے کہ انھوں نے جاری ہوئی سنت کہ دیوین زکوۃ ہر اور بیت سے کہ اس باب میں
 آثار اور وہ جو روایت کی مالک نے ابن عمر و حضرت عائشہ سے کہ نہیں ادا کی انھوں نے زکوۃ معارض ہر اس کے ہر ہر
 گذر کہ صحیح مذہب امام صاحب کا ہے واللہ اعلم و علمہ آتے و صلوات علیہا و علیٰ آہل بیتہا و علیٰ سائر المسلمین و علیٰ
 حصہ دیا جاوے گا اور چالیسواں حصہ درہم سے کہ چنگا اگر دسین فقیران کو لفع ہو دیا دینا سے کہ چنگا اگر دسین بنی ہاشم
 ہوا و حسب انساب پر پانچواں حصہ شہرہ جاوے گا تو اس میں بھی حساب زکوۃ واجب ہوگی جیسے دوسرے حصہ میں چالیسواں حصہ دینا
 لیکر ہم زکوۃ میں دینا چرنگا اور جو آشتی ہر حصہ دینا چرنگا اور اگر پانچویں حصہ سے انساب کم ہر حصہ تو کو پانچویں حصہ دینا چرنگا
 صاحبین کے نزدیک جو دوسو پر زیادہ ہو تو زکوۃ اس کی اس کے حساب واجب ہوگی چارٹہ پانچواں حصہ یعنی چالیس درہم پر
 ہون یا ہون اور یہی قول ہر امام شافعی کا اور دلیل اس کی یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو زکوۃ ہر دوسو پر زکوۃ
 اس کی اس کے حساب ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے و اس کے معانی کے ان الشیخین
 اللہ تبارک و تعالیٰ مسکن ان لا یلحقنا فی الکسوف و الشیء یعنی حکم کیا ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ لیوے کسور سے
 کچھ یعنی چالیس تک جو چہرین کسرت واقع میں ان میں زکوۃ نہ دے جاوے گی مثلاً دوسو میں چالیس تو پانچ حصہ ہوا و ہر ہر ہر
 اور دس چوبیس تو دس درہم و دس چوبیس تو دس حصہ ہوا و روایت کیا ابن حنیفہ کو ہر قلعی نے معارض سے اور

شعبہ ہر ساقہ سنہ مال بن حزم کے اور کہ عبد بن حزم نے احیاء میں کہ روایت کی ابو ایسیخ عبد اللہ اور محمد سے انھوں نے اپنے اپنے انھوں نے اپنے دادا انھوں نے بنی ہاشمیہ سلم سے کہ کسی آپ نے کہا ہے کہ عرو بن حزم کے کہ نہیں ہے چاندی میں صدقہ بیان تاکہ پچھلے دو گروہم کو تو اوکھین پانچ میں اور ہر چالیس میں ایک ہر چالیس سے کم میں صدقہ اور زکوٰۃ ہر سال بن حزم میں روایت نسائی اور ابن حبان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اشقیہ میں چاندی سے پانچ وہم ہر اور جو زیادہ ہو تو ہر چار سے ایک ہر ہر اور روایت کل بن ابی شیبہ نے کہ **عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَلِيمَانَ عَنْ عاصِمِ بْنِ حَسَنٍ قَالَ** کہ ہے شمس بن ابی مثنیٰ کہ لا شمس بنی فما زادنا منک الیہ انتین فقی کل اربعین درہم ما درہم یعنی کیا حضرت شمس نے طرف بنی مثنیٰ شمس کے اور لیکن جو زیادہ ہو دو سو پرتو ہر چالیس ہر میں ایک درہم ہر اور ایک روایت میں کہ لاؤ چوتھا حصہ دسویں حصے کا یعنی چالیسواں حصہ ہر چالیس درہم سے ایک صل اور اگر درہم میں کچھ فضل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہر اوکھی اعتبار ہو گا اور اگر غش یعنی تانبا وغیرہ زیادہ ہو تو اوکھی قیمت لگائی جاوے گی اور اگر نصاب کا پچ سال میں نقصان ہو جاوے اور پھر آخر سال میں پورا ہو جاوے زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس دس سال میں نصاب یعنی مینار موجود تھے پھر سال کے درمیان میں کم ہو گیا اور پھر آخر سال میں مینار ہو گئے زکوٰۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملا جاوے گا اور ہر سال دس کی طرف ملا یا جاوے گا مثلاً اگر اوسکے پاس دس دینار اور نو سے درہم تھے کہ قیمت اوسکی دس دینار میں زکوٰۃ امام صاحب کے نزدیک واجب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہیں واجب ہوگی اور جب اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے کہ زکوٰۃ کو زکوٰۃ

باب عاشر کے بیان میں

عاشر اوس شخص کہ کہتے ہیں جس کو بادشاہ نے راہنہ پرتا جرون کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشر کے کہ تمام سال سیر اور زمین گزرا یا قرض سے مین فارغ نہیں ہوں یا سوا سوا اٹم کے اول میں کہا کہ شہر میں فقیر کو دیکھا ہوں یا قرض اوسکے قول کے بغیر قسم کے قبول کرے اور اگر کہے سوا اٹم میں کہ فقیر کو دیکھا ہوں تو اوسکا قول سچ بنانے کیونکہ سوا اٹم میں فقیر کو دینا درست نہیں بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے اور اوسکو صرف میں اوسکے صرف کرے اور اگر دعویٰ کیا کہ زکوٰۃ اس سال کی میں دو ستر عاشر کو دیکھا ہوں اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اوسکا ساتھ قسم کے مان لینے اور اوس عاشر کی چٹھی وصول مکانا ضرور ہوگا اور زمین قل مسلمان کا اعتبار کیا جاتا ہو دمی کا بھی اعتبار کیا جاوے گی نہ حرمی کا اگر اپنی لونڈی میں لے لے کہ یہ میری ام کہ تو سچ جا یا جاوے گا اور اوسکے کچھ لیا جاوے گا اور مسلمان عاشر چالیسواں حصہ لیوے اور دمی سے بیسواں اور حرمی سے دسواں حصہ اگر مال اوسکا نصاب ہو پانچ جاوے اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمر نے روایت کی امام محمد نے حضرت عمر سے کہ جب یا انھوں نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ لے مسلمانوں کے مال سے جب تجارت کے لیے ہوں چوتھا حصہ میں حصوں میں اور دسویں مال سے آدھا حصہ میں حصوں میں اور حرمی کے مال سے دسواں حصہ ایسا ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور ابونعیم واکلہ اوسکو حصہ اور جبنا کا ہر پانچ سے تاجرون سے لیتے ہیں معلوم ہو گا اور اگر معلوم ہو جاوے تو اوکھی ہر میں اوسنے لیونگا اگر کل مال وہ نہ لیتے ہوں تو اگر اہل حرب یا اہل مال میں تو ہر عاشر حرمی سے کل مال نہ لیوے گا اور اگر نصاب سے کم ہو تو اوسنے نہ لیا جاوے گا اگر چاہوے تو لے لیا جاتی نصاب کا گھر میں ہر اور اگر اہل حرب ہم لوگوں کے پچھلے میں لیتے تو ہم بھی اوسنے کچھ نہ لینے اور اگر حرمی سے عشر لے لیا اور

باب ۱۰

دنی اوس کا فرق
کشتی میں حصہ
میں مال دنی لگتی ہو
اور اوس کا حصہ
لیا جاوے گا اور حرمی
نصف مال دنی لگتی ہو
منہ ہر طرف
باب ۱۰
لوٹتی ہو جس سے
مال کا اور اوس
منہ ہر طرف

کہا ابن عباس کہ نہیں ہر غیر میں پانچواں حصہ اور کہا **ثُمَّ نَافَا** وَاِنْ بَنِي مُعَاوِيَةَ سَمِعُوا بِمَا فَعَلَ الْمَلَائِكَةُ سَمِعُوا ابْنِ
 اَبِي بَكْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَهْلٍ اَوْ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي اَسْمَاءٍ اَوْ يَحْيَى عَنْ اَبِي اَسْمَاءٍ اَوْ يَحْيَى عَنْ اَبِي اَسْمَاءٍ اَوْ يَحْيَى عَنْ اَبِي اَسْمَاءٍ
 سے چھوٹے جیسے لفظ یعنی پڑی چیز کا حکم ہے اور اگر سکہ کفر کا ہو تو پانچواں حصہ لازم آوے گا اور باقی پانچ والے کا اگر وہ زمین کی
 ملک نہیں اور زمین تو جو مالک اول اسلام کی فتح کا ہے اور سکو نیک اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب میں گیا اور وہاں گزری
 سبب سکی ہو اور اگر کسی حربی کے گھر میں پائی تو گھر کے مالک کی ہو اگر زمین میں اس طرح کی جو سکی ملک نہیں ہر پائی پانچواں حصہ سے انہیں باقی ہو سکتا ہے

باب زکوٰۃ خارج کے بیان میں

زمین عشری شہدین اور پہاڑ کے شہدین اور سیکیوں اور زمین میں نکلتے والی چیزوں میں برابر ہر کو اور سکو پانی جاری یا نہ
 ہے سچا ہو اگر چہ پانچ وسق نہوں یا برس بھر باقی نہ رہتا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دسواں حصہ لازم آوے گا اور جس میں اور
 امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں کچھ لازم نہ آوے گا اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع آٹھ طل یعنی چار شیعہ ہرمانی ہوتا ہے
ف لیکن شہد سے دسواں حصہ اگر چہ پانچ وسق کے برابر ہو و سوا سو اسٹے کہ روایت کی بحاری نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کہ جب اوڑھ کرے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوہ میں دسواں حصہ ہے اور جو ڈول وغیرہ سے پانی دیا جاوے
 تو اوہ میں دسواں حصہ ہے اور حدیث میں مطلق ہے اور ذکر پانچ وسق کا نہیں ہے تو حمل ہو گئی اطلاق پر اور اس باب میں
 آثار میں نکالا عبد الزاق نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ جو اوگے کم یا بہت اوہ میں دسواں حصہ ہے اور نکالا مانا اسکے مجاہد
 اور ابراہیم نخعی سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانا اسکے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ کیا حدیث
 نخعی میں یہاں تک کہ ہر چیز میں دسواں حصہ ہے اور امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے لَکُمْ فِيمَا دُونَ خُمُسَةٍ
 اَوْ شِقِّ صَكَ قَهْ نہیں ہے پانچ وسق سے کم میں صدقہ اور اوپر یہ حدیث گذر چکی روایت کی عبد الزاق نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انھوں نے لکھا طرف میں کہ یہ لیا جاوے شہد النون سے دسواں حصہ اور روایت کی عبد بن عمر و
 بن العاص کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے دسواں حصہ نقل کی یہ ابن حبان اور روایت کی شافعی نے سعد بن ابی
 ذباب سے کہ آیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا میں نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روانے قوم سیری کے وہ چیز کہ اسلام نے
 اوپر سو کیا اور عامل کیا مجاہد بن یوسف نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موجب آئے وہ اپنی قوم پر کہا امی قوم اور زکوٰۃ شہد کی
 کیونکہ نہیں بہتری ہے اوہ مال میں کہ ندی جاوے زکوٰۃ اور سکی کہا انھوں نے کیا جانتے ہو تم یعنی کتنی زکوٰۃ دیوین کہا کہ دسواں حصہ
 اور لیا میں نے اونسے دسواں حصہ اور لایا میں او سکے حضرت عمر کے پاس بیچ ڈالا انھوں نے او سکوا اور کر دیا او سکوا مسلمانوں کو
 اور ایسا ہی روایت کیا او سکوا ابن ابی شیبہ صفوان بن عیسیٰ کہا انھوں نے حدیث کی ہم سے او سکی حارث اور وہ کہ کیا او سکوا
 صلیت بن مہر نے انس بن عیاض سے انھوں نے حارث بن ابی ذباب انھوں نے منیر بن عبد اللہ انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے سعد سے
 اور زمین سچا یا ابن المہدی نے والد بنیر کو اور پوچھا اونسے ابو حاتم نے کیا صحیح ہے حدیث او سکی فرمایا کہ ہاں اور نکالا ابو عبیدہ
 بن جراح نے کتاب الاموال میں عمرو بن شعیب سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے والد سے کہ لیتے تھے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں شہد سے دسواں حصہ ہر وہ شاکوں ایک مشک اور سنا دین او سکی ابن ابی شیبہ نے

ابن عباس کہ نہیں ہر غیر میں پانچواں حصہ اور کہا ثُمَّ نَافَا وَاِنْ بَنِي مُعَاوِيَةَ سَمِعُوا بِمَا فَعَلَ الْمَلَائِكَةُ سَمِعُوا ابْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَهْلٍ اَوْ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي اَسْمَاءٍ اَوْ يَحْيَى عَنْ اَبِي اَسْمَاءٍ اَوْ يَحْيَى عَنْ اَبِي اَسْمَاءٍ اَوْ يَحْيَى عَنْ اَبِي اَسْمَاءٍ سے چھوٹے جیسے لفظ یعنی پڑی چیز کا حکم ہے اور اگر سکہ کفر کا ہو تو پانچواں حصہ لازم آوے گا اور باقی پانچ والے کا اگر وہ زمین کی ملک نہیں اور زمین تو جو مالک اول اسلام کی فتح کا ہے اور سکو نیک اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب میں گیا اور وہاں گزری سبب سکی ہو اور اگر کسی حربی کے گھر میں پائی تو گھر کے مالک کی ہو اگر زمین میں اس طرح کی جو سکی ملک نہیں ہر پائی پانچواں حصہ سے انہیں باقی ہو سکتا ہے

جہاں

پانی سے سینچتا ہو تو خراجی ہو اور پانی سے تو عسری ہو اور پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عسری ہو اور پانی اون نہروں کا جو عجیب و غریب جیسے نہر قند و خرد کی خراجی ہو اور سمجھون اور حیحون اور و جلا اور فرات امام ابو یوسف کے نزدیک ان نہروں کا پانی عسری ہو اور امام محمد کے نزدیک خراجی ہو اور قفط کے چشمے میں اگر زمین عسری میں ہو تو کچھ نہیں اور اگر زمین خراجی میں ہو تو اگر زکوۃ چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہو تو خراج او میں لازم ہو گا اور جو زمین ہو سکتی تو لازم میں

باب مصارف زکوۃ کے بیان میں

فت جاننا یا یہی کہ اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہر اسماء الصلوات للفقراء الا یہ خیر ایت تک اور ساقط ہو گئے نہیں وہ کافر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکو جو ضعف اسلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب سلام قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کافروں کے الفت و لاف کی نہیں اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے والہم لفقہ قلوبہم یعنی الفت کر لئے گئے دل انکے فرمایا اور دلیل سکی یہ کہ آنحضرت عمر بن خطابؓ نے جب آیا انکے پاس عبیدہ بن حصین کہ یہ دین سچ ہو اللہ کی طرف سے تو سبکا اچھا ہے ایمان لاوے اور سبکا اچھا ہے کافر سے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر میں یعنی اب کچھ کافروں کو واسطے ملانے کے مال دیونگے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور خلیفہ ہو حضرت ابو بکرؓ قطع کیا اسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہوا روایت میں حضرت عمرؓ سے کہ کہا انھوں نے یہ وہ چیز ہے کہ تھے تھے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملاوین ل تمھارا اور اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم تو یہ کہ اسلام پر اچھا ورنہ ہمارے تمھارے درمیان میں تو اور کیا حضرت ابو بکرؓ نے ایسا ہی اور نہ کیا انکا اسکا کہتے صحابہ میں سے تو ثابت ہوا اتفاق صحابہ زکوۃ کے ساتھ ہیں ایک فقیر یعنی شخص کہ مالک نصاب کا ہو و دوسرے مسکین جسکے پاس کچھ نہیں فقیر سے عامل صدقے کا اسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاوے گا چوتھے مکان ترقی اسکی آزادی میں مال کوۃ سے مدد کی جاوے گی یا جو میں قرض دار جو شخص کہ فضل اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہیں تھے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جاوے سے سبب سے خراج کے عرک کیا ہو امام ابی یوسف کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمد کے نزدیک ف اسواسطے کہ کیا تھا ابو معقل نے ایک اونٹ کو اپنے اسے کی راہ میں سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے اسے او سیر ایک حج کرنے والی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور و حج کرنے والی ام معقل تھی جس ساتوین مسافر کہ اسکے پاس مال ہو لیکن بالفعل سفر میں اسکے پاس موجود نہیں اور مالک نصاب کو درست ہو کہ زکوۃ اپنے مال کی ان مصائب کو دیکھو یا بعض کہ اور امام شافعی کے نزدیک جب کہ مصارف میں صرت کرے اور ہر صرت میں تین شخصوں کو دیکھو اور لوہے ہر کہ موافق ہمارے روایت کی پہلی نے ابن عباسؓ اور ابن ابی شیبہؓ سے اور روایت کی طبری نے اس آیت کے تحت میں

اسْمَاءُ الصَّدَقَاتِ اِنَّ اَبَا عَمْرٍ اَنْ بِنِ عَمِيْنَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِيْنَ اَلَا يَهْدِيْ فِيْ اَيِّ صَدَقَةٍ ضَلَعَتْ اَجْرًا لَّهٗ يَعْنِيْ كَمَا جَعَلَ عِبَادَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ

کہ جس شخص میں زکوۃ کو دیکھا کافی ہو جاوے گی تحسے اور کہا اس نے

عَمْرٍ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِيْنَ اَلَا يَهْدِيْ فِيْ اَيِّ صَدَقَةٍ ضَلَعَتْ اَجْرًا لَّهٗ اَعْنَا حَفْصٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ

میں آگاہ کہ کان یا لحد افرح فی الطہارۃ کی تصنیف کا حیدر و کرم ایضاً عن الجناح من انطاکیہ
 النعمان بن عمر و عن زید بن جریس عن حدیثہ آگاہ قال ادا وصفتہا فی صنف واحد اجزاک واکثر
 نحو ذلک عن سعید بن مسیب و عن ابي نبار و ابراہیم النخعی و ابي العالیہ و مؤید بن مہران
 یاسین بن یحییٰ و اسد بن ابی یحییٰ فی تحقیق حدیث متعاف و اسلہم ان اللہ قال فلن یمنع
 حدیثاً فی حدیث من اعیانہ و ہر ذلک فی فقرات و الفراء و صنف واحد و فیہ نظر کثیر و کتابا
 قال انق مستند فی کتاب الاموال و مہم ما یدل علی صحیحہ ذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا وجہ
 ذلک مالا لعلہ فی صنف واحد و شعر الموقل و لعلہ فی حدیثہ انہ لکن الشیخون المہم یعنی کما مشر
 عنہ اوس آیت میں جس قسم میں عساکر کا تو اسکو نشان سے کافی ہو جاوے گا جسے تو حضرت عمرؓ نے صحابہ سے اسکو
 تحفہ دیا ایک ہی قسم میں اولیسا ہی کما حدیثہ نے اور کمالا نامد سکے عید و شاد اور ابراہیم ابو العالیہ و یحییٰ بن مہران
 کہا تا بعین ساتھ سندوں جس کے اسکیل کے ابن ابی ریحہ نے ساتھ حدیث متعاف کے کہتا تو اسکو اسکو فرس کیا مہر و انیر یا جا
 کا میر و سج اور وید یا جا و اسکے فقیروں کو اور کما ابو نعیمہ کتاب الاموال میں کہ دلائل کرتا ہی اسکی صحت پر کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم او کیا مال بعد میں آیت کے اوپر نے سکے اور کیا اسکو ایک ہی قسم میں صل او مال زکوۃ سے سبب بنا یا آیت کے
 ان بن مینا یا قرین میت کا اور کرنا یا غلام لیک اسکو اور کیا درست میں ان اور وہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور شرک
 صدقہ کو دونوں میں اوس مراد یہ ہے کہ مکاتب و قیمت میں اسکی مدد کے آرا و کر او تو ایسا ہی مروی ہے ابو موسیٰ سے خبر کیا
 اسکا طبری نے اور لفظ اسکا یہ عن الحسن البصری ان مکاتبا قائم ان لیسے مؤید لا شعریہ و هو یحط و قال
 لک یا لعلہ الامین حدیث الناس سکتی فحک علیہ انو موسیٰ قال لقی الناس علیہ هذا الی لقی عمامۃ و ہا لعلہ
 میل لعلہ و ہا لعلہ حاجتہا حتی لقی الناس علیہ سواد اکثینا و لعلہ لای انو موسیٰ لعلہ لقی علیہ قال
 اجتمعوا و تفرقوا و فیہ فیہ و اسطی المکاتب مکاتبتہ فمرا علی الفصل فی الن قاب و اکثر و ذہ کے
 الناس و قال ان هذا الی لعلہ فی الن قاب اور روایت کی حسن بصری اور زہری اور عبد الرحمن بن زید بن
 اسلم سے کہ انہم سنج و فی الن قاب میں و روایت لک میں قال اللہ اسکو صل اور درست نہیں کہ مال زکوۃ کو اپنے ہاتھ پاؤں
 یا مانی مالا اصول سے یا بیابانی یا پناہ پتی فروغ سے نور خاوند جو رو کو اور جو رو خاوند کو دیکھا و بچی ہولی کا دینا اپنے غلام کو اگرچہ
 کچھ آہو چکا ہو درست نہیں و اور صاحبین کے نزدیک عورت کا خاوند کو دینا درست ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت کی بنیادی
 و مسلم و نسائی اور ابن ماجہ کہ پچھرا بنیب بیوی عبد بن سبعہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیا کافی ہے مجھ سے تیرے کہ رو
 میں اپنے خاوند کو اور تیسوں کو کہ میری گوہر میں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسکا دو برابر میں ایک ہر ہر کا اور ایک ہر
 قرابت اور روایت کیا اسکو ہر نے سند میں اور ذکر کیا اسکو ابن المہم صل اور درست نہیں کہ زکوۃ مال کو یا مال دیکھ کے قائم
 یا اس کے کو دیکھ اور مکاتب کو مال دیکھ کے دینا درست ہے کیونکہ فرمایا حضرت نے کہ نہیں حلال ہے صدقہ واسطہ مال دیکھ کے ورنہ
 جوہر ان مقبول و روایت کیا اسکو ابو داؤد و ترمذی ابن جریر سے اور ابن ماجہ ہر ہر سے اور حیف کیا بعضوں نے اس پر کہ اسکو ہر ہر

اور اپنے چھوٹے ایک کے کی طرف سے بھی جو مالک منساب کا یعنی غنی ہو بلکہ اسکے مال سے دیوے اور کتاب کی طرف سے اور اس
 غلام کی طرف سے جو تجارت کے واسطے ہو اور اس غلام کی طرف سے جو بھاگنے والا ہو نہ دیوے مگر جب وہ بعد بھاگنے کے پھر آیا ہو تو اس کی طرف سے
 دیوے اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شریک کے ہیں ہو دین تو ان غلاموں کی طرف سے کسی شریک پر صدقہ واجب نہ ہو گا نہ دیکھنا غلام
 سے نہ دیکھنا اور نہ دیکھنا صاحبین کے دونوں پر واجب ہو اگر ایک کے اختیار سے ہی گیا تو جب کا ہوا عید الفطر کی صبح میں اس پر صدقہ لازم
 ہے یہ اختلاف اوس رت میں ہو کہ لکھی غلام ہوں اور اگر ایک غلام ہو تو کسی کے نزدیک کسی پر صدقہ واجب نہ ہو گا صلی اللہ علیہ وسلم
 واجب ہو تا عید الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر شخص مسلمان ہو یا پیدا ہو عید الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اس کے لیے واجب ہو گا
 اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے شب عید کو واجب ہو تا جو اسلام لاو گیا یا پیدا ہو گا رات کو عید کی شب عید کو واجب
 ہو گا نزدیک اون کے اور جو شخص کہ عید کی رات میں مر جاوے ہمارے نزدیک صدقہ اوس کی طرف سے واجب نہیں اور شافعی کے نزدیک جب تک
 اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کسی کے نزدیک واجب نہ ہو گا اور اگر صدقہ پہلے سے دیوے تو درست ہے خواہ بہشت
 پہلے یا تھوڑے دن پہلے اور اس باب میں حدیث بخاری کی ہیں عن عمر سے کہ فرمیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا
 یہ تھا کہ کہا اور تھے وہ جیسے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن صلی اللہ علیہ وسلم اور تھے یہ صدقہ فطر کا صبح ہونے کے بعد جلدی دینا ف اور دلیل اس کی
 یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے کتاب علوم الحدیث میں اوس باب میں جسکی زیادت کے ساتھ ایک راوی منقول ہے اثنائاً ابو العباس
 محمد بن یعقوب ثنا محمد بن اسماعیل الشافعی ثنا نصر بن حجاج ثنا ابو معشر عن نافع عن ابن عمر قال
 امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرج صدقة الفطر عن كل صغير وکبير حتى او عبدا صاعا
 من تمر او صاعا من زبيب او صاعا من شعیر او صاعا من قمح وکانا یا مساکنا ان نخرجها قبل الصلوة
 وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم ما قبل ان ینصرف الی المصلی یقول اغنواهم عن الطواف
 فی هذا اليوم یعنی حکم کیا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا چھوٹے بڑے سے آزاد سے یا غلام ایک صاع کھجور سے یا شک
 انگور سے یا جو سے یا کیوں اور حکم کرتے تھے ہر کو کہ مالین صدقہ کو قبل غنائے اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تقسیم کرتے تھے صدقہ
 کو قبل جانے کے طرف عید گاہ کے اور کہتے تھے کہ بڑے بڑا کر دو انکو آج پھر نے سے یعنی فقیر و غنی کو دو سوال کرنے سے
 صلی اللہ علیہ وسلم اگر تاخیر کرے دینے میں تو اس کے ذمے سے بغیر شک ہوئے ساقط ہو گا اس واسطے کہ صدقہ فطر کا واجب ہے ہرگز ساقط نہیں

کتاب الصوم

کھانا پینا جماع ترک کرنا فجر سے آفتاب سے تک ساتھ نیت کے اسی کو روزہ کہتے ہیں اور روزہ رمضان کا فرض ہے ہر مسلمان بالغ بالغ
 اور آزاد کرنا بھی اوس کا فرض ہے اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جاوے تو قصدا بھی فرض ہے اور روزہ نذر اور کفاسے کا واجب ہے اور
 اسکے سو باتی سب نفل ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ روزہ نذر اور کفاسے کا بھی فرض ہے اور واجب ہے اور اس جا پر فرض ہے اور
 ثابت کیا اوس کو صدر الشریعہ نے صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے کہ روزہ رمضان کا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کتب
 علیکم الصیام یعنی فرض کیا گیا تم پر روزہ اور اسکے فرض ہو پھر جماع ہو تو اس واسطے انکار کرنے والا اس کا کافر ہو اور نذر کا
 روزہ واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا و لیؤفوا نذورهم یعنی پوری کریں نذرین اپنی اور باقی تفصیل اس کی آمل میں

اوسکو واقف تھی سنے اور مروی ہے سنن اربعہ میں ابن عباسؓ کہ آیا ایسا عربی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے
چاند کو کما جس نے یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہے تو اس بات کی کہ میں نے کوئی
سوال اللہ کے کہا کہ ہاں پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا کہ ہاں فرمایا اے بلال پچا سے لوگوں کو کہ
کہیں تیرے حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ اعراب رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہے اوسکی حدیث
واقف تھی کی جو بیان کی ابھی تھے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ میں کمال ہر روزے کا
بدون نیت کے جیسے کہ اصلو لایا یفایضہ الکتاب اور لا ایمان لیس لک امانۃ کہ اور لا صلوات
للعبد لک لایق اور لا صلوات فی الارض المفضوۃ اور لا ین لیس لک اور سوا اسکے واللہ اعلم
اور اگر نیت فقط روزے کی کرے کہ میں روزہ ادا کا کل کھونگا اور عین نکرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان درست
ہو جاوے گا اور اگر رمضان کے مہینے میں دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاوے گا اور اگر رمضان
یا مسافر رمضان میں دوسرے واجب کی نیت کرے تو وہ ہی روزہ ادا ہوگا اور اگر ایک شخص ایک روزہ رکھنے کی نذر کی ہو کہ میں
غلاسنے روزہ رکھونگا اور اوس روزہ دوسرے واجب کی نیت کی تو وہی واجب ادا ہوگا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم
ہو یا مہاجر اور نفل کا روزہ ادا ہو تا ہی نفل کی نیت سے اور صرف روزے کی نیت اور نیت قبل دوپہر کے کرے اور پھر کے بعد میں
فت اور امام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں روزہ ہر اوسکا جس نے میں
نیت کی اوسکی رات سے اور یہ حدیث مطلق ہو شامل ہر فرض روزہ اور نفل روزہ کو اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صبح کو روزہ دار میں ہوتے اور پھر پوچھتے تھے گھر میں انکے کچھ کھائے کو تو سوا اگر کھا جاتا کہ نہیں کھتے تھے میں روزہ دار ہوں
اور اگر کھا جاتا تھا کہ ہر کھا لیتے تھے اور نیت کر چکے تھے روزے کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ حضرت عائشہؓ سے صحیح
اور کفارہ اور مذکور میں کے واسطے شرط ہے رات سے نیت کرنا اگر رات شک کی ہے تو صبح میں رات میں شعبان کی اوسکے
دن کو روزہ رکھیں گے و کیونکہ مروی ہے صحیحین میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھو اور افطار کرو چاند دیکھو
تو اگر اب یہ ہو چکا ہے اور تو پوری کر لو گنتی شعبان کی تیس دن صلی مگر نفل و کیونکہ حدیث میں ہے کہ میں نے روزہ ہر
دن شک کے رمضان کے مگر نفل ایسا ہی ہے یہ اسے میں اور یہ حدیث مجاہد بن علی اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں اور کیا
میں نے حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے روزہ رکھا دن شک کے صوم الخاففت کی اوسے ابوالقاسم یعنی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن طاہر نے تذکرہ میں موضوعات میں اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصۃ فی لکین یہ زیادتی ہے کیونکہ
اس حدیث کو ذکر کیا بخاری نے تفسیر اور روایت کیا اوسکو صاحب منہج اربعہ اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے
اور روایت کیا اوسکو خطیب نے تاریخ بغداد میں اس لئے اسے صحیح صام الیوم الذی یشتاک فیہ فقد عسی اللہ ورسولہ
یعنی جس نے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسے اللہ کی اور رسول کی واللہ اعلم اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے صحیح
اور اگر دوسرے واجب کا روزہ اوس دن رکھا تو کو وہ ہر اور ادا ہو جاوے گا اور صحیح مذہب میں اگر معلوم ہو کہ یہ رمضان کا دن تھا اگر
معلوم ہو کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہے سب کے نزدیک اگر وہ دن اوسکے

باب روزے کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اولیٰ قضا اور کفارے کے حال میں

جو شخص کہ قصد اجماع کرے یا جماع کی جائے قبل یا دبر میں یا کچھ کھاے یا پیو غذا کی واسطے ہو یا دلو کے لیے یا کچھ لگا دے
 معلوم ہو اسکو کہ میرا روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصد اکھا کیوسے تو ان صورتوں میں قضا روزہ کی کرے اور کفارہ دیکھ جیسے ظہار کا
 کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فقط رمضان روزہ قصد توڑنے میں ہے اور دوسرے روزے کے واسطے نہیں **ف** ظہار اور سے کہتے ہیں
 کہ اپنی بیوی کسی عتو کو جو عورتیں کہ اوپر حرام ہیں انکے عتو سے تشبیہ دیکو اور اس سے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہ ہو سکے
 تو دو مہینے پر در پر روزے رکھے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے لیکن قصد اکھانے یا پینے میں سوا سوا
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنہ افطار کیا رمضان میں سوا اوپر جو ظہار کرنے والے پر ہو کر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے
 اور یہ حدیث نہیں ملی لیکن صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہؓ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا
 اوسنے رمضان میں یہ کہ آزاد کرے ایک غلام یا روزے رکھے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور جماع بھی روزہ
 افطار کرتا ہے وہ بھی اسی میں داخل ہے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ سے
 کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہو امین کہا کہ کیا ہوا تجھ کو کہا اوسنے کہ جماع کیا مینے اپنی عورت
 سے روزہ رمضان میں سو فرمایا آپ نے کیا پاتا ہے تو غلام کو کہ آزاد کرے اسکو کہا نہیں فرمایا کہ طاقت رکھتا ہے کہ تو دو مہینے
 روزے رکھے کہا نہیں فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے کہا نہیں فرمایا بیٹھ تو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک ٹوکرا کہ وہ میں کھجور تھی سو فرمایا کہ تصدق کر اسکو فقیروں پر کہا اوسنے رسول اللہ نہیں زیادہ مجھے فقیر کوئی قسم خدا کی
 نہیں ہر شہر کے کناروں تک اور اسکے بیچ میں کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو سیکر گھر سے سو مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک
 کہ آگے کے دانت آپ کے ظاہر ہو چھ فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو کہا زہری کہ یہ اسکے واسطے خاص نصبت تھی اور اگر کوئی
 شخص اب ایسا کرے تو نہیں چارہ ہے اسکو کفارے سے اور واقع ہو اور روایت ہدایہ میں کل انت و عیالک بخیر نک و
 لا یخیر فی احد ابعدک یعنی تو کھالے اور تیرے عیال کافی ہو جاوے گا تجھے اور نہ کافی ہو گا سو اب تیرے کسیکو بعد تیرے لیکن کہا
 ابن الہمام نے کہ یہ قول کسی طریقے میں اس حدیث کے نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ خصوصیت ہے کیونکہ دارقطنی کی روایت میں ہے
فَقَدْ كَفَرَ اللَّهُ عَنْكَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے یہ تجھے واللہ اعلم **ص** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اسکو
 روزہ یاد تھا اور کلی کرنے لگا تب اسکو حلق میں بغیر قصد کیے ہوئے پانی چلا گیا یا کسی نے اسکو زبردستی افطار کر دیا یا
 حقتہ لیا یا ناک یا کان میں دوائی ڈالی یا سر کے زخم میں دوا لگائی اور قناع میں گئی یا پیٹ کے زخم میں لگائی اور اسکے پیٹ
 میں دوا گئی یا اوسنے سنگریزہ کھلا یا بھر مونہ اپنی خوشن سے قری یا سحر کھائی یا افطار کیا اس شہرے سے کہ رات ہے اور وہ دن تھا یا بھوسے
 کچھ کھالیا اور شہرہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصد اکھا یا عورت سوئی تھی اور جماع اوسکے کیا گیا یا رمضان تمام مہینے میں روزہ
 رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتوں میں قضا کا روزہ رکھے فقط
 روایت کی ابو یعلیٰ موسیٰ نے مسند میں حدیث حضرت عائشہؓ سے اور اوسمیں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کیا
 چیز سے کہ داخل ہو گا اور نہیں ہے اوس جو بیکلے کہا ابن الہمام نے **هَذَا شَاكٌ فِي ثَبُوْتِهِ مُتَوَقَّفٌ عَلَى جَمَاعَةٍ** یعنی

حسن بن احمد بن حنبل صحیح کے اور یحییٰ بن یحییٰ لکھنے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اسکی یہی حدیث ہے اور امام احمد بن حنبل
 حجامت یعنی پچھنے لگانا روزے کو توڑتا ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَقْطَرُ الْحَاكِمِ وَالْيَوْمِ يَعْنِي افطار کیا پچھنے
 لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اسکو ترمذی اور ہارثی لیل یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین
 چیزیں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ حجامت اور قی اور احتلام اور دوسریہ کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے
 اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگانے اور وہ روزہ دار تھے روایت کیا اسکو بخاری وغیرہ نے اور کہا گیا وہ اس کے
 کیا تم کروہ رکھتے تھے حجامت کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سوکھا خون سے کہ نہیں مگر بسبب
 ضعت کے روایت کیا اسکو بخاری نے اور کہا انس بن مالک نے اَوَّلُ مَا كُنْتُ اُفْطِرُ لِمَا سَأَلَ لِي جَعْفَرُ بْنُ أَبِي
 كَالِبٍ الْعُجَيْمِيُّ وَهُوَ صَاحِبُ قِسْرٍ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَفْطَرْتُ هَذَا اِثْمًا رَخَّصَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ فِي الْجِمَامَةِ بَعْدَ الصَّائِتِ وَكَانَ اَلنَّسُ يَحْتَجُّوهُ وَهُوَ صَاحِبُ رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِي وَقَالَ فِي رِوَايَةٍ
 كَلَامُهُ ثَنَاتٌ وَلَا اَعْلَمُ لَهُ عَلَةً يَعْنِي اَوَّلُ جَوَافِرٍ كَمَا سَمِعْتُ حَجَامَتِ كُوَاسِطِ صَائِمٍ كَيْ تَوَاسَّيْتُ سَبَبٌ سَعْدُ بْنُ جَعْفَرٍ
 بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گزیرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اسنے
 پھر حضرت وی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انس بن حجامت کرتے اور وہ
 روزہ دار تھے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہیں اور نہیں جانتا پہلے ان میں کسی طرح کی علت
 اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفِطْرُ مَا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ يَعْنِي فطر اس کے ہو جو داخل ہو اور نہیں ہر اس
 جو خارج ہو اور اگر آپ آجائے تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسا و غلبہ کرے قی اور وہ روزہ دار
 ہو تو نہیں ہر اس پر قضا اور جو قی کرے قصد اتوقفا کرے روکو کی کہا ترمذی یہ حدیث حسن غریب ہے نہیں پہچانیں ہم
 اسکو حدیث ہشام بن حسان انھوں نے ابن سیرین انھوں نے ابو ہریرہ انھوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسیٰ بن
 یونس سے کہا بخاری نہیں دیکھتا ہوں میں اسکو محفوظ بسبب اس کے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور پر شرط شیخ کے اور ابن حبان
 اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگوں کی ہے اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسیٰ بن یونس
 کی ہشام بن حسان سے حفص بن غیاث نے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور اسکو ابوسعید خدری نے
 کیا اسکو مالک نے موطا میں موقوف اوپرین عمر کے اور روایت کیا اسکو نسائی حدیث اور اعی سے موقوف اوپر ابو ہریرہ کے
 اور وقت کیا اسکو عبد الزواق نے ابو ہریرہ سے اور وہ جو سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ کر کہ تھے
 ہر روزہ رکھتے اسدن اور نکایا ایک برتن اور پانی پیاسو کہا صحابہ انہی رسول اللہ کے آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ہاں لیکن
 قی کی تھی میں نے محمول ہے اور قبل شروع کرنے روزے کے یا بوجہ ضعف کے واللہ اعلم اور سرکہ لگانے سے بھی روزہ نہیں جاتا
 اسو کہ روایت کی ترمذی نے ابو عاتکہ سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بخاری بیان کی
 اپنی انھوں کی کیا سرکہ لگاؤ میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں کہا ترمذی نے نہیں اسناد
 اسکی قوی اور نہیں صحیح ہے اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو عاتکہ اجماع ہے اس کے ضعف پر اور روایت کی ابن ماجہ نے

بسم الله الرحمن الرحيم

وہی ہے جس نے ان کو

[illegible]

جلد اول

ولی صدقہ دیوے اور صدقہ دینے کے واسطے یہ بھی شرط ہے کہ مرتے وقت وہ شخص میت کر گیا ہو یعنی کہہ گیا ہو کہ میرے بعد میرے
 روبرو کی طرف سے صدقہ دینا تو اس نے جتنا مال مجھ پر ہی دے سکے میرے حصے میں ادا کیا جاوے گا اس ادا نام شافعی کے نزدیک
 سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور ایسا ہے کہ جو مری ہو چکی ہو میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر میں تو ایک جگہ
 بچھا کہ بہت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پر سایہ کیسے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ کہا اور انھوں نے
 کہ ہر روزہ دار ہر تہرب فرمایا آپ نے کہیں میں المیزان الضیاع فی الشکر یعنی نہیں ہو چھینکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور
 میں لائے ہیں اس سے جو روایت کی مسلم نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سال فتح کے طرف گئے کے مہینے
 میں بیان تک کہ ہوئے کہ بنی نزل کو تو روزہ رکھا لوگوں نے پھر منگایا آپ کے ایک قح پانی کا اور پیا اوکو سوکھا گیا
 آپ کے کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھا سو فرمایا آپ نے اُولَئِكَ الْفَسَادُ وہ لوگ گنہگار ہیں انتہی اور جواب یہ ہے کہ اول حدیث میں
 یہ آپ نے صورت ضرر اور نقصان میں منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہے کیونکہ جب خوف ضرر کا ہو تو روزہ رکھنا
 افضل ہے اس طرح روایت مسلم میں بھی ہے کہ ایک کھانا دسکاری کے آدمیوں کے اوپر شافق ہوئے روزے اور روایت کیا اوکو
 واقعہ بنی مغازی میں اور اس میں یہ ہے کہ حکم کیا تھا اوکو افطار کا اور انھوں نے قبول کیا جب یہ کلمہ آپ نے ارشاد فرمایا اور
 کہ یہ میں سے ہر وقت ہوگی در بیان احادیث کے کیونکہ روایت ہے صحیح مسلم میں حضرت اسی سے کہ انھوں نے کہا اے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یا ماہون میں قوت روزہ پر سفر میں تو کیا چھپ کر گناہ ہر روزہ رکھنے میں تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ وہ نہ صحت پر اللہ کی طرف سے موجود قبول کرے اور نہ تو چھپاتا اور جو دوست رکھے روزے کو تو نہیں ہو کچھ گناہ اوپر اور
 صحیح میں ہے کہ تھے ہم کہتے تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم میں روزہ رکھتے تھے اور بعض نہیں تو کوئی
 عیب نہیں کرتا تھا ہر روزہ دار مری ہو میں ابو الدرداء وغیرہ میں ابو الدرداء کہ تھے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی
 ہمارے میں نہایت گری میں بیان تک کہ تھے ہم میں کوک ہاتھ اپنے سر پر سبب گری کے اور نہیں تھا ہم میں کوئی
 روزہ دار کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن رواحہ تو یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر بیابا ہونے روزہ کے سفر میں
 اور یہی ہر حجت ہماری اور خلافت پر بھی اس کے حدیث میں ہیں سند عبد الرزاق میں ہے کہ بنی شام ہری انھوں نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے کہیں میں امیر اوصیاءم فی استسقا یعنی نہیں ہو چکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور ایک روایت
 میں ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر میں مانند افطار کرنے والے کے ہر اقامت میں روایت کیا امکو ابن ماجہ نے اور ثرا نے اور دفع
 تعارض کی وہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی ہے فقط اور ولی اس کے روزوں کے بدلے اگر مر گیا ہو تو صدقہ دیوے اور دے سکے بدلے
 روزہ نہ رکھے اور بعض کے نزدیک ہے کہ لوگوں کی یہ ہے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ مان میری
 مر گئی اور وہ پہلے ایک مہینے کے روزے تھے کیا قصا کروں میں اس کے بدلے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری مان پر
 کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کر لیا نہیں کہا اس نے کہ ہاں ادا کرنا فرمایا کہ پھر کیا جب قرض سے کا ہو روایت کی بخاری سلم نے اسکو حدیث
 ابن عباس سے اور ایک روایت میں ہے کہ انی ایک عورت اور کہا اس نے کہ اے رسول اللہ تھیں کہ مان میری مر گئی اور وہ پہلے ایک روزہ رکھا
 کیا روزہ رکھوں میں اس کے بدلے فرمایا کہ روزہ رکھ تو اس کے بدلے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہر جاؤ اور اس کے اوپر

بہار

شیخ ابن العمام نے ص ۱۸۱ میں کہا کہ اگر کسی ایام میں کہ روزہ رکھنا منع ہو اور زمین اگر شروع کرے یا تو تمام کرنا اور سکال لازم ہو تو اس کا روزہ اور پانچ دن میں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقدر عید کا دن اور تین دن اس کے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں فریضہ کی اور نفل کا روزہ نہ توڑے ایک روایت میں اور ایک روایت میں جائز ہے کہ یہ نہ قضا اس کے قائم مقام ہو اور نفل کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا اور نیت ہو اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہو اور اگر رمضان دن کو ایک اور کا بالغ ہو یا کافر مسلمان ہو تو اس روز باقی روز میں کچھ نہ کھائے اور نہ پیوے رمضان کی بزرگی کے سبب اور اس روز سے کی قضا اور اگر کسی اگر چہ نیت روز سے کی ان دونوں کی اور پھر کھالیا تب بھی قضا نہیں کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پیوین اور اس روز کے روز کی قضا اور اگر نیت مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اس کے اپنے گھر آیا تب نفل روز کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت بتا یعنی دوپہر کے پہلے روز روزہ سویت ہو اور اگر وہ رمضان کا مہینا تھا تو اس پر اس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا مہینہ نے اس دن سفر کیا تو اس کا بھی یہی حکم ہو اور ان دونوں نے اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے چنانچہ دنوں میں بیہوش رہا اور نفل قضا اور اگر کسی اگر چہ نیت شروع ہوئی ہو اور وہ نیت روز کی کر چکا ہو یا اس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اس کی قضا اگر کسی عذر ہو کہ اگر نیت کر چکا ہو تو روز صحیح ہو جائیگا اور جو نیت نیت کی تو ہرگز صحیح نہ ہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون رہا قضا نہ کرے اور اگر بعض دن کے رمضان میں دیوانہ رہا تو جتنے روز گزرتے ہیں اس کی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ یا عاقل نہ تھا اور حالت جنون بالغ عاقل ہو تو بھی یہی حکم ہے ظاہر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون میں بالغ ہو تو روز اور سپردا نہ ہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان دیوانہ رہا اور دلیل اس کی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر ان پانچ دن میں جن میں روز رکھنا حرام ہو روز کی نذر کی یا پھر سال بھر کے روز کی نیت کی تو صحیح ہے اور ان پانچ دن میں روزہ رکھے بلکہ ان دنوں کی قضا اور اگر روزہ رکھے لیگا تو پھر قضا نہیں لگے گا تو اگر چہ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور نیت کی کہ تم نہیں ہو تو ان صورتوں میں نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہیں ہو تو قسم ہوگی اور اگر افطار کرے گا تو لازم ہوگا اور اگر دونوں کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر کیا کہ نذر نہیں ہو تو ان دونوں صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوں گی اور اگر افطار کرے گا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت میں قسم ہوگی اور باقی تفصیل اس کی شرح عربی میں مذکور ہے شمس عینی چچے روز جو سوال میں رکھتے ہیں تو ان کو خدا جہاد رکھنا مستحب ہے لگتا تا روز رکھے تو مکروہ ہوگا اور مشابہت نصاریٰ نہ لازم آوے گی اولاً استحباب ان چھ روزوں کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہے سو وہ یہ ہے جو روایت کی مسلمان اور یہود اور زرتشتی وغیرہم نے ابو ایوب کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اور چچے رکھے اس کے سات روز شوال میں تو وہو کا ایسا جیسے کہ سینے سے زانے روزے رکھے اور آج جو تشبیہ تھ نصاریٰ کے بیان کرنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ اہل کتاب فطر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چچہ روز بعد فطر کے متصل رکھے گیا تو ایک طرح کی تشبیہ نصاریٰ کے ساتھ متحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب عید فطر کے روز روزہ نہ رکھا تو تشبیہ جاتی رہی واللہ اعلم اور جسے شعبان کے روزے رکھے اور سال دیا اس کو ساتھ رمضان کے تو چچا کیا

عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدو ن اذن خاوند کے زیر کئے روایت کیا اور سب بخاری مسلم وغیرہ نے اور جو شخص کہ کسی قوم پر جبکہ اوترے تو بغیر اذن امنکے کئے روزہ نہ کئے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہانیہ حدیث منکری واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ دیر تک رہنا روزہ دار کا مسجد میں بیٹھ کر عبادت جہن جماعت ہوتی ہے لیکن سنت مؤکدہ ہونا تو فقط عشرہ اخیرہ میں ہے کیونکہ روایت کی بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرتے عشرہ اخیرہ میں رمضان سے یہاں تک کہ اوٹھالیا اوٹھالیا اور اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد ازاں انکی اور کج مطہرات نے تو یہ مطالبہ دلالت کرتی ہے سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہونے یہ کہ نذر کرے اعتکاف کی اور ایک مستحب وہ یہ کہ سوا ان سے نون میں اخیر رمضان کے اور نون میں اعتکاف کرنا اور ان دنوں میں عبادت ثابت نہیں ہوئی بیان کیا اسکو شیخ ابن القمام نے اور دیر تک رہنا یہ کن ہے اعتکاف کا اور نیت شرط ہے اسکی اور روزہ بھی شرط ہے اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہیں ہے بلکہ ہماری یہ روایت کی دقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الاعتکاف الا بصوم نہیں ہے اعتکاف مگر ونے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہے سنیان بن حسین یا سیدہ اذہب کی کیا دسنے سو یہ کو لیکن کمال میں ہے کہ کہا علی بن حجر نے کہ یہ چھاسینہ بیہقی سے اون دنوں کے احوال سے تونہ کی انھوں نے اور روایت کی ابو داؤد نے عبد الرحمن بن اسحق سے انھوں نے زہری انھوں نے عروکہ انھوں نے حضرت عائشہ سے کہ کہا انھوں نے سنت ہے اور اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ عبادت کرے کسی مرض کی اور نہ حاضر ہو جائے میں روزہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اس سے اور نہ بچکے کسی حاجت کو بلکہ جو ضرور ہے اور نہیں ہے اعتکاف مگر روزہ سے اور نہیں ہے اعتکاف مگر مسجد جامع میں کہا ابو داؤد سنو عبد الرحمن کے اور کوئی اور میں لفظ السنۃ کا نہیں ذکر کیا اور عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ کلام کیا گیا ہے انہیں اخراج کیا اس سے مسلم نے اور توشیح کی اسکی ابن معین نے اور شاکی اور سیر غیر اس کے نے اور روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے ابن عمر سے کہ عرضی السرخسی کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کو بن جاہلیت میں ایک دن اور ایک رات نزدیک کعبہ کے سو پوچھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک روایت میں نسائی کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوٹھو کہ اعتکاف کو بن اور روزہ رکھیں کہ ماہ دقطنی نے متفقہ ہوا ساتھ اس کے عبد بن بیل بن ورقاء انخرعی عمر و اور وہ ضعیف الحدیث ہے اور ثقافت لوگوں نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہیں ذکر کیا روایت کا انہیں سے ہیں ابن جریر اور ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور سوانکے اور یہ حدیث صحیح میں ہے نہیں ہے انہیں ذکر کرے کہ بلکہ آنا ہی ہے کہ کہا حضرت عمر نے کہ نذر کی تھی میں جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں مسجد امام میں ایک رات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کرانی نذر اور ایک روایت میں ہے حضرت عمر سے کہ نذر کی تھی میں جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں ایک دن نزدیک مسجد حرام کے تو روزہ ہے کہ ایک دن ساتھ راست یا ایک رات ساتھ ایک دن تاکہ مطابقت ہو کہ حدیثوں میں اور جواب یا جاوگیا کہ غایت اسکی یہ ہے کہ سکوت کیا مرنے کے ذکر سے ان لوگوں نے اور یہ بات اصول حدیث میں مقرر ہوئی ہے کہ زیادت ثبوت ضابطہ کی مقبول ہے اور تخم جو ضعف ثابت کرتے ہو عبد اللہ بن بدیل کا مسلم نہیں کیونکہ کہا ابن

۱۰

三

محمد بن الحسن بن الحسن

خبریں سنیں جو سچ ہیں

میں نے کہ وہ صالح الیٰہیہ ہو اور ذکر کیا اسکوں میں حبان ثقات میں اور دوسرے کہ وہ یہ اس کے حدیث حضرت عائشہ کی ہے
 لیکن کہ منہ اور پورا دل سنانی سے اور نکال لے جی سے ابن جریج سے انھوں نے خطائے انھوں نے ابن عباس بن عمر سے کہ کہا
 ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی اعشاکت کرنے والا اور دوسرے تو یہ قول ابن عمر کا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کہ نقل کیا انھوں نے نہ کہ
 اپنے باپ اور وقت تھے اس واقعے سے اور امام شافعی اس لئے ہیں اور اس جو روایت کیا اور اس کو حاکم نے ابن عباس سے کہ فرمایا ہے
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوا اعشاکت کرنے والے پر روزہ مگر کر کے اپنے نفس پر اور تہجد کی اور اس کی حاکم نے اور جواب یہ ہے کہ صحیح
 اور کئی تمام میں اسناد میں اس کی عبد اللہ بن محمد بن علی جو اس روزہ مجہول ہے اور باوجود ہالت اس کی کے نہیں رفع کیا اور اس کو کہنے
 سوا اس کے بلکہ موقوف کرتے ہیں اس کو ابن عباس بن پر اور دوسرے اس کے وقت کے جو ذکر کیا اور اس کو یہ بھی ہے بعد ذکر اس اس کے
 کہ متفرق ہو اس ساتھ اس کے رطلی کہ روایت کیا اور اس کو ابو بکر حمید بن عبد العزیز بن محمد سے انھوں نے ابو ہریرہ بن مالک سے کہا کہ صحیح
 میں اور ابن شہاب نزدیک عمر بن عبد العزیز کے اور اس کی حور نے تہ کی تھی اعشاکت کی مسجد حرام میں یہ کہ ابن شہاب نے
 کہ نہیں ہوتا ہوا اعشاکت مگر ساتھ روزے کے سو کہا عمر بن عبد العزیز نے کہ کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا انھوں نے نہیں کہا کہ ابو بکر
 سے کہا انھوں نے نہیں کہا عمر سے کہا کہ نہیں کہا ابو ہریرہ سے کہا یا سیدنا اس سے کہا یا سیدنا اس سے کہا یا سیدنا اس سے
 یہ سو کہا اس سے ابن عباس بن نہیں دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر تہذیب کر کے اور کہا عطاء بن ریحان
 تو اگر ابن عباس نے رفع کیا ہوتا اور اس کو وقت کرتے طاؤس اس کو ابن عباس پر اور اس کے واسطے اعتراف کیا باقی ہے کہ رفع اس کا
 وہم ہو اور پھر عجیب یہ کہ وقت بھی معاف سے سالم نہیں اس واسطے کہ اور یہ کہ فکر کیے ابن عباس اور ابن عمر سے کہ ان دونوں
 معتکف روزہ رکھے اور کہا عبد الرزاق نے محل ثنا الثوری عن ابن ابی لیلی عن شمس بن عبد الرحمن
 اللہ عنہ قال من اعتکف فعليه الصوم یعنی جو اعتکات کرے تو اس پر روزہ ہوا اسناد اس کی صحیح ہے اور نکالا
 عبد الرزاق حضرت عائشہ سے موقوفاً من اعتکف فعليه الصوم اور نہ ہری اور عروہ سے کہ کئی کہ ان دونوں نے
 لا اعتکات الا بالصوم اور موطا میں مالک کی ہے کہ جو نیا اونکو تمام بن محمد بن نافع موطا میں ابن عمر سے کہ ان دونوں نے نہیں
 اعتکاف مگر ساتھ روزے کے بسبب قبول اللہ کے ثنا ائمتنا الصیام الی اللیل ولا یأثم من صوم و ان تری انکفون فی
 المساجد یعنی تمام کروڑوں کورات تک اور نہ مباشرت کرو عورتوں کی جب تمام اعتکات کرتے ہو سجدوں میں تو ذکر کیا اللہ تعالیٰ
 اعتکاف کو ساتھ روزے کے کہا بھی ہے کہ مالک نے و لا یأثم من صوم و ان تری انکفون فی
 نزدیک ہمارے اس پر کہ نہیں ہوا اعشاکت مگر ساتھ روزے کے اور یہ بھی دیکھا جاسیے کہ اعتکات اس مسجد میں صحیح ہے ہرمان جامع
 روایت کی طرالی نے ابراہیم بن محمد سے کہ کہا عند یعقوب بن یساف ابن مسعود کہ کیا تم تعجب نہیں کرتے ہوا ان لوگوں کہ درمیان
 تم سے گھر کے اور گھر پر موی کہ ہیں و کمان کرتے ہیں کہ ہم اعتکاف میں سو کہا ابن مسعود کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہیں کہ
 خطا داروں لوگوں کو یاد ہوا اور تم بھول گئے ہو کمان یعقوب نے لیکن میں سو جانتا ہوں کہ نہیں ہوا اعتکاف مگر سنی جامع
 میں اور نکالا ہے ابن عباس سے کہ بدتر سبک ہوں میں اس کے نزدیک عین میں اور تحقیق کہ جنت میں ہوا اعتکاف کیا اور سجدوں
 میں جو گھر میں ہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے دونوں نے اپنے مصنف میں ثنا الثوری انھوں نے

کتاب الحج

جان تو حج فرض ہے اور ہنگامہ کا فروعی اور فرضیت اس کی قرآن شریف سے ثابت ہو فرمایا اللہ تعالیٰ بل تبارک
 و تعالیٰ علیٰ الناس حج البیت یعنی اس کے واسطے لوگوں کے لیے یہ حج خانہ کعبہ کا اور ہجر میں ایک بار فرض ہے تو
 کی آخری نے مسجد میں اور ارقطنی نے سین میں اور جاکم نے مسجد مکہ میں اور کما صبح اور پھر شمشین کے ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے کہ خطیب چاہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا اے لوگو فرض کیا اللہ نے تمہارے حج کو سوکھڑے ہوئے اقرع بن حابس
 اور کما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا آپ نے اگر میں کتابان البیت واجب ہوتا ہر سال میں اور تمہاری قدرت
 نہ کھتے حج ایک بار یا دو جو زیادہ ہو وہ نفل ہے اور عایت کی مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہؓ سے کہ ہر آزاد مسلمان
 تندرست آنکھ والا پر حیا ہو سکے اسے توشہ اور سواری ہو غافل ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے کوئی نہ نکالے اور کما
 بھی اس بیوقوف آزاد اور بالغ ہونا اس واسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگ حج کرے پھر بالغ ہوئے تو
 اس پر دوسرا حج ہے اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جائے تو اس پر دوسرا حج ہے روایت کیا اسکو جاکم نے ابن عباسؓ سے اور کما
 صحیح میں شمشین پر اور تفریح محمد بن منہالؓ سے کہ اس کے لیے حج ضروری نہیں کرتا کیونکہ رفع زیادت پر اور زیادت ثبوت سے
 مقبول ہے اور نوید ہے اس کے ایک مسلح حدیث روایت کیا جسکو ابو داؤدؓ نے اس میں محمد بن کعب قرظی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم نے جو لوگ حج کریں اہل اس کے اور مر جاؤ کافی ہو جائیگا اس سے تو اگر باوجود کون حج کرے اور جو غلام حج کرے لوگ
 اس کے کافی ہو جائیگا اس سے تو اگر آزاد کر دیا جائے تو لازم ہے اس پر حج اور یہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور حضرت ابن ابی شیبہؓ میں ہے
 روایت ہے جو قفا بن عباسؓ سے اور نہایت ہونا شرط ہے یہ حج نہیں آنکھ والا چاہیے اندھے پر اگر چاہے لالہ ہو حج نہیں توشہ اور سواری
 شرط ہے اس کے روایت کی مالک نے سعید بن ابی ہریرہؓ سے انھوں نے اس سے کہ اس کے قول میں و علیٰ الناس حج
 البیت یعنی اس کے واسطے لوگوں کے لیے یہ حج خانہ کعبہ کا اور ہجر میں ایک بار فرض ہے تو
 کیا چیز توبہ سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری اور کما صبح اور پھر شمشین کے ابن عباسؓ سے کہ ہر آزاد مسلمان
 کی سعید کی حدیث میں ہے توشہ پھر نکالا اسکو حاکم نے اس طرح پر اور کما صبح اور پھر شمشین کے ابن عباسؓ سے کہ ہر آزاد مسلمان
 حسن نے مسلا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں کہ سبیل زاد اور زاد حاکم نے اس سے کہ ہر آزاد مسلمان
 ابن عمرؓ بن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ اور جابرؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ بن العاصؓ غیر ہم سے پھر چاہیے کہ غافل ہو حاجت اہل ہجر
 سے مانند خادم اور سہا بن ابی اور کثیرون وغیرہ کے اس سے کہ یہ چیزیں ہونا ضروری ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ اہل عیال کے نفقے سے
 فارغ ہو اس واسطے کہ لقمہ فرض ہے اور جو منہ سے کا مقدم ہے اس کے حق پر نزدیک شرع کے اور جو لوگ مکہ سے قریب ہیں انکو سواری
 شرط نہیں کیونکہ وہاں کی مشقت اس قدر نہیں کہ سواری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگوں کے اور لہذا کما بھی اس شرط ہے اس کے قضا
 جان مال کی ضرورت ہے عورت کو بغیر محرم یا فائدہ کے حج درست نہیں اگر اس عورت کے لیے تک مدت سفر کے برابر ہے
 و اگر اس کم ہو تو شرط نہیں اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو مکہ کے حج جائز ہے جب تک کہ قافلہ ہو
 اور اس کے ساتھ معہرین ہوں اور ہمارے نزدیک جائز نہیں اور ابوہریرہؓ کی حدیث میں کہ ہر آزاد مسلمان

محمد بن منہال

روایت کی ترجمانی سے جابریہ سے کہ پوچھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا واجب ہے وہ فرمایا کہ جو
 مگر یہ کہ مکرر ذوقہ فیہ ہے اس کا بیان آگے آچکا صیقات میں ہے کہ یہ ذوقہ فیہ ہے اور ذوقہ فیہ ہے
 عرق اور شام والوں کا جمعہ اور سبہ الیوم کا قرن اورین الیوم کا میلاد صیقات اور مکہ کو کہتے ہیں جہاں سے احرام باندھیں
 اور ذوقہ فیہ اور ذوات عرق اور جمعہ اور قرن اور میلاد یہ مقاموں کے نام ہیں اور یقیناً حدیث میں مروی ہر ذوقہ
 ہر یومین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مقرر کیا میقات تہی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذوقہ فیہ اور
 واسطے اہل شام کے جمعہ اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے میلاد اور اخراج کیا اس کا ترجمہ اور ابو داؤد وغیرہ
 نے اور آخر حدیث کا یہ ہے کہ یہ مقام اون لوگوں کے واسطے ہیں اور جو اون پاس آوے اور اون لوگوں میں سے جو
 جو اون کرے حج اور عمرے کا اور جو ان کے سوا ہو تو جہاں چاہے یہاں تک کہ اہل مکہ احرام باندھیں یمن اور نہیں ذکر کیا
 او میں میقات اہل عراق کو لیکن ذکر کیا اس کا جابریہ نے روایت کیا اس کو مسلم نے اور شک کیا اس کو اس کے رفع
 میں اور ابن ماجہ نے روایت کیا اس کو اور او میں شک نہیں اور اسی میں ہے کہ مقام اہل اہل مشرق کا ذوات عرق
 ہرگز اسناد میں اس کی ابوہریرہ بن یزید جوڑی ہے اور میں شک ہے اس کی حدیث میں اور روایت کی ابو داؤد حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذوات عرق اور اسناد میں اس کی افلح بن حمید ہے اور تھے احمد بن حنبل
 انکار کرتے اس کا اور نکالا ابی الزواق نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات
 مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذوات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث صحابہ مقاموں کے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہے جس کا حکم
 میں داخل ہونے کا ہوا ہر جہاں کہ چاہے حج اور عمرے کا یا نہ کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی
 میقات سے مگر احرام باندھ کے اور یہ عبارت ہے امین ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حکا ثنا
 عبد اللہ بن سلام عن محمد بن عیسیٰ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
 لا یجاوز الوقت الا باحرام یعنی نہ تجاوز کرے میقات مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اس کو طبرانی نے اور
 شافعی نے اپنی مسند میں حکا ثنا ابن عیینہ عن عمرو بن ابی الشعثاء آثۃ زای ابن عباس یروون
 تجاوز الی میقات بغیر احرام یعنی بغیر احرام کے ابن عباس اس کو جو کہ جاتا تھا میقات کے بغیر احرام کے اور قاضی
 ابن ابی شیبہ ثنا وکیعہ عن سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عباس اور ذکر کیا اس کو اور روایت کی
 ابن ابی شیبہ مسند میں حکا ثنا فضیل بن عیاض عن کثیر بن ابی سلیمان عن عطاء بن رباح عن
 قال اذا تجاوز الوقت فکم یحرم حتی یدخل مکة رجعا الی الوقت فان لم یدخل حتی ان یدخل
 الوقت فایستحب ان یدخل لذلک وما یعنی کہا ابن عباس کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات سے اور
 نہ احرام باندھے یہاں تک کہ داخل ہو سکے میں کوئی طرف میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے جو کہ طوف میقات کے
 تو وہ احرام باندھے اور اسکے بدلے میں ایک قربانی کرے اور قبل ہو چنے کے ان مکا لوں میں اگر پہلے سے احرام باندھے
 تو وہ ہر ذوقہ فیہ کی حکم نے بالیقین میں مستدک سے کہ پوچھ گئے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہ

ابن عمر بن عبد اللہ

یعنی تمام کروج اور عمرے کو واسطے اللہ کے سوکھا انھوں نے یہ کہ احرام باندھنے تو اپنے گھر سے اور کہا کہ صحت کا حکم
 شکر علیہ السلام صحیح ہے اور شرط بخاری و مسلم کے اور مروی ہے یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور اس میں ضعف ہے
 اور حدیث ابن مسعود کی ذکر کیا اور اس کو صاحب ہدایہ نے اور نہیں پایا مینے اس حدیث کو اصل اور محمول مقاموں کے رہنے والے
 ہیں وگوئے میں بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہے تو ان کی بیقات محل ہر اور جو کہے کہ اسے نہ والا ہو وہ احرام حج کے لیے حرم
 باندھنے اور عمرے کے لیے حرم ہے اصل احرام کے اور زمین کو کہتے ہیں اس واسطے کہ حکم کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے صحابہ کو کہ احرام باندھیں چونکہ سے روایت کی مسلم نے چاہے کہ حکم کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم
 تھے یعنی احرام نہیں باندھا تھا کہ احرام باندھیں ہم سب تو جب کہین طرف منی کے کہ چاہے کہ ہلال کیا ہم نے بطح کے اور حکم کیا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے بھائی کو کہ عمرہ کروین اور تو بغیر ہم سے اور بغیر حرم میں نہیں ہر اور دلیل قوی
 یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَنْ كَانَ ذُوْن ذَلِكُمْ فَمِنْ حَيْثُ شَاءَ حَتَّى آتَى مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ
 یعنی جو ان مقاموں سے نہ آیا ہو تو وہ جو ان سے چاہے احرام باندھے یہاں تک کہ ہلال کہے سے وَاللّٰهُ أَشَدُّ حَسْبَ
 جو شخص ارادہ احرام کا کرے وہ خود کرے اور غسل کرنا اچھا ہے اس واسطے کہ غسل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام
 کے لیے روایت کیا اور اس کو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے غریب ہے اور روایت کی حاکم نے
 ابن عباس سے کہ غسل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر پہنے کپڑے اپنے سوجھنے کے ذوالحلیفہ بن ثمر جلیل کشتین پھر سوار ہوئے
 اونٹ پر تو جب چڑھ چکے اور پھر احرام باندھا حج کے لیے اور کہا حاکم نے صحیح ہے اسناد ہے وکوچکر جاکہ یعنی یہ حدیث صحیح
 ہے اور نہیں نکالا اور اس کو بخاری و مسلم نے اور نکالا ابن عمر سے کہ کہ انھوں نے مِنَ الشَّكَاةِ اَنْ يَغْتَسِلَ اِذَا ارَادَ اَنْ يَخْرُجَ
 وَصَحَّحَ عَلَيْهِمَا وَآخَرُهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَزَّازُ وَقَوْلُ الصَّخَاوِيِّ مِنَ الشَّكَاةِ حَكْمُهُ الرَّفْعُ عَنِ السَّوَرِ
 یعنی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہ سنت ہے یہ بات کہ غسل کرے جب احرام کا کرے اور صحیح کیا اور اس کو حاکم نے بخاری و مسلم کی نظر پر نکالا
 اور ابن ابی شیبہ ووزار نے اور قول صحابی کا من السنۃ ہنر ہے رفع ہے ہر حصہ اور ایک انار اور چادر پاک پہنے اور خوشبو لگاوا اور ایک انار
 نفل ہے اس واسطے کہ پہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ چادر اور صحابہ نے آپ کے نکالا اور اس کو بخاری نے
 اور ابن خوشبو لگاوا اس واسطے کہ کہ حضرت عائشہؓ نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں ہاتھوں سے
 جس وقت احرام باندھا آپ نے اور لگائی مینے خوشبو آپ کے جب کھولا احرام آپ نے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اس خوشبو میں مشک بھی
 اور کہیں دو کشتین نفل چھنا اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھتے تھے دو کشتین ذوالحلیفہ میں وقت احرام کے روایت
 اور اس کو مسلم نے ابن عمر سے اور ایسا ہی کرتے تھے حضرت عمرؓ بھی روایت کیا اور اس کو بخاری نے اور روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ہو فادو اور حاکم نے بروایت ابن عباس کے حصہ کو اگر حج مفرد یعنی فقط حج کرتا تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ جَارِدٌ اِلَیْكَ کَبِیْرٌ وَّوَدِیْ
 وَتَقْبَلُ مِنِّیْ اِیُّکَ مِنْ اَرَادَ کَرَامَہُ حَجَّ کَاوَاہَا ن کر تو اس کو میرے واسطے قبول کر اور اس کو میری طرف سے بھر
 لیک کہ بعد نماز کے اور بیت حج کی کرے اور وہ میری کشتیاں اَللّٰهُمَّ کَبِیْرٌ وَّوَدِیْ اَللّٰهُمَّ کَبِیْرٌ وَّوَدِیْ اَللّٰهُمَّ کَبِیْرٌ وَّوَدِیْ
 وَالْبَقِیَّةُ لَکَ وَالْمَالُ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَدْرَسَ کَمَ کرے اور اگر زیادہ کرے تو درستی ہے و لیکن لیکر لیکر

مرد کو ضرور مہر کھولنا واجب ہوگا اور بیل امام شافعی کی روایت بھی موجود ہے کہ وہ چھپاتے تھے
 موندنا پنا اور وہ محرم تھے اور روایت کیا اسکو وارضی نے مرفوعاً اور کہا کہ صواب موقوف ہونا اس حدیث کا اصل اور
 دعویٰ نے سے اور داعی نے سے ساتھ خطمی کے ساتھ اسو اسطے کے خطمی شبہ و اجیر اور کے کیوں کہ قتل کرتی ہر تھوڑی نا
 احرام میں درست ہے اسو اسطے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے غسل کرتے تھے احرام میں روایت کیا اسکو مالک وغیرہ نے صل اور وارضی نے
 سے اور سر منڈانے سے اور بال بیک موندنے سے و اسو اسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَخْلُقُوا مَرْءًا سَاكِنًا
 یَبْلُغُ الْهَكَامَةَ وَلَا وَرَثَةً مِّنْهُ وَلَا مَرْءًا مِّنْهَا یُہَانُ تِلْكَ کہ پہنچ جاوے قربانی اپنی جگہ میں اور کتر نا بیک موندنے کے حکم میں ہوں
 اور کتر نا پہننے اور سراویل اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور ٹون کے پہننے سے و اسو اسطے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ان چیزوں کے پہننے سے احرام میں روایت کیا اسکو صحاح ستہ والوں نے اور اگر موزہ پہنے تو اسکو کاٹ کے ٹھننے
 سے بچا کر لے اور اسی طرح اگر تہ بن نہ ہو تو اسکو بدلے سراویل میں لیوے اور بعضوں کے نزدیک کلمے اور ہین کیو جب غسل ہوگا
 جو لوگ موزے کے کاٹنے کو کہتے ہیں لے لے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا اپنے اور نہ پہنے موزہ مگر جب پاؤں تلے پاؤں لے
 اونکو اور بچا کر لے ٹھننے سے اور جو کہتے ہیں تہ کاٹنے لے لے ہیں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پاؤں تہ بند پہنے
 سراویل اور جو نہ پاوے موزہ پہن لیوے تعلیم روایت کیا اسکو بخاری و مسلم و ابوداؤد و غیرہم صل اور اس کپڑے سے جو خوشبو
 زناک میں لگا ہوگا بعد زائل ہو جائے خوشبو و اسو اسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہنے اس کپڑے کو جس میں عنبران
 اور ورس ہو احرام میں نہ کر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور روایت کیا اسکو بہت محدثین نے مثل طحاوی کے ابن عمر سے
 صل اور حمام میں جانا اور سایہ لینا گھر سے اور محل سے یعنی کجائے سے جائز ہے و اسو اسطے کہ زمانہ نیا واسطے سایے کے
 سر کے آگے ہمارے نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور عثمان سے یہ منقول ہے روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثناء و کعب
 ثَنَا الصَّلَاتُ عَنْ عَقْبَتَيْنِ صَهْبَانَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ يَأْكُلُ كَبْشَةً قَدْ أَقَامَتْ فَسَطَاطُهُ مَضْرُوبَةٌ وَسَيْفٌ مَّعْلُوقٌ
 بِالْشَّيْءِ يَعْنِي كَمَا خَبَّرْتَنِي أَنَّهُ دَخَلَ مَعِي عُثْمَانُ الْكُوْثَ بَطْنِ كُوفَةٍ فَسَطَاطُهُ مَضْرُوبَةٌ وَهُوَ يَأْكُلُ كَبْشَةً وَهُوَ يَأْكُلُ
 صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا بسبب گرمی کے حج میں روایت کیا اسکو مسلم نے حدیث ام حبیبہ میں اور حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تھے کھال کو خست پر اور اس کے سایہ میں بیٹھتے تھے اور آپ احرام سے ہوتے تھے اور حمام میں جانا درست ہے اسو اسطے
 کہ حضرت عمر نے غسل کیا اور آپ احرام سے تھے روایت کیا اسکو شافعی نے اور روایت کیا اسکو مالک نے نوٹ میں اور نقل کیا حضرت ابوہریرہ
 نے نہ ہونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے صحیحین میں وَاللَّهِ اعْلَمُ صل اور ہمیشہ کی کا باندھنا جائز ہے و اسو اسطے کہ
 یہ اسو اسطے بیان کیا کہ احرام میں سیاہ کپڑا پہننا نہیں جائز ہے اور ہمیشہ کی سی ہونی ہے تو اسکا باندھنا ضرورت کے سبب جائز ہے
 صل اور زیادہ کہ لہیک کو جب رڑ پڑ چکے یا کٹی ہوئی جگہ پر چڑھے یا بچی جگہ میں اترے یا سوارانہ ملاقات ہو اور جب کافرت
 و اسو اسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لہیک سے تھے اور صحابہ کے ان وقتوں میں روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثناء و معاویہ
 عَنْ الْأَخْمَشِيِّ عَنْ حَبِيبَةَ قَالَ كَانُوا يَسْتَحْيُونَ التَّلْبِيَةَ عِنْدَ نِسْتِ دُخْرِ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ اسْتَقْبَالَ بِالْوُجْهِ
 رَأَيْتُهُ إِذَا أَصْبَحَ شَرَفًا وَأَوْحِطَ وَأَدْبَا وَأَذَلَّ يَحْمِلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَيَا شَيْءَ شَيْءٍ صَحَابَةُ يَسْتَحْيُونَ لَهَا كُنْتُ كَوْنًا

اور شافعی سے اس کا جو ضرور ہوگا
 باوجود حدیث میں نہ ہونے کے
 روایت کیا اسکو
 ہشام امام محمد سے اسکو
 مستخرج
 کتب ابن جریر و ترمذی
 مائتا جانا اور اسکو
 سن ابن ابی شیبہ سے اسکو
 مستخرج

۱۱۱

مچھ جگر پینچھ نماز کے اور جب سامنے آئے سر کے سامنے اوکلی ہاتھ بچھ کر چڑھ کر حالتی پر اور جب اتارے تو امین اور بھلا
 کہ یحییٰ بن یمن سے روایت کی کہ ابن عباس سے روایت میں جابو سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نکلا اذ اکیحی رکباً یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جب ملاقات کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے سب
 مقاموں کو سوار کے کہ سب سامنے سے سوار جیسا کہ روایت کیا اسکا ابن ابی شیبہ حص اور جب اٹھل ہو کر کے میں پہلے
 جاو مسجد حرام میں اس وقت اس وقت کہ میں میں ہر کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے سب
 توڑ پھڑتے تھے اور میں دو گھنٹہ قبل بیٹھنے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ آدمیوں کے اور نہیں ہر مضامین کہ جاو مسجد میں رات کو یا دن
 کو روایت کی کہ انسانی لے لے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھل ہو کر کے میں رات کو اور دن کو اور
 میں حص اور جب بیٹھنے کے خانہ کعبہ کو تکبیر تھیل کہ وقت تھیل کے معنی لا الہ الا اللہ کہنا روایت ہر عطا سے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَقْرُورِ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ
 وَكَانَ بِالْقَبْرِ اور اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ سے تبت میں داخل ہونا بغیر حساب کتاب کے مانگے
 کیونکہ دعا قبول ہوتی ہر وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے حص پھر سامنے جاوے حجر اسود کے اور تکبیر کے اور تھیل کے اور اٹھاتے
 دونوں ہاتھ مانند نماز کا اور چوم لیوے اور کو موہ لگا کے اور اگر چوٹا نہ ہو سکے تو پہلے اور کو ہاتھ سے چھو کے پھر ہاتھ چوم
 لیوے اور اگر یہ بھی بوجھ جو مہ کے نہ ہو سکے تو سامنے اس کے جاوے اور تکبیر اور تھیل کے اور تعریف کرے اللہ تعالیٰ کی اور رو
 بھیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رپٹ لیکن سامنے جاوے حجر اسود اور تکبیر کو تا تھیل کو تا حدیث سے ثابت ہر روایت کی ہام
 احمد نے مسند میں سعید بن مسیب سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوکے تم ایک مردی
 ہو سوز مرزومت کرو لوگوں کی نزدیک حجر اسود کے تو ایذا ہو گی ضعیف کو اگر تو خالی پاؤ تو چوم لے اور کو وہ سامنے جاوے
 اور تکبیر تھیل کر اور ہاتھ اٹھانا اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اٹھائے جاوے مگر سات جگہ میں اور ذکر
 کیا انہیں وقت چومنے حجر اسود ذکر کیا اسکو صاحب ہاتھ اور میں ہر قول میں حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ میں یحییٰ بن یمن
 اور چومنا سواں طرح چاہیے کہ اوپر دونوں ہاتھ کے اور موہ لگا کے چوم لے اس واسطے کہ میں میں ہر کہ حضرت عمرؓ نے حجر
 پاس اور چومنا اسکو اور کہا قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو چھو نہ تو ضرر کر سکتا ہے نہ نفع کر سکتا ہے اور اگر میں نہ دیکھا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے جگہ نہ چومتا میں جگہ اور مروی ہر حضرت ابن عباسؓ کہ وہ چومتے تھے حجر اسود کو اور بعد
 کرتے تھے اوپر یعنی سر پنا واسطے چومنے کے اوپر کہہ دیتے تھے اور کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ چومتے تھے اور کو
 نہی کرتے تھے اوپر اور پھر کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اور کو روایت کیا
 اسکا ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور کو روایت کی حاکم نے ابن عباسؓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے چھوٹے
 بعد پوس لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباسؓ اور کہا کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ پوسہ دیا اور کو پوسہ دیا اور کہا کہ دیکھا میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اور کو روایت کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور کو روایت کیا
 حکم ہو تو چومنے سے باز رہتا کہ سیکو ازیت نہوے اس واسطے کہ چومنا سنت ہر اور مسلمان کے لینا دینے ہے

صلی اللہ علیہ وسلم استعوا وان الله كتب عليكم هذا الشئ یعنی روڑو اس واسطے کہ فرما کر یا اللہ نے تم پر روڑنا یعنی روڑنا
 صفا اور مروہ کے اور قبل ہمارے یہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ لا جنتا علیکم ان تطلقوا من ہما یعنی نہین گناہ ہو اور پھر
 طواف کرے وہاں ان دونوں کے ذکر کیا اسکو صاحب ہادی نے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مسند میں اور
 پوری حدیث یوں ہے **صَلَّى يَوْمَ بَرَكَةَ فَصَلَّى بِمَكَّةَ شَكِيهَ سَمْعَنَ حَبِيبَةَ بَيْنَتِ اَبِي جَحْزَةَ اِحْدَى نِسَاءِ نَبِيِّ عَجَلَةَ الدَّارِ اَنَّكَ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ وَالنَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ سَاءٌ حُرٌّ وَهُوَ لَيْسَ بِحُرٍّ حَتَّى آدَسَ لَ
رُكْبَتَيْهِ مِنْ شِدَّةِ مَا لَيْسَ بِهِ وَهُوَ يَقُولُ اِسْتَعُوا اِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمْ الشَّعْيَ اور روایت کیا اسکو
 دارقطنی نے اور طریقے سے کہا صاحب متبع نے اسناد صحیحہ یعنی اسناد اوسکی صحیح ہو اور صفا سے اسو شروع
 کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الصفا والعمرة من شعائر الله یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں ہیں اور فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ وایما لک اللہ یہ یعنی شروع کرو اوس سے جس شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اور شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا سے اپنے
 کلام میں روایت کیا اس حدیث کو لفظ سے انسانی اور داغی نے اور خارج کیا اوسکا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی بن ماجہ مالک وغیرہ نے اوسکی
 یہ بھیر صفا مروہ تک ہوتا ہے پھر مروہ صفا تک سر پھر شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اوسکو ساتویں بار میں مروہ پہ
 اور روایت طحاوی بن کر کہ سعی صفا مروہ تک ہی پھر مروہ صفا تک ایک پھر یہی حاصل ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا ایک
 پھر یہی تو اچھا ہے چودہ پھر ہو گئے اور ختم صفا پر ہو گا اور صحیح اول منہ ہے پھر پھر مقیم ہے مکہ میں اور احرام باندھے ہے سہا اور طواف کے
 خانہ کعبہ نماز چاہے اس واسطے کہ طواف مثل نماز کے ہو اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے الطواف بالبيت صلوٰۃ یعنی طواف خانہ کعبہ مثل نماز کے ہے **لَا اَنَّ اللَّهَ اَحَلَّ فِيهِ الْمَسْطُوعَ فَمَنْ تَطَوَّعَ**
فَلَا يَسْطُوعُ وَلَا يَتَجَوَّعُ یعنی حلال کیا اللہ تعالیٰ نے اوس میں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نہ کرے مگر یہ حدیث مرفوع
 اور موقوف دونوں طرح مروی ہے لیکن مرفوع سور روایت سفیان سے اٹھوں نے عطاء بن سائب سے اٹھوں نے طاؤس سے
 اٹھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو عاکم اور ابن حبان اور کمالا اوسکو بھیجی نے روایت موسیٰ بن امین اٹھوں نے لیث بن ابی سلم
 اٹھوں نے عطاء سے اٹھوں نے طاؤس سے مرفوعا ساتھ اوسی لفظ کے اور روایت کیا اٹھوں نے اوسکو اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو
 ثقافت سے موقوفاً لیکن عطاء بن السائب ثقہ ہے اور زبانی ثقہ کی قبول ہے اور حفظ اوسکا اخیر میں متغیر ہو گیا تھا اور جسے اوس
 قبل تغیر کے سنا تو روایت اوسکی صحیح ہے اور سفین نے اوسے قبل تغیر کے سنا ہے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے طاؤس سے اٹھوں نے
 ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الطواف بالبيت صلوٰۃ **فَاَقْلَوْا فِيهِ الْكَلَامَ** یعنی طواف خانہ کعبہ کا
 نماز ہو سو کہ کرو اوس میں کلام صر اور خطبہ ہے امام کے میں ساتویں تاریخ اور سکاٹے اوس میں طریقے حج کے مثلاً انکسار
 معنی کے اور نماز اور کھڑا ہونا عرفات میں اور افاضہ یعنی کوٹنا اوس جگہ سے انکے سبکے طریقے بتلائے اور دوسرا خطبہ یوں تاریخ و
 عرفات کے اور تیسرا خطبہ گیارہویں تاریخ منی میں تو ہر خطبہ میں ایک دن کا فاصلہ چاہیے **فَالْيَسَاءُ** انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک منی دن برابر خطبہ پڑھے آٹھویں تاریخ سے
 دسویں تک صر پھر نکالے صبح کے وقت دن ترویہ کے یعنی آٹھویں تاریخ و پھر کے امیر ترویہ کے معنی سیار کرنے کے ہیں

عطاء بن سائب

سنت کی اور تہجد پڑھنے کے لئے کھڑی پانچ گز تک جائے ایسے ہی روایت کی سن سے امام ابو حنیفہ سے اور اگر کھڑی کو چھینکاؤڑ
 گڑھی قریب ہجر کے کافی ہو اور اگر وہاں دور جائے پھر بھی نہیں جائز ہے حص اور موقوف کرے لیکر کو جب اول کھڑی ہو کر
 وقت اور اول اسکی اور پھر گزری حص پھر فوج کرے اگر چاہے پھر قمر کرے اور طلق نفل ہفت اور قربانی کرنا اس حج میں
 لازم نہیں لیکن اگر چاہے تو کرے روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے
 منی میں ہوئے جبر کے پاس اور رمی کی پھر اپنے مقام پر آئے منی میں اور قربانی کی پھر کہا واسطے حجام کے لئے اشارہ کیا طواف
 دہری طرف کے پھر بائیں طرف پھر شروع کیا اپنے دنیا بالون کا لگوں کو اور اسی طرح پڑھنا سنت ہے حص اور طلال ہوئیں
 اوسکے واسطے سب چیزیں مگر عورتیں وقت اور امام مالک کے نزدیک خوشبو لگانا بھی درست نہیں اور ہمارے نزدیک حلال ہے
 دلیل امام اسکی یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک میں عبد اللہ بن زبیر سے کہ انھوں نے سنت حج کی بیات ہو کر جب می کر چکے جوہ کی
 حلال ہوئیں اوسکو سب چیزیں سوا عورات اور خوشبو پھر ان تک کہ زیارت کرے خانہ کعبہ کی اور کما حاکم نے صحیح ہے اور شہید بخاری
 وسلم کے اور قول صحابی کا سنت ہے کہ حکم میں ہوا و غیر سے کہ انھوں نے اذ ار مبلوۃ البصرۃ فقد حل لکم ما احلکم
 الا النساء والیطیب یعنی جب می کر چکے تم جوہ کی تو حلال ہوئیں واسطے تمھارے جو چیزیں حرام ہوئیں تعین سوا عورتوں اور
 خوشبو کے اور اسناد اوسکی منقطع ہے ذکر کیا اوسکا شیخ تقی الدین امام میں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی نسائی اور ابن جہ نے
 سفیان سے انھوں نے سلمہ بن یحییٰ سے انھوں نے حسن بن عیسیٰ سے کہ انھوں نے جب می کر چکے تو حلال ہوئیں تمھارے لیے سب
 چیزیں مگر عورتیں کما ایک شخص نے کہ خوشبو بھی حلال ہے سو فرمایا انھوں نے کہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ کر کہ تم سر کو اپنے پیشانی
 تو کیا مشک خوشبو یا نہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ سے کہ لثما وکعب عن ہشام بن عروۃ عن عروۃ عن عائشہ
 عنہا علیہ السلام اذ اذی احدکم جھۃ العقبة فقد حل لہ کل شئ عدا النساء یعنی فرمایا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے کہ جب می کر چکے کوئی تم میں سے جھو عقبہ کی تو حلال ہوئیں اوسکے واسطے سب چیزیں مگر عورتیں اور نہیں ذکر کیا خوشبو کو اور
 روایت کیا اوسکا ابو داؤد نے اور اسناد میں اوسکی حجاج بن ارطاة ہے اور وضعیف ہے اور روایت کیا اوسکا دارقطنی نے اور اسکی حجاج
 حجاج ہے اور کہا انھوں نے کہ نہیں روایت کیا اوسکو مگر حجاج بن ارطاة نے کہتا ہوں میں کہ ایک دلیل قوی ہے اس باب میں کہ یہ سنت
 کی بخاری و مسلم نے حضرت عباس سے کہ انھوں نے خوشبو لگائی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت احرام کے جب احرام باندھا
 اور دن قربانی کے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور وہیں مشک تھی پھر طواف کرے زیارت کا کسی دن میں ایام نحر کے سات با
 بغیر نعل و سبکی کے اگر شیتیر نعل و سبکی کر چکا ہو ورنہ نعل و سبکی بھی کرے اور اول وقت اوسکا بعد طواف فجر کے ہوں نحر کے اور وہی
 طواف کرنا افضل ہے اور حلال ہیں اوسکے واسطے عورتیں تو اگر تاخیر کی طواف کی ایام نحر سے مکروہ ہے اور واجب ہوتی ہے قربانی
 پھر کئے منی میں اور جب سہ دن نحر کا ہو تو بعد زوال آفتاب کے رمی کرے تین حجروں کی شروع کرے اوس جس سے جو نزدیک
 سبکی خیف کے پھر جو اوس نزدیک ہے حجرۃ العقبہ پر سات سات بار اور تکبیر کہے ساتھ ہر کھڑی کے اور وقوف کرے بعد ازاں
 رمی کے اور دوسری رمی کے نہ بعد عیسری تک کے اور نہ بعد رمی کے دن نحر کے اور وہاں تک پھر دوسرے دن ایسا ہی کرے
 پھر بعد اوسکے ایسا ہی اگر ٹھہرے اور یہ اچھا ہے اور اگر پہلے کیا رمی کو چھتے دن زوال پر جائے اور درست ہے اور سکون وہاں چلا جانا

حج سے پہلے منی میں چھینکاؤڑ کرنا سنت ہے
 منی میں چھینکاؤڑ کرنا سنت ہے
 منی میں چھینکاؤڑ کرنا سنت ہے
 منی میں چھینکاؤڑ کرنا سنت ہے
 منی میں چھینکاؤڑ کرنا سنت ہے

حجاج بن ارطاة

اسو سے کہ یہ طوان دواع یعنی خست کا ہی اور کے کے کو گئے سے خست نہیں ہوتے ہیں صلی پھر مویے پانی زمرم کا
 رایت روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پانی دنیا میں پانی زمرم کا ہی کہ اوس میں کجا ہوا
 سیر کرنے والا اور شفا ہی ہمار کی یعنی پانی زمرم کا جس کا شخص سیر ہوگی بہت سی بیماریاں خد او سکوا پنی قدرت سیر کر تا ہوا ہوتا
 کیا اس حدیث کو طبرانی نے صحیح کبیر میں اور اوی او سکے ثقہ میں اور روایت کیا اوسکا ابن حبان نے بھی آخر حدیث تک اور روایت
 کی ہزار نے ساتھ اسناد صحیح کے ابو ذر غفاریؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمرم کا کھا نا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہر
 بیمار کی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ مروی ہے کہ ہم نام رکھتے تھے زمرم کا شبا عہ یعنی سیر کرنے والا اور ہم پاتے تھے اوسکو اچھی ہر
 عیال و طفل بر یعنی وہ اگر بچہ کے ہوتے تھے تو اوسکے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے کبیر میں اور اسناد اچھی
 صحیح ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ مروی ہے کہ انا شرب لکذا ان شرب لکذا لتشفى شفاک اللہ فی ان
 شرب لکذا لتشفى شفاک اللہ فی ان شرب لکذا لتشفى شفاک اللہ فی ان شرب لکذا لتشفى شفاک اللہ فی ان
 سقی اللہ انتم عیال یعنی پانی زمرم کا جس واسطے پیا جاتا ہے اوس کے واسطے ہوتا ہے اگر پیے تو اوسکو شفا کے لیے شفا دینا کجا کجا
 اللہ تعالیٰ اور اگر سیر ہو سکے واسطے یہ سیر کر کجا کجا اور اگر پیاس سے قوت ہونے کے لیے پیو تو قوت کر دیا پیاس کو سیری اللہ تعالیٰ
 اور وہ یاقون مارنا حضرت جبریلؑ کا ہی اور پانی پلانا اللہ کا حضرت اسماعیلؑ کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور سکوت کیا اوس
 باوجود کہ شیخ ابو کا اوس میں عمر بن حسیب شہانی ہر طعن کیا او بیرونی نے سبب سکوت کرنے اونکے کے اوس حدیث پر ہوا
 اس بات کے کہ نہایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہے اوسنے کہ کاذب کہا اھنوں اوسکو اور اوسکے واسطے اور طعن میں اور
 کہ اگر یہ حدیث اس حدیث سے باطل ہے نہیں روایت کیا اوسکو ابن حنیبل نے بلکہ معروف حدیث جابر کی ہے روایت حضرت
 اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں اور زیادہ کیا فی ان شرب لکذا لتشفى شفاک اللہ فی ان شرب لکذا لتشفى شفاک اللہ فی ان
 دان حالیکہ پناہ مانگنے والا ہی پناہ دیا اللہ کو اور تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب پیے پانی زمرم کا فرماتے اللہ تعالیٰ ان شرب لکذا
 عالمنا نافعاً و رزقاً و سعاداً و شفاءً میں کل داء اور اس حدیث کی صحت میں کلام ہے بیان کیا اوسکو ابن الہمام نے اور
 طول کیا اس حدیث کی صحیح اور تعدیل میں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے بہت طریقوں سے اور پیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم نے پانی اوسکا اور آپؐ اوس میں ایک انکال کے کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اوس میں ڈال دیا روایت کیا اوسکو ازرقی نے تاریخ میں
 اور ابن سعد نے طبقات میں اور بعض راویوں میں ہے کہ آپؐ اوس میں تھو کر دیا تھا اس سبب اوسکو یہ عزت اور شرف حاصل ہوا
 روایت کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباسؓ سے پھر بوسہ دینے سے جو کھٹ کو اور کھے سینہ پیا اور موندہ پناہ مقرر ہوا اور مقرر
 درمیان حجر سودا اور دروازہ کے ہی اور پردہ کے کچھ کا ہاتھ میں پکڑ کر روتا ہوا دعا مانگے نہایت عجز و زاری اور وہاں حضرت کریمؐ ہوا و ہوا
 کعبہ کی منافقت اور جدالی میں اولے پانوں کو لے یعنی پشت اوس طرف کر کے کوٹے روایت کی ابو داؤد و ترمذی
 کہا کہ طوان کیا سینے ساتھ عبداللہ کے توجہ لے ہر تھپتھپے کعبہ کے کہا سینے کیا نہیں پناہ مانگتے ہو کہا کہ پناہ مانگتا ہوں میں
 و ریح سے پھر گئے اور بوسہ دیا حجر سودا کو اور کھڑے ہوئے درمیان کن اور باب کے سور کھا سینہ پناہ اور موندہ اور دونوں ہاتھ اور
 دونوں کف کو اور کشادہ کیا اونا کو پھر کہا ایسا ہی دیکھا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے

عمر بن حسیب شہانی

یاد رہے کسی رخت کی باندھ دینے سے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہوتی ہے یعنی کبھی من جاتی ہو اور اسکو تکلیف دینے سے کہتے ہیں جس انگلی سے
 مہر یا نذر کی تختی یا باندھنا تھا اسکا کلام اس میں یا ان کے لئے مثل قربانیوں کے سبب جنایت کے جو اگلے سال میں وسیع واقع ہوتی
 تھی اس سے یعنی یہ قربانی یا باندھنا تھا کہ اس سے احرام میں نہ سکا کر نہ احرام ہو اور اگر کسی سے تو بڑا بڑا سے
 اور جو بالو قربانی کرے اور جنایات کی بیان کے آویجا حاصل اور وہ ارادہ کرتا ہو حج کا یا قربانی بھیجے سو اسے کہ وہ تمتع کا
 ارادہ رکھتا ہے اور متوجہ ہو اساتحاد میں قربانی کے لئے شریفیت کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا البکر کہتے ہیں کہ محرم ہو گیا
 اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَلَّدَ بَكَائَةً فَقَدْ أَحْرَمَ یعنی جس نے تعلق کی بدنہ کی ہو
 جو محرم ہو گیا اور یہ حدیث ہذا میں ہے اور مرفوع نہیں پائی گئی ان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن عباس
 اور ابن عمر سے اور کا قول در نکالا سعید بن جبیر سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ تعلق کی تختی او سے بدنہ کی سو کہا انھوں نے
 اس شخص نے احرام باندھا اور وارد ہوا مثل اس کے حدیث مرفوع میں نکالا اسکو عبد الرزاق نے اور روایت کی بزار نے سند
 میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کو اور طبرانی نے قیس بن سعید سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اگر اشعار کیا
 ایک طرف سے اونٹ کی کو ان میں بائیں طرف چبوتا معلوم ہو کہ یہ ہی ہوا اسکی چٹھ پر چبول کو ٹالا یا تعلق کی کبری کی محرم ہو گا
 اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک کرہ ہے اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہے اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے
 اور کچھ سابقہ نہیں اور میں اور جویا لے سے سو اسے محرم نہیں ہوتا کہ وہ اسے حفاظت کرنے لکھیں وغیرہ ہوتی ہے تو حج کے
 افعال میں اسکا شمار نہیں ہے اور اگر نہ بھیجا تو محرم ہو گا جب تک کہ خود اسے مل نہ جائے اور اگر ساتھ نہوا بدش کے بلکہ فقط
 اسکو بھیجی یا محرم ہو گا اور جب ملجا ویکتا محرم ہو جاوے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کرتی تھی میں وہ بدش رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے قدامد بھیج دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکا اور طلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہے بہت حدیثوں صحیح میں روایت کیا اسکو بخاری نے
 اصل اور بدش اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں اس اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہمارے نزدیک
 اور بیل ہی بھیجا دو اون درست ہیں اور شافعی کے نزدیک سو اونٹ کے درست نہیں اور ولید بن ابی حمزہ القدیری کو زین

باب قرآن اور تمتع سے بیان میں

قرآن آٹھ روز سے تمتع سے تمتع جتنا چاہیے کہ حج مفرد کا میان تو گزرتا ہے اور حج مفرد اسکو کہتے ہیں کہ تمہارا حج کا
 اس طرح پر کہ اس سال میں عزت کرے یا بعد یا حج یا بل شوال سے کہیے اور تمتع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عمر سے کہ افعال کے ناج کے
 مہینوں میں اور بل طمن جانے کے بعد فاع مونس کے عمر سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کے حج بھی اور اگر نالیکم اگر قربانی نہ
 لے ہو تو اسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہیں اور تمتع نام اسکا اسو ہے کہ تمتع نافذ ہو گیا اسکا ہر اون چیزوں میں جو احرام
 میں ممنوع ہیں در میان احرام عمر اور حج کے خلاف قرآن کرنے والے کے کہتے کہ وہ اگر بعد عمر سے کہ کوئی جنایت کرے یا قربانی لازم
 آوے گی اصل اور قرآن اسکو کہتے ہیں کہ لیک کہنا ساتھ حج اور عمر سے کہ ایک یا دین بیقات سے تمتع اور قرآن آٹھ روز سے تمتع سے
 اور اگر سے ہمارے نزدیک تمتع افضل ہے اور سے کیونکہ رست کی طہارت سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اھل بیت اھل بیت اھل بیت
 اھل بیت اھل بیت یعنی اھل کو یعنی بلند کردارین اپنی ساتھ لیک کے واسطے حج اور عمر سے کہ ایک ساتھ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پس تم مکہ سے آگے کے لیے ہر شہر ثابت ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین سے نکالا اوسکو دارقطنی نے محمد بن علی ہارونی انصاری علیہ السلام سے روایت کیا۔
 بن داؤد سے انصاری نے شعب سے انصاری نے حمید بن مطرف سے انصاری نے عمران بن حصین سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے دو طواف
 اور سعی کی دو بار اور محمد بن یحییٰ کہ دارقطنی نے تفسیر میں ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات میں سوا اسکے کہ دارقطنی نے اس حدیث
 میں اسکی طرف وہم کی نسبت کی ہے اور کہا کہ صواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا ساتھ حج اور عمرے کے اور نہیں فرمایا
 اور میں بھی اور طواف کا اور محال یہ ہے کہ ذکر سعی اور طواف کا زیادت پر اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے علاوہ اسکے مروی ہے
 یہ ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کہ ابن ابی شیبہ نے ثمالہ بن اسید عن منصور بن زاذان عن احمک عن زیاد بن مالک کہ
 عَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُودٍ قَالَا فِي الْقِرَاءِ بِطَوَافٍ طَوَافَيْنِ وَيَسْعَى سَعَتَيْنِ فَوَقَّعَ لَأَنَّ أَكْبَارَ الصَّحَابَةِ عُمَرُ
 وَعَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَوَعَثَّ ابْنُ مَحْصَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَإِنْ عَارَضَ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ سِرًّا وَآيَةً وَقَدْ هَبَا
 رِيَاءً غَيْرَهُمْ وَمَنْ هَبَا كَانَ قَوْمٌ لَهُمْ وَرِوَايُهُمْ مُقَدِّمَةٌ مَعَ مَا يُسَاعِدُ قَوْلَهُمْ وَرِوَايُهُمْ مِمَّا
 اسْتَقْنَى فِي الشَّرْعِ مِنْ ضَمِّ عِبَادَةٍ إِلَى أُخْرَى أَنَّهُ يَفْعَلُ إِذَا كَانَ كُلٌّ مِنْهُمَا هَذَا مَا قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ لُحَيْمٍ
 فِي حَاشِيَةِ لِيَدَايَةِ صِرَافٍ قُرْبَانِي كَرِهَ قُرْآنَ مِثْلِ بَعْدِ رَمِي كَرِهَ قُرْآنَ مِثْلِ بَعْدِ رَمِي كَرِهَ قُرْآنَ مِثْلِ بَعْدِ رَمِي
 روزہ اور نماز کے دن ہو یعنی ساتویں تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزہ بعد حج کے رکھے جہاں چاہے یعنی ایام
 تشریق کے کہ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اور قربانی یا بکری ہو یا گائے ہو یا اونٹ ہو یا ساتواں حصہ سے یا اونٹ کا ہونے
 اسوئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ يَفْعَلْهُ فِي بَيْتِ اللَّهِ أَوْ يَبْدِلْهُ فِئَافِئًا
 اور تمتع بھی مثل قرآن ہے اور روزہ رکھنا بھی قرآن کی مانند ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ
 إِذَا رَجَعْتَ إِلَى بَيْتِكَ عَشَى فَكُلْ مِنْهُ يَوْمَ تَذْكُرُ يَوْمَ تَذْكُرُ يَوْمَ تَذْكُرُ يَوْمَ تَذْكُرُ يَوْمَ تَذْكُرُ يَوْمَ تَذْكُرُ
 یہ سات روزہ پورے صحت تو اگر فوت ہو گئیں روزہ مقرر ہوئی قربانی یعنی پھر قربانی کرنا ضرور ہے اور امام شافعی کے نزدیک
 بعد حج کے یہ روزہ رکھنے اور قربانی واجب نہیں اور امام مالک کے نزدیک ونحی دونوں میں روزہ رکھنے اور ذلیل ہماری یہ ہے کہ جب عمرے
 کے دن تک روزہ نہ رکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہو اور جب چار دن گزر گئے تو اب جو روزہ رکھیں گا تو حج میں نہوگا اور اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا فَيَصِيَامُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ يَعْنِي رُكُوتَيْنِ حَجَّ مِثْلِ جِزِينَ جِزِينَ حَجَّ مِثْلِ جِزِينَ حَجَّ مِثْلِ جِزِينَ حَجَّ مِثْلِ جِزِينَ حَجَّ مِثْلِ جِزِينَ
 وقوف کیا عتات میں باطل ہوا عمرہ اوسکا اور واجب ہوئی اور سپر قربانی عمرے کے ترک سے اور ساقط ہوئی قربانی قرآن کی اور
 واجب ہوئی قضاء عمرے کی یعنی عمرے کو ترک کیا اوستے کیونکہ طواف نکلیا اور کھول ڈالا احرام بغیر اوسکے تو واجب ہوگی
 اور سپر قربانی اور قربانی قرآن کی واجب نہوئی کیونکہ قرآن اوس جگہ پایا نہیں گیا جس اور تمتع بہتر ہے حج مفرد سے اسوئے
 کہ تمتع میں جمع ہو دو عبادتوں کی مثل قرآن کے صحت اور تمتع یہ ہے کہ احرام باندھے عمرے کے لیے میقات سے حج کے
 مہینوں میں اور طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا قصر کرے اور وقوف کرے لیکر کو اول طواف میں عمرے کے پھر
 احرام باندھے حج کا دن ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہے اور حج کرے مفرد کے مانند جیسا کہ گذرا اور ایسا ہی کیا تھا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق اور قصر کرنا امام مالک کے نزدیک نہیں ہے اور ذلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی معاویہ نے

کہ تشریفاً تھامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمر سے میں تھا قالہ اعلم اور لبیک کو اول طواف میں موقوف کرے اسکا
 کہ روایت کی ترمذی نے ابن عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمر سے میں جب بوسہ دیتے تھے چہرہ پر
 اور کہا ترمذی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اسکو ابوبکر نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہے موقوف کرے والا کہ
 چہرہ پر اسکا اور یہ حدیث میں جبت میں امام مالک پر کہ نزدیک اسکا لبیک کو وقت دیکھنے یا ایک کعبہ کے موقوف کرنے میں موقوف ہو کر
 کہ رمل کے طواف زیارت میں اوجھ کرے بعد اسکا اور اگر متمتع سے قبل چلے منی کے بعد حرام کے طواف کیا اسکا یعنی کی تو طواف
 زیارت میں نہیں کرے اور نہ سعی کرے بعد اسکا اسواسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور وہ سپر لازم ہے قریح کرنا اور نہ کافی ہوگی
 اس قربانی دن شکر کا اور اگر عاجز ہو اس روز رکھے مانند قرآن اور تین روز رکھنا جائز نہیں بعد حرام کے نہ قبل حرام اور نہ
 انکی مستحب ہی یعنی تین روز جو رکھے جائے میں جسکو قربانی سے سر ہو تو اسکو بعد حرام کے حج کے مہینوں میں رکھنا اور
 حدیث ہے انفسہ میں کہ تاخیر کرے اس طرح کہ تین روز پورے رکھے اور اخیر روز عرفہ کے دن پورے اور اگر متمتع قربانی کو ہاگنا چاہے
 اور فیصلہ ہے حرام یا نہ اور اپنی ہی کو چاہا اور سو ف یعنی تیچے سے بدی کو ہاگنا افضل ہے اسکو گائے چل کے کھینچنے سے اور اسکو
 قود کہتے ہیں اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذوالحلیفہ میں اور ہاگنا آپ کی ہانکی جاتی تھیں آگراونکے
 مگر جب سو ف ہی نہ چلے تو قود کے حص اور تقلید کرے یہ کہ اور یہ اولی تحلیل سے اس تقلید کے معنی بیان کیے ہیں
 اور ف کا کہ گلے میں جو تاوشہ ان غیر ذوالیہ سے اور تحلیل جھولنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہوگی تحلیل افضل ہے تحلیل سے
 اسواسطے کہ حدیث میں تقلید لازم ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَدِيثَ مَثَلًا وَلَا تَزِدْ لَهُ مِثَالًا اس اور تحلیل سے محرم نہیں ہوتا
 جب تک لبیک نہ کہے اور تقلید سے جو باتا اور مکر وہ ہے شعاری یعنی جیر دینا کو ہاگنا اور ف کا بائیں طرف سے اور اگر کرے تو بائیں طرف
 سے ہوا سٹے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیز مارا اسکی بائیں طرف میں قنہ اور الہی طرف میں اتفاقاً اولام ابوحنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ نے مکر وہ رکھا اسکو کیونکہ مشابہ ہے مشل کے ف اور مشل کے معنی تکلیف دینا اور منع کیا اس سے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کہہ سکتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں مگر منع کیا ہاگنا مشل سے اور مشل
 حرام ہے قریب میں جسکا قتل واجب ہے تو کیونکہ نہ ہوگا قربانی میں حص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسواسطے کیا تھا کہ
 مشرکین قرض کرتے تھے ہرایا سے مگر حسب شعرا کرتے تھے تو باز رہتے تھے اس واسطے کہ ہاگنا مکر وہ رکھا امام ابوحنیفہ نے
 اشعار کو اپنے زمانے کے لوگوں کے واسطے کیونکہ وہ آپین ہاگنا کرتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوتا اس سیرت رحمہم اور بعضوں نے
 کہا ہاگنا اختیار کیا اسکا تقلید پر مکر وہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہے ہاگنا
 جامع ترمذی میں کہ تھے تھے ایک جگہ کعب اور حدیث بیان کی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ استعار کیا آپ نے اور کہا کہ
 کہتے ہیں کہ اشعار متلہ ہو کہا ایک شخص نے ابوہریرہ سے کہ اشعار متلہ ہو تو نہایت سخت ہو و کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ
 تجھے حدیث بیان کرنا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو میان کرتا ہے اسکا متلہ میں قیام الہیہ میں اس لیے کہ یہ کہہ دیا جاوے تو غیر خدا
 پر ہر جگہ کہتا ہے تو اس میں اس سے اتنی اور عجب ہے کہ نہ تو کعب کا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص بیان کرتے تو اسکا متلہ
 کہتے کہ ہر کتب کا قول خالص اسکا بیان کرتے تو انکو متنبیہ ہوا اسواسطے کہ معارضہ کرتا ہر قول غیر کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابن عمر نے

اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص ہاگنا کرے تو اسکا حصہ اسکو ملے گا اور اگر کوئی شخص ہاگنا نہ کرے تو اسکا حصہ اسکو نہیں ملے گا

باب جنایات کے بیان میں

اگر خوشبو لگائی محرم نے کسی عضو کو یا نصاب کیا سکا ساتھ منہ کی یا تیل لگا یا تیل کو کسی عضو میں اور میل فالس کر
 نریتوں کا تیل تو وہ جب ہو گا تو مذکور ایک امام ابوحنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ و ہب یا اولاد میں شافعی کے نزدیک اگر تیل کو بالوں میں
 استعمال کیا تو وہ جب کا دم اور اگر استعمال کیا اسکو اور جب میں تو وہ سپر نہیں نا اگر تیل خوشبو دار ہے تو یہ سے تیل ہفتہ کا تو وہ جب ہو گا دم
 بالاتفاق استوجب کے ایسے ہوئے کپڑے کو پہنا یا چھپا یا سر کو ایک دن تک یا سٹایا یا چھائی سر کو یا پھینے لگانے کی جا کے بال ہونے کے
 یا ایک نعل کے بال یا دو نعل بال زیر ناف کے یا گردن کے دور کے یا ناخن ہاتھوں کے کٹے یا پیروں کے ایک مجلس میں یا ایک ہاتھ یا ایک پیر
 یا طواف قدم کیا یا طواف منہ کیا اور وہ جنب یا فرض وقت سے نہ کیا یا طواف غایت قبل امام کے یا ترک کیا طواف زیارت میں ایک
 پھیر یا دو پھیر یا تین پھیر کو نہ اگر تین پھیر سے زیادہ ترک کیا تو محرم ہر پھیلاں تک کہ طواف کرے یا ترک کیا طواف صد کیا یا چار پھیر اور اگر
 کیے جاسی کو ترک کیا یا قوت مردانہ کو یا سب می کو یا ایک ن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور وہ رمی ہر مرد عقبہ کی من نحر کے یا اگر کو
 اس کے ترک کیا سٹایا یا کٹا یا یا چھینا ترک کیں اور باقی چھینکیں یا قاتل کیا زمین جل میں یا حج کے یا عمر کے یا سو کے یا خلق چاہے سنی میں
 اور وہ حرم میں داخل ہو جو عمر کے والے نکل گیا حرم قبل حال ہے کہ اور پھر یا حرم میں تو وہ سپر نہیں اور حج اگر نکلے اگر ایسا کیا
 تو وہ سپر لازم آوے گا یا وہ سپر لازم ہو یا نہ ہو یا تاخیر کی خلق کی یا فرض طواف کی یا عام شری سے یا ایک فعل کو دوسرے مقدم
 کیا مثلاً خلق کیا قبل حج یا قربانی کی قربان کر کے والے قبل ہی یا خلق قبل فسخ کے تو ان سے بعد رتوں میں سپر لازم ہوتا ہے یا قربان پر
 دوم لازم ہونگے اگر خلق کیا اس سے قبل فسخ کے ایک دم تو خلق کو قبل اس کے وقت کے اور ایک منہ سے تاخیر کا خلق سے اور نزدیک اس میں سے
 ایک م لازم ہو گا اور اگر شری یا من کی ضرورت محرم سر یا تمام بدن کو ڈھانپے ایسے ہوئے کپڑے پہنے جب تک کہ ضرورت آتی
 ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہو اگرچہ ایک قمیض کی ضرورت وقت و دوپہر بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عام بھی باندھ
 اور اگر ایک عضو کے ٹھکنے کی ضرورت کے وقت وہ عضو کو چھپا یا جیسا کہ ٹھکانے کی ضرورت تھی گرتا بھی پہنا یا فقط ایک وقت ضرورت
 تھی انے ضرورت دوسرے وقت بھی کر دھا کا تو وہ کفارہ لازم آوے گا اور اگر خوشبو لگائی کم ایک عضو سے یا چھپا یا سر یا سیاہوا
 کپڑا پہنا ایک دن کم میں یا منہ اس کو چھائی سر سے یا کمرے ناخن کے پاؤں سے یا پاؤں متفرق یا طواف قدم اور صدقہ کا یا صدقہ
 یا سات پھیروں میں یا طواف صدقہ تین پھیر ترک کیے یا تین پھیر میں ایک کی رمی ترک کی یا منہ اور دوسرے شخص کا صدقہ دو دفعہ
 صاع کیون اور اگر خوشبو لگائی یا منہ اور دوسرے شخص کے یا منہ دوسرے میں صاع عام سپر سکینوں پر یا تین روز کے اور اگر اس سے
 وطنی کی اگرچہ چھوٹے سے قبل قوت عرفات کے جو فرض ہو یا طواف ہو یا گناج اسکا اور حج کر یا چلا جاؤ اور حج کرے اور پھر قضا کرے حج کی
 اور یہ لازم نہیں کہ عورت کو چھوڑے حج کی تھا میں اور نزدیک امام مالک کے چھوڑے اسکو جب تک کہ میں دونوں اولاد میں نہ کرے نزدیک
 حرام باندھیں اولاد میں شافعی کے نزدیک سب آدم کو بیچے جہاں جماع کیا تھا اس سے چھوڑے اسکو اور اگر وطنی کی بعد وقت کے
 تو نفاس ہو گا حج اسکا اور وہ جب ہو گا بد نہ اور وطنی میں بعد خلق کے ایک بکری لازم آتی ہو اگر اس سے چار پھیر طواف کر لے
 اور بعد اس کے جماع کیا تو نفاس نہ ہو گا اور واجب ہو گا فسخ اور اگر قبل اس کے کیا نفاس نہ ہو گا تو کرنا چلا جاؤ اور فسخ کرے اور پھر اس کے
 تو اگر قتل کیا حرم صبی کو یا بتایا اس کے قاتل کو اول بابا دوسری بار چھوٹے سے یا قصہ سے تو وہ سپر سبکی تیر لازم ہو اگرچہ جانور نہ ہو

یا تو اسکا
 یا منہ و سر و پا
 یا منہ و سر و پا
 یا منہ و سر و پا
 یا منہ و سر و پا

حلال

ایک ہی دم لازم ہو اور جو شخص سوچے کہ دونوں حرم میں ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کامل جزا لازم ہو اور اگر ایک صید کو حرم میں دو شخصوں نے کہ دونوں حلال میں اور حرام میں ہر ایک جزا نصف نصف لازم ہو اور اگر پہلا حرم کسی صید یا خریدا ہو تو سب بالکل اور اگر خریدا ہو تو کھانا اور کھانا حرام ہو اور اگر کسی نے کچھ کھانا یا کھانا کو فروق اس کے جتنا کھایا قیمت میں بی بی بی بی اور جو اس کو فروق کیا ہے کسی حرم میں کھانا ہو اس کو دوسرے حرم میں لانے والے کو قیمت اس کی لیکن اس پر کھانا اور کھانا حرام تھا اور اگر کسی نے ایک حرم میں کھانا لیا اور اس کو ایک سچے جنا اور پھر کھانا لیا اور ہر بی بی بی گئی تو کھانا دوسرے حرم میں جزا لازم ہو اور اگر اس کی جزا دی اور پھر کھانا دوسرے حرم میں لازم ہو اور پھر بی بی کی

باب میقات سے آگے جانے میں بغیر حرام کے

ایک قاتی ہو اگر ارادہ رکھتا ہے حج کا یا عمرے کا اور تہا و زکیا اور سے میقات سے بغیر حرام کے لازم آوے گا اور سپردم اور جو لوٹ آیا طرف میقات کے اور حرام باندھا تو ساقط ہو جائیگا اور اس سے دم بالاتفاق یا وہ حرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا یا نہیں لایا تھا اور آیا طرف میقات کے اور ایک کئی تو ساقط ہوگا اور اس سے دم نزدیک بھار اور لام زفر کے نزدیک نہیں ساقط ہوگا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلاً طواف شروع کر چکا تھا یا وہ ساقط ہوگا یا طواف میقات کے لیکر تہا و زکیا نہیں ساقط ہوگا اور اس سے دم اجماعاً اور لیکر کی قید اس سے ہے کہ اگر لوٹ آیا طرف میقات کے اور لیکر تہا و زکیا نہیں ساقط ہوگا اور صاحب کے نزدیک دم نہیں ساقط ہوگا اور صاحب کے نزدیک ساقط ہو جائیگا اور اسی طرح مکے کا پہننے والا جو ارادہ رکھتا ہے حج کا اور تمتع جو داغ ہوا عمرے سے اور مکے گئے دونوں حرم اور حرام باندھا انھوں نے تو لازم آوے گا دم اور ان دونوں پر سوچا کہ میقات ان دونوں کا حرم ہے اور اگر کوئی کو فہم کا پہننے والا بیتان میں داخل ہوا کسی حاجت کیو اس سے تہا و زکیا لے کر داخل ہونا مکے میں بغیر حرام کے جائز ہے اور میقات اس کا بیتان ہے یا نہ اس کے جو بیتان میں رہتا ہے اور بیتان نبی عام کا ایک مقام ہے داخل میقات کے اور خارج ہر حرم ہے تو اگر کسی شخص نے جو بیتان کا پہننے والا ہے یا وہ بیتان داخل ہوا تھا حرام باندھا انھوں نے حل سے اور وقوف کیا عرفے میں تو کچھ حرج نہیں اس سے کہ حرام باندھا انھوں نے اپنی میقات سے اور جو شخص داخل ہوا مکے میں بغیر حرام کے لازم ہو اور سپردم حج یا عمرہ تو جب داخل ہوا مکے میں بغیر حرام کے پھر لوٹ آیا طرف میقات کے اسی سال اور حرام باندھا حج کا اور سبب جیسے مذکور کی گئی اور حج کی تو ساقط ہوگا اور سپردم جو واجب ہوا تھا اور سپردم داخل ہونے کے میں یا حرام اور وہ حج تھا یا عمرہ تو یہ حج کافی ہو جائیگا اور اس سے اور اگر بعد اسی سال کے کیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی ہوگا اور جس نے تہا و زکیا اپنی میقات سے اور حرام باندھا عمر کا اور فاسد کر دیا اس کو عمرہ کرا چلا تھا اور پھر قصدا کرے اور نہیں ہو دم و سپردم سبب ترک کرنے حرام کے میقات میں اور جو مکے کا پہننے والا ہے اور طواف کیا اور سے واسطے عمرے کے اور ابھی ایک پھر کیا تھا کہ حرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم ہو اور سپردم اور حج اور عمرہ اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر چاہے پھر کر لے تو ترک کرے حج کے حرام کو سب کے نزدیک اگر تمام کر لیا اور ان دونوں کو یعنی عمر اور حج کو تو صحیح ہوا اور ذبح کرے قربانی اور جس نے حرام باندھا حج کا اور حج کیا پھر حرام باندھا دن شہر کے دوسرے حج کا اگلے سال میں تو اگر حلق کیا واسطے اول حج کے قبل اس حرام کے لازم ہوگا اس کو دوسرا حج بغیر دم کے اور اگر حلق کیا لازم ہوگا اس کو دوسرا ساتھ دم کے تو اب برابر یہ کہ حلق کرے یا نہ کرے دم لازم آوے گا اور جس شخص نے عمرہ والا کیا مگر حلق نہیں کیا اور حرام باندھا دوسرے عمرے کا فوج کرے ایک قاتی نے حرام باندھا حج کا پھر عمرہ کا لازم ہوگا اور سپردم اور عمرہ باطل ہو جانا ہی ساتھ وقوف کے عرفات میں قبل افعال عمر کے اور اگر فقط توجہ کرے طرف عرفات کے تو باطل

جس کا کہنے والا ہو قاتی ہے نہ حرام

وہ اپنی طرف سے اور غنیمت دیا اور دونوں نے اوجھ کیا اسی سے دونوں کی طرف سے توجہ جو اوس کرنے والے کا ہو گیا اور ان کے ہاتھ بٹا
 ٹھیک اور زمین جاننے والے کو کہہ کرے اوس حج کو اور دونوں میں ایک کی طرف اور اگر حج کیا ہو اپنے مان باپ سے تو درست ہو اور اگر نہ
 اوس حج کیا ہے یا مان کی طرف سے اور جو کہنے لگے کہ حج کرنا تو مہم حصار کا حکم کرنے والے پر ہو تو مہم
 قرآن اور جنابت کا حج کرنے والے پر ہو یعنی اگر کہنے لگے کہ حج کرنا تو مہم قرآن کا حکم کرنے والے پر ہو زمین حج کرنے والے پر
 اور اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل قوت عرفات کے تو باطل ہو حج اوس کا سو دینا ٹھیک نفقہ اوس شخص کا جس نے حج کیا تھا اوس کا حج کا
 اور اگر بعد قوت کے جماع کیا تو نہ لازم آوے گا اوس کو پھر دینا نفقہ کا کیونکہ حج ہو گیا حج اوس کا اور اگر کسی شخص نے حج بیت کی کہ میرے حج سے
 حج کر دینا اور لوگوں نے بعد اوس کا ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور حج حج کا اوس کو دینا اور وہ راستے میں مر گیا تو جو خرچ دے کے
 مال باقی رہا ہوا اس کے ثلث میں سے حج کر لیا جائیگا اور اسی سے حج کر لیا جائیگا اور اگر حج کر لیا جائیگا اور اگر حج کر لیا جائیگا
 اگر اوس مال میں سے جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی ہو حج کر لیا جائیگا اور جو کچھ باقی نہیں رہا باطل ہو گی فصیت اوس کی اور ہر حج
 اونٹ کی ہو اور چاکری ہو یا گائے اور اونٹ درجہ ہر کر لے کر ہی ہوتا ہے اور تہہ میں ہو کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لیکن بایا نہیں
 روایت کی شافعی عطا سے کہ کہا انھوں نے ادنی درجہ میں حج بکری ہوا یا سیاہی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صحیح بخاری میں
 صحر اور زمین واجب ہو لیکن اوس کا عرفات میں حج بھی میں اوسی قسم کا جو اور جائز ہو جیسا دن شہر کے قربانی میں جائز ہو ہوا اور جو اونٹ
 جائز نہیں زمین بھی جائز نہیں ہوتا مثلاً اونٹ اور گائے میں جو قربانی کے لیے ہوسات آدمیوں کا شریک نہ درست ہو تو ان میں
 کسی درست ہو اور سطح نہایت بلی جو قربانی کی جگہ تک جاسکے یا اندھنی یا لنگری یا کان کٹی ہوئی ہو ایسی ہدی درست نہیں ہو کر
 اس کا خاتمہ میں کچھ تھوڑا سا آویگا صحر اور جائز ہو کہ یہ ہر چیز میں مگر حبیب طواف زیارت جنابت کی حالت میں کر لیا یا طبی کی بعد
 وقوت کے تو ان دونوں صورتوں میں بند یعنی اونٹ یا گائے قربانی لازم ہوگی اور جو ہدی نفس ہو اور میں کھا لیا اور متع اور قرآن کی
 بھی ہدی کھا و اور سوا کسی میں نہ کھا و اس حدیث جابر میں ہو کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل بھی اور متع اور قرآن کی
 ہدی اور سوا ان کے میں مثلاً احصا کی ہدی یا جنابت کی ہدی میں نہ کھا و اور متع کیا اوس کے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مروی ہے صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں صحر اور متع اور قرآن کی ہدی ان کے فسخ کرنے اور باقی جس میں فسخ کرنے اور فسخ کی جگہ ہر
 قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال عرفہ وقف ہوا اور سال منی قربانی کی جگہ ہر چیز کو چھ لکے سے ہیں قربانی کی جگہ میں روایت
 کیا اوس کو بودا و اور ابن ماجہ حدیث جابر صحر اور صدقہ دینا قربانی میں حکم فقہیوں کو اور جو بچا فقہیوں میں درست ہو اور صدقہ میں
 دیکھا و کی قبول اور قبول دینے قصاب کی جرت میں اوس کو اور نہ سوار ہو ہدی پر گوارے سے ضرورت کے اور نہ نکالے اوس کا و وہ
 اور موقوف کرے دودھ کو اس طرح پر کہ پستان کو اوس کے سر دینا سے دھو دے اور یہ جب ہو کہ قربانی اوس کی قریب ہو
 اور لیکن جب فسخ اوس کا قریب ہو تو اوس کا دودھ نکال کے صدقہ دیوے تاکہ ہدی کو ضرر نہ ہو اور روایت کی جماعت نے
 سواتر مذی حضرت علی سے کہ حکم کیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کر قربانیوں کی کھالوں کو اور اونٹ کی جھولوں کو اور حکم کیا
 مجھ کو کہ نہ دون میں سے اجز قصاب کا اور فرمایا کہ ہر اوس کو اپنے پاس دیوے اور ایک روایت میں ہو کہ صدقہ دینا اوس کی کھالوں اور
 جھولوں کا اور سوار ہونا وقت ضرورت کے اوس پر درست ہے زمین میں مروی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حج کرنا تو مہم قرآن کا حکم کرنے والے پر ہو زمین حج کرنے والے پر
 حج کرنا تو مہم قرآن کا حکم کرنے والے پر زمین حج کرنے والے پر
 حج کرنا تو مہم قرآن کا حکم کرنے والے پر زمین حج کرنے والے پر

[illegible]

بزرگوار

بزرگوار

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ لا فنی ذلک زیادۃ تعظیماً بحسبہ اللہ علیہ وسلم یعنی اس میں زیادتی تعظیف کی پرواہ نہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگوں نے یہ معنی اس حدیث کے لیے میں کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کے واسطے مگر ان میں
 کی طرف تو وہ معنی اس حدیث کے مستقیم نہیں کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صرح سنائی ہوا اسکے علاوہ اسکے امام احمد روایت کیا کہ
 حدیث کو اور وہ میں ہر کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مسجد مگر ان میں مسجدوں کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہیں اس حدیث کا کہ
 اسناد میں ایسی شہرین جو شب ہوا اور وہ روی ضعیف ہوا اور وہم کیا اوسنے اس حدیث میں توجہ الٹ سکائی ہر کہ بیعت توثیق ثابت کر دیوں
 ہم شہر کی توثیق ہم کی اسکی طرف غیر تقبیل ہوا اور کلام بلا دلیل ہوا اور اصل حدیث میں ثابت ہر کہ زیادتی ثقہ ضابطہ کی قبول بلکہ توثیق
 شہرین جو شب کی معلوم کیا جاسیے کہ نہیں ضعیف کیا اوسکو مگر ابن عون اور سلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور
 لوگوں نے قال احمد ما احسن حدیثہ ووثقہ ہو وقال احمد بن عبد اللہ العجلیٰ ہو تابعی ثقہ وقال ابن
 ابی حاتم عن یحییٰ بن معین ہو ثقہ وکذا ابن ابی حاتم عن علی بن ہذا وقال ابو زرعة لا بأس بہ وقال
 الترمذی قال یحییٰ بن عمار عن یحییٰ بن حسن الحدیث وروی امہ وقال انما کلمہ فیہ بن عوف بن ثور وروی
 ہلال بن ابی زکریا عن شہس وقال یعقوب بن شیبہ شہس ثقہ اور کہا صالح بن محمد نے شہس روای عنہما لانا
 من اهل الکوفۃ والبصرۃ واهل الشام وکثر یوقف عنہ علی کذب یعنی شہر روایت کی اوسکی اہل کوفہ اور اہل بصرہ
 اور اہل شام نے اور میں معلوم ہوا کذب وکذا کسی طرح توجہ تا جاسیے کہ یہ کلام معتدین کا ہر شہرین جو شب میں اور تاخرین کلام میں لیا
 لازم ہر کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں بل وثقہ کثیر وون من کبار ائمۃ السلف وقال ایضاً فہذا کلام ہو کہ
 اکرمہ علیہ السلام علیہ السلام اور کہا حافظ بن حجر نے شہس صدوق اور کہا شیخ ابن الہمام فتح القدیر حاشیہ پر میں والصحیح
 فی شہس التوثیق ووثقہ ابو زرعة واحمد ویحییٰ والعجلیٰ ویعقوب بن شیبہ وسان بن ربیعۃ توجب شہر کو
 امام احمد ویحییٰ بن یحییٰ اور احمد بن عبد اللہ اور ابن ابی حاتم اور ابو زرعة اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب وصالح بن محمد اور سنان بن یحییٰ
 استفادہ لوگ جلد علماء محدثین توثیق کریں تو بھر ضعف بیان کرنا اوسکا بسبب تصنیف مسلم اور ابن عون کا وجود دیکر رجوع کیا ہوا
 دونوں اسکی تصنیف سے اور نہ قبول کرنا اوسکی زیادت کو نہایت انصافی ہوا اور وہ جو طعن کیا ہر لوگوں نے کہ شہر نے ایک تخیلی لیل
 سے جہالی تو کہا نووی قل حمله العلمہ علیہم صحیح یعنی حمل کیا اوسکو علمائے محل صحیح پر اور وہ جو طعن
 کرتے ہیں کہ شہر نے سفر حج میں اپنے رفیق کی نسی خیرائی غلط ہوا اور کذب ہر کہ انووی نے غیث مقبول عند المحققین یعنی یہ طعن
 غیر مقبول ہر نزدیک محققین کے اور بعد اسکے جب علماء سلف سے توثیق اوسکی ثابت اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام
 نووی قائل اسکی صحیح کے ہیں تو زیادتی اوسکی حدیث میں بلا شبہ مقبول ہوا اگر تسلیم بھی کریں تو بھی جب تصریح حدیث ضعیف
 میں مروی ہو تو معنی اوسکے موافق لیے جاتے ہیں بہر حال ترجیح اسی مذہب کو ہر جسکو منہ ذکر کیا اور دوسرے کلام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث میں ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لا تعجلہ حاجتہ لا زیارۃ صریح الی
 اس بات پر کہ راہ حدیث نہ کو میں سفر مساجد ہوا اور جب جاوے زیارت کے تو کثرت سے بھیجے درود اور سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 راہ میں اور جب نیز شریف کے پہنچے غسل کرے قبل داخل ہونے کے مینہ طیبہ میں اور چاہے وضو کرے اور غسل افضل ہوا اور مجھے کہے

منہاج تارخ از کاتب

چھپی یہ کتاب الہی تسلیم ہے
نہ الہی چھپے گی نہ الہی چھپی

منہاج تارخ از کاتب

لکھنؤ کی اسکے تاریخ تم

یہ شرح وقایہ بخوبی چھپی
۱۲۵۱ھ

المعنی

اشعار

یہ کتاب بموجب قانون بستم شہ
بھی رجسٹری گورنمنٹ میں داخل ہوئی
کوئی شخص بدون اجازت عا جز کے
قصد چھاپنے کا کرے

5746

وہ اردو کی شرح وقایہ چھپی

جو نام حسد اچشمہ فیض ہے

الضمان

لکھی اسکی تاریخ تسلیم نے
یہ اچھا بہا چشمہ فیض ہے

منہاج تارخ از کاتب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ